مولوی عبدالحق کے غیرمدون خطوط کی تدوین

مقالہ نگار:
بدر منیر الدین
رولنمبر B-7943048
مقالہ برائے ایم فل (اردو)

نگران کار:
ڈاکٹر سیّد معین الرحمٰن
پروفیسر اور صدر، شعبۂ اُردو
گورنمنٹ کالج لاہور

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 84708
Date 21-9-98

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اِسلام آباد

چھٹی نمبر F.4-16/90 Regn AC بتاریخ 6 دسمبر 1993 کے تحت
موضوع کی منظوری ہوئی



بابائے اردو مولوی عبدالحق

فہرست

مقدمہ

بڑے مقاصد اور اہداف کی تعیین اور تشکیل و تکمیل کے لئے قدم اور قلم اٹھائے جاتے ہیں، قدم اٹھیں تو منزلوں کے سراغ ملتے ہیں اور قلم اٹھیں تو دل و نظر کی دنیائیں تسخیر ہوتی ہیں۔ مولوی عبدالحق کا شمار بھی ایسی ہی نابغہ روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ساری زندگی اردو کے ارتقاء اور بقاء کی جنگ لڑی اور اس زبان کی ترویج و اشاعت کے سفر میں اپنے قلم اور قدم کو کبھی سستانے کی اجازت نہ دی۔ اردو زبان سے ان کا عشق دیوانگی کی حدوں کو چھو گیا تھا۔ انہوں نے اپنی ذات، قلب اور روح کو اپنے نصب العین سے یوں ہم آہنگ کر دیا کہ مولوی عبدالحق سے بابائے اردو کے قالب میں ڈھل گئے اردو زبان کے لئے ان کی خدمات کا احاطہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ بقول نیاز فتح پوری

> "دنیا میں کبھی کبھی ایسے انسان بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو مرنا نہیں جانتے۔ ان کی زندگی کی پیائش ماہ و سال سے نہیں بلکہ ان کے کردار و عمل سے کی جاتی ہے اور انہیں انسانوں میں سے ایک ڈاکٹر عبدالحق ہیں۔ تاریخ کے نقش غیر فانی، داستان ادب کے سب سے بڑے ہیرو اور جریدہ عالم پر ایک مہر دوام۔ ان کے متعلق یہ سوال کبھی نہیں کیا جا سکتا کہ خدمت زبان کے لئے انہوں نے کیا کیا بلکہ ہمیشہ یہ پوچھا جائے گا کہ کیا نہیں کیا۔" [1]

مولوی عبدالحق (۲۰ اگست ۱۸۷۰ء ۔ ۱۶ اگست ۱۹۶۱ء) نے ۹۱ برس کی عمر پائی۔ ۱۹۱۲ء میں وہ انجمن ترقی اردو کے معتمد منتخب ہوئے۔ یہیں سے ان کی اس زندگی کا آغاز ہوتا ہے جو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کے لئے تھی۔ گویا نصف صدی تک انہوں نے خود کو تحقیق و تنقید میں مصروف رکھ کر انجمن ترقی اردو کو ایک معتبر اور باثمر ادارہ بنا دیا۔ جس کی شاخیں برصغیر کے گوشے گوشے پر سایہ افگن ہوئیں۔

بابائے اردو نے جہاں ایک محقق، ماہر لسانیات، نقاد، سیرت نگار اور مقدمہ نگار کی حیثیت سے شہرت پائی وہاں مکتوب نگاری کے میدان میں بھی اپنا لوہا منوایا۔ انہوں نے ایک قومی راہنما اور محسن اردو کی حیثیت سے متنوع قسم کے ان گنت خطوط کا سرمایہ چھوڑا۔ انجمن کے معاملات نمٹانے کیلئے انہیں بلامبالغہ بیسوں خطوط روزانہ لکھنے پڑتے تھے۔ بقول ڈاکٹر رحیم بخش شاہین

> "ان کی خوشی اور غم، صحت اور بیماری اسی ایک ادارے (انجمن ترقی اردو) کی کامیابیوں اور ناکامیوں کے تابع ہو کر رہ گئی۔ ان کے خطوں میں بھی اردو زبان اور انجمن کا ذکر تمام امور پر حاوی ہے۔ کہیں کتابوں کے پروف پڑھنے کا ذکر ہے اور کہیں کتابوں کی اشاعت کی اطلاع۔ کہیں

---

[1] قومی زبان کراچی،، اگست ۱۹۷۷ء : ص ۱۱

مسودوں کے ملنے کی خبر ہے تو کہیں ان پر نظر ثانی کا تذکرہ ہے۔ اس کے علاوہ انجمن کی شاخیں کھولنے، چندہ اور امداد حاصل کرنے اور کانفرنسیں منعقد کرنے کا ذکر بھی کثرت سے ملتا ہے۔" [1]

بلاشبہ مولوی عبدالحق کے خطوط قومی سطح کی "متاع عزیز" ہیں۔ ان کے چاہنے اور سراہنے والوں نے ان خطوں کو ایک سے زیادہ مجموعوں میں مرتب کر کے قدر دانی کا حق ادا کیا ہے۔ اب تک ان کے نو مجموعے چھپ چکے ہیں۔ ان مجموعوں کا مختصر تعارف ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مولوی عبدالحق کے خطوط کا پہلا مجموعہ "مکتوبات بابائے اردو" ۱۹۶۰ء میں حکیم محمد امام امامی نے اردو اکیڈمی سندھ کراچی سے طبع کروایا۔ اس مجموعے میں کل ۱۱۸ خطوط شامل ہیں۔ ۱۰۴ خطوط حکیم امامی اور ۱۴ خطوط ڈاکٹر شبیر حسن خان کے نام ہیں۔ آغاز کتاب میں تین مضامین پیش لفظ (احسن فاروقی) خطوط کی اہمیت (شاہد احمد دہلوی) اور مشاہدہ حق (ایس ایم نقوی) مجموعے کی افادیت کو دوچند کرتے ہیں۔ اس کتاب کو اعزاز حاصل ہے کہ یہ مولوی عبدالحق کی زندگی میں شائع ہو گئی تھی۔

☆

خطوط کا دوسرا مجموعہ "اردوئے معلیٰ" بابائے اردو کی وفات کے بعد سید ہاشمی فرید آبادی نے ۱۹۶۱ء میں طبع کروایا۔ اس مجموعے میں خطوط کی تعداد ۳۶۷ ہے۔ مشاہیر کے نام خطوط کی تفصیل یوں ہے۔

سر سکندر حیات (۱) گاندھی جی (۱) مولانا ابوالکلام آزاد (۱) سرتیج بہادر سپرو (۱) ڈاکٹر مختار احمد انصاری (۱) ڈاکٹر عبدالستار صدیقی (۱۰۹) فخری صاحب (۳) سید ہاشمی فرید آبادی (۷) مولوی امین زبیری (۴۲) مولوی نصیرالدین ہاشمی (۱۲) میاں بشیر احمد (۲۳) ڈاکٹر عابد حسین (۱) ڈاکٹر داؤد رہبر (۶۷) مولوی سخاوت مرزا (۲۴) عزیز احمد (۹) غلام احمد حسن (۱) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ (۲) ضیاء الدین برنی (۳) شبیر کاظمی (۲۰) بیگم حسن بانو قزلباش (۱۹) بیگم ارجمند قزلباش (۱) مس آمنہ ممتاز (۱) نصراللہ خان (۲) محمد حسین خان زبیری (۲) خان عارف برنی (۱) ڈاکٹر قطب انساء ہاشمی (۵) نور احمد قادری (۱) شفیع ادبی (۲) اور جلیل قدوائی (۵) آغاز کتاب میں ابو تمیم فرید آبادی نے مکتوب نگار کے مختصر حالات زندگی بھی درج کئے ہیں۔

☆

بابائے اردو کے خطوط کا تیسرا مجموعہ "مکتوبات عبدالحق" جلیل قدوائی نے (بشمول مقدمہ ۲۳ صفحات) مرتب کر کے ۱۹۶۳ء میں مکتبہ اسلوب کراچی سے شائع کیا۔ یہ مجموعہ مولوی صاحب کے ۵۳۱ خطوط پر مشتمل ہے اردوئے معلیٰ کے ۳۶۱ خطوط اور "مکتوبات بابائے اردو" میں سے ۱۷ خطوط (بنام امامی) دوہرائے گئے ہیں۔ یوں اس مجموعے کے ذریعے عبدالحق کے صرف ۱۵۳ نئے خطوط سامنے آئے ہیں نئے خطوط کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی (۱۵) عبدالماجد دریا آبادی (۳۷) غلام رسول مہر (۲۷) ڈاکٹر شوکت سبزواری (۸) گاندھی (۱)

---

[1] مکاتیب عبدالحق ، ڈاکٹر رحیم بخش شاہین بشمول قومی زبان کراچی ۔ دسمبر ۱۹۹۲ء ص ۱۶

ہاشمی فرید آبادی (۲۶) ڈاکٹر رکن الدین قریشی (۸) ڈاکٹر غلام محی الدین زور (۱) مولوی عمر یافعی (۱) دیوان سنگھ مفتون (۱) ڈاکٹر عبدالعلیم نامی (۱) کبیر احمد جائسی (۱) رحیم الدین کمال (۱) میاں عبدالحیٔ (۱) مولوی سجاد مرزا (۱) محمد منظور احمد (۱) جانکی پرشاد (۱) سید وصی احمد بلگرامی (۱) اے کے درانی (۱) غلام صابر صدیقی (۱) اقبال شیدائی (۴) کیپٹن اے آر جڈ (۱) اصغر مینائی (۲) احمد سیٹھ (۱) وائس چانسلر تہران یونیورسٹی (۱) بیگم شائستہ اکرام اللہ (۱) صفیہ شمیم (۳) صوفیہ اقبال (۱) عینورا زیبا (۱) جلیل قدوائی (۳)

"اردوئے معلیٰ" کے بیشتر خطوط کا مجموعہ قدوائی میں بھی ہونا الجھن پیدا کرتا ہے اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے مشفق خواجہ لکھتے ہیں :۔

"۱۹۶۰ء میں بابائے اردو کا نو سالہ یوم پیدائش منانے کے لئے عبدالحق جوبلی کمیٹی بنائی گئی۔ اس کمیٹی کی طرف سے بابائے اردو کے خطوط شائع کرنے کا پروگرام بنا تو میں نے اپنے جمع کردہ خطوط بابائے اردو کی اجازت سے جناب جلیل قدوائی کے حوالے کر دیے جو اس کمیٹی کے سیکرٹری تھے۔ قدوائی صاحب نے کچھ خطوط خود بھی جمع کیے اور ایک مجموعہ مرتب کر ڈالا۔ کچھ دنوں کے بعد کمیٹی کے صدر سید ہاشمی فرید آبادی اور جناب جلیل قدوائی میں اختلاف پیدا ہوا اور کمیٹی ختم ہو گئی اس کا بابائے اردو کو بھی افسوس تھا۔ . . . . ہاشمی صاحب مجموعہ خطوط کی کتابت شدہ کاپیاں اپنے ساتھ لاہور لے گئے اور بابائے اردو کی وفات کے بعد ۱۹۶۲ء کے شروع میں "اردوئے معلیٰ" کے نام سے یہ مجموعہ شائع کر دیا۔ اس پر تاریخ طباعت فروری ۱۹۶۱ء درج ہے لیکن حقیقتاً" یہ مجموعہ اس تاریخ سے تقریباً" ایک سال بعد شائع ہوا۔ "اردوئے معلیٰ" میں ۳۶۷ خطوط ہیں۔ ادھر قدوائی صاحب نے اس مجموعے کو از سر نو مرتب کیا اور بابائے اردو کی وفات کے تقریباً" ڈیڑھ سال بعد ۱۹۶۳ء میں مکتوبات عبدالحق کے نام سے شائع کیا اس مجموعے میں ۵۳۱ خطوط ہیں۔ "اردوئے معلیٰ" کے تمام خطوط بھی اس میں آ گئے ہیں" [1]

مشفق خواجہ کے آخری جملے میں ترمیم ضروری ہے کہ "اردوئے معلیٰ" کے تمام خطوط نہیں بلکہ ۳۶۱ خطوط مجموعہ قدوائی میں شامل ہوئے ہیں۔

☆

مکتوبات عبدالحق کا چوتھا مجموعہ "خطوط عبدالحق" محمد اکبر الدین صدیقی نے ۱۹۶۶ء میں حیدر آباد دکن سے شائع کیا۔ خطوط کی تعداد ۲۸۲ ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے :۔ ظفر الرحمٰن (۱۲۱) سید ساجد علی (۶۲) محمد علی (۳۹) غلام ربانی (۱۲) عبدالرحیم خان قیانسی (۷) عمر یافعی (۴) رضا نواز جنگ (۲) یوسف الدین (۱) سخاوت مرزا (۱) سید اکرم علی (۲) اور پنڈت ونشی

[1] بابائے اردو کی مکتوب نگاری از مشفق خواجہ بشمول قومی زبان کراچی ۔ اگست ۱۹۷۵ء ص ۱۸

دھر (۳۳) اکبر الدین صدیقی کا مجموعہ یہ امتیاز رکھتا ہے کہ اس میں مولوی عبدالحق کے ۳۴ انگریزی خطوط (۳۳ بنام ونشی دھر اور ایک بنام سید ساجد علی) بھی شامل ہیں۔

☆

خطوط کا پانچواں مجموعہ ان مکاتیب پر مشتمل ہے جو پیر حسام الدین راشدی کے نام لکھے گئے یہ مجموعہ مشفق خواجہ کی کوشش سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا۔ اس میں شامل ۱۲۶ خطوط اس اعتبار سے اہمیت کے حامل ہیں کہ ان سے انجمن ترقی اردو کی تشکیل نو پر روشنی پڑتی ہے۔

☆

مکاتیب کا چھٹا مجموعہ " عبدالحق کے خطوط عبدالحق کے نام "۱۹۶۸ء میں کرنول (بھارت) سے طبع ہوا۔ اس میں ۵۷ خطوط شامل ہیں۔ یہ مجموعہ افضل العلماء عبدالحق نے خود ۱۹۵۴ء میں مرتب کیا تھا لیکن اس کی اشاعت مکتوب الیہ کی وفات کے بعد عمل میں آئی۔

☆

ساتواں مجموعہ "خطوط عبدالحق بنام ڈاکٹر عبداللہ چغتائی" ڈاکٹر عبادت بریلوی کی کاوش سے ۱۹۷۷ء میں منظرعام پر آیا۔ اس میں مولوی عبدالحق کے ۶۷ خطوط کے علاوہ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کا طویل مضمون "ڈاکٹر مولوی عبدالحق اور ان کے خطوط" بھی شامل ہے۔

☆

"مکاتیب عبدالحق بنام محوی" (مرتبہ عبدالقوی دسنوی) آٹھواں مجموعہ ہے۔ جو ۱۹۸۱ء میں انجمن ترقی اردو پاکستان کی طرف سے شائع ہوا۔ اس میں مولوی عبدالحق کے ۴۶ خطوط شامل ہیں۔ کتاب کے آغاز میں مرتب نے بابائے اردو اور مکتوب الیہ کے تعلقات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

☆

خطوط کا نواں مجموعہ "خطوط عبدالحق بنام ڈاکٹر عبادت بریلوی" ۱۹۸۴ء میں اشاعت کے مراحل سے گزرا۔ یہ مجموعہ بابائے اردو کے ۱۷۴ خطوط اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی نے یہ جدت پیدا کی ہے کہ کتابت کروانے کی بجائے اصل خطوط کے عکس کتاب میں محفوظ کر لئے ہیں۔

ان نو مجموعوں میں شامل بابائے اردو کے مکاتیب کی کل تعداد ۱۳۹۹ ہے۔ گویا اب تک مولوی عبدالحق کے ۱۳۹۹ خطوط کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں جبکہ بابائے اردو کے تحریر کردہ خطوط کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے خود بابائے اردو نے

ایک موقع پر بتایا ہے کہ :-

"میں نے اب تک بے شمار خط لکھے ایک لاکھ یا اس سے زیادہ اور ہر خط اپنے ہاتھ سے لکھا ہے لیکن آج کل ضعف بصارت کی وجہ سے لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں۔"

(بنام سید صمد حسین رضوی ۱۹ اپریل ۱۹۵۹ء)

مذکورہ نو مجموعوں کی اشاعت کے باوجود ابھی بہت سے خطوط ایسے ہیں جو کسی مجموعے میں شامل نہیں ہو سکے یہ خطوط نقوش لاہور' قومی زبان کراچی' اردو کراچی و دیگر رسائل و کتب میں بکھرے پڑے ہیں لوگوں کے ذاتی ذخیروں میں موجود' گم یا ضائع ہو جانے والے خطوں کی تعداد مطبوعہ خطوط سے کہیں زیادہ ہے ان بکھرے ہوئے خطوط کو یکجا کرنا ہی میرے مقالے کا موضوع ہے۔

☆☆☆☆

خطوط کسی شخصیت کے مزاج' میلانات' افکار اور نظریات کی تفہیم کے سلسلے میں معتبر اور مستند ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں ان سے بہت سا تاریخی اور سوانحی مواد ہماری دسترس میں آ جاتا ہے خطوط میں افراد کی زندگی اپنے اصل نقش و نگار کے ساتھ نظر آتی ہے دوسرے لفظوں میں خط اس آلے کی مانند ہے جو باطن کی گہرائیوں سے اسرار و رموز کے موتی نکال لاتا ہے بقول غلام رسول مہر

"مکاتیب کا سب سے بڑا فائدہ میرے نزدیک یہ ہے کہ صاحب مکاتیب اپنے جذبات و اسیال' احساسات و تاثرات' رجحانات و مرغوبات اور فکر و نظر کے تمام پہلو بے تکلف آشکار کر دیتا ہے ہم جس طرح کسی آدمی کی زندگی کا حقیقی نقشہ مکاتیب میں دیکھ سکتے ہیں' کسی دوسری چیز میں نہیں دیکھ سکتے۔" [1]

دیگر زبانوں کی طرح اردو ادب میں بھی خطوط کو محفوظ کرنے کی روایت موجود ہے۔ غالب سے موجودہ دور تک بہت سے مشاہیر کے خطوط برعظیم کے تاریخی و سماجی منظرنامے کو نئی جہتیں عطا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں سر سید احمد خان' الطاف حسین حالی' شبلی نعمانی' علامہ اقبال ابوالکلام آزاد اور ان جیسے دیگر اکابرین نے مکاتیب میں اپنے تعصبات' مشاہدات' تصورات اور علمیت کے اظہار کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کی فکری' سیاسی اور سماجی زندگی کے بھرپور مرقع پیش کیے ہیں ان خطوط سے کسی خاص دور کے حالات واقعات کو نئے زاویوں سے جانچنے کا ہنر نصیب ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں یہ مکاتیب ہمارے لئے حیرت اور عبرت کا سامان بنتے ہیں اس کی ایک بڑی مثال مولوی عبدالحق کے خطوط ہیں جو ایک طرف ہماری اجتماعی قومی اور ملی بے حسی کی تصویر پیش کرتے ہیں تو دوسری جانب اس احساس زیاں کی جانب اشارہ کرتے ہیں جو متاع کارواں کھو جانے کے

---

[1] مکاتیب عبدالحق مرتبہ جلیل قدوائی، مکتبہ اسلوب کراچی ۱۹۶۳ء ص ۲۳۱

باوجود بیدار نہیں ہو رہا۔

زبان کسی بھی قوم کے تشخص کو ابھارنے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ کوئی قوم اپنی زبان سے بے اعتنائی برت کر زمانے میں معتبر نہیں ہو سکتی۔ بابائے اردو کی ان تھک جدوجہد کا مقصد یہی تھا کہ اردو کی ترویج و ترقی کے ذریعے اپنی پہچان اور شناخت کو گم ہونے سے بچایا جائے وہ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

"اردو کی خدمت درحقیقت ملک کی خدمت ہے اس نے ایک نئی تہذیب کو جنم دیا رواداری اور ملنساری اس کی فطرت ہے اس نے براعظم کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کیا اور سب کو ایک رنگ میں رنگ دیا اس لئے اردو کو اور اس کی پیدا کردہ تہذیب کو بچانا اور ترقی دینا ہم سب کا فرض ہے۔" [۱]

بابائے اردو کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس فرض کی ادائیگی میں گزرا۔ خطوط کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اردو کی ترویج و اشاعت اور اس کے ادبی سرمائے میں اضافے کی دھن میں مگن رہتے تھے وہ اس کے لئے شہر شہر سفر کرتے، مختلف علاقوں کے لوگوں سے ملتے۔ انجمن کی شاخیں قائم کرتے، اردو کے مدارس اور کتب خانوں کی بنیاد ڈلواتے۔ مخطوطات کی تلاش کرتے اور نادرات کی جستجو کرتے بقول شمیم احمد

"پوری علوم انسانی کی تاریخ میں ایک مثال ایسی نہیں ملتی، جس نے اپنی زندگی کے کم و بیش ساٹھ سال یعنی ایک پوری زندگی "لفظ" کے لئے وقف کر دی ہو۔ وہی اس کا قانون، اصول اور یہی نہیں بلکہ پوری زندگی ہو۔" [۲]

مکاتیب عبدالحق کے تخصیصی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اردو کے چند اہم مشاہیر کے خطوط پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

یہ امر مسلم ہے کہ مرزا غالب نے اردو خطوط نگاری کے فن کو نمایاں خدوخال عطا کئے۔ مراسلے کو ایسی جدت بخشی کہ وہ آدھی ملاقات کے بجائے تقریباً" پوری ملاقات بن گیا۔ ان کے خطوط میں ان کی ذات اور عہد کا آشوب سانس لیتا ہوا دکھائی دیتا ہے لیکن یہ حقیقت بھی نہیں جھٹلائی جا سکتی کہ مکتوب نگاری غالب کے لئے وقت گزاری کا ایک مشغلہ تھی۔ اس کے خطوط کے عقب میں کوئی عظیم مقصد تلاش کرنا کارلا حاصل ہے۔

سر سید اور ان کے رفقاء ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کی سیاسی، سماجی، تعلیمی، معاشرتی اور معاشی حالت سدھارنے کے لئے کمربستہ ہوئے۔ بقول ڈاکٹر عبادت بریلوی

"سر سید ہمارے پہلے راہنما ہیں جنہوں نے زبان کی سیاسی، سماجی، تہذیبی، ثقافتی، ملکی اور ملی اہمیت

۱۔ مجلس (مولوی عبدالحق نمبر) حیدرآباد، اکتوبر ۱۹۹۶ء جنوری ۱۹۶۱ء ص ۱۹۹
۲۔ نبرشِ قلم، شمیم احمد۔ مکتبہ مُوقلم۔ کوئٹہ ۱۹۸۳ء، ص ۱۵۲

کو محسوس کیا تھا اس کے بعد ان کے رفقاء نے بھی اس کی طرف توجہ دی لیکن ان کے سامنے کام کرنے کے لئے دوسرے میدان بھی تھے اس لئے وہ اس کام کی طرف توجہ نہ کر سکے۔" ۱؎

بالفاظ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ سرسید اور ان کے ساتھیوں نے مقاصد کے حصول کے لئے جہاں دیگر ذرائع استعمال کئے وہاں زبان و ادب سے بھی بھرپور استفادہ کیا اس دور کے مکاتیب میں مسلمانوں کی اصلاح وہ بنیادی مقصد ہے جس کے لئے سرسید تحریک سرگرم عمل رہی ادب کے لئے اس کے فیوض و برکات ایک اضافی چیز ہیں۔

ابوالکلام آزاد کے خطوط نے اہل ذوق حضرات میں بہت مقبولیت حاصل کی۔ ان کے خطوں میں علم و فضل کے دریا بہتے ہوئے نظر آتے ہیں یوں لگتا ہے کہ وہ خط پیغام رسانی کے لئے نہیں بلکہ مکتوب الیہ کو مرعوب کرنے کے لئے لکھتے ہیں ان کے اکثر خطوط کو مضامین کہہ لیا جائے تو شائد زیادہ مناسب ہو گا کیونکہ خط جس قسم کی بے ساختگی اور روانی کا متقاضی ہے وہ ابوالکلام کے ہاں مفقود ہے بقول ایس اے تقوی

"مولانا اپنی تحریر میں عربی اور فارسی کے الفاظ اور اشعار اس کثرت سے استعمال کرتے ہیں جن کو محض چند ایسے دانشور سمجھ سکتے ہیں جو عربی اور فارسی کا اعلیٰ اور ستھرا ذوق رکھتے ہیں وہ بحیثیت کل ملک، قوم اور سماج کے ترجمان نہیں۔ وہ شیش محل میں بیٹھنے والے چند احباب کے ترجمان ہیں۔" ۲؎

مکاتیب اقبال میں بھی فلسفہ، تصوف اور دیگر علمی و نجی مباحث کے سامنے زندگی کے دوسرے رنگ دبے دبے سے دکھائی دیتے ہیں اردو شعر و ادب کے لئے ان کی خدمات مسلم ہیں لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ اقبال نے اپنے نظریات و افکار کے اظہار کے لئے اردو کی بجائے فارسی اور انگریزی زبان کو زیادہ ترجیح دی شائد اسی لئے ان کی زبان سے یہ جملہ بھی نکل گیا کہ

"فارسی کو چھوڑ کر اردو میں کہنا سنگ مرمر کی بجائے گارے کی عمارت بنانا ہے۔" ۳؎

قصہ مختصر یہ کہ اکثر مکتوب نگاروں نے اردو زبان کو اپنے شوق خامہ فرسائی مختلف مقاصد کے حصول اور علم و فضل کے اظہار کا ذریعہ بنایا جبکہ مولوی عبدالحق نے اردو زبان میں خط لکھے اور صرف اردو زبان کے لئے لکھے انہوں نے خطوط کو وقت گزاری کا مشغلہ نہیں بنایا اور نہ ہی علم و فضل سے لوگوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کی بلکہ یہ تو ایک جہاد تھا جس کے نتیجے میں اردو زبان و ادب کی عمر دو اڑھائی سو سال اور بڑھ گئی۔ جہاد بالسیف کرنے والوں کے تذکرے سے تاریخیں بھری پڑی ہیں لیکن جہاد بالقلم کرنے والی ایسی مثال چشم فلک نے بہت کم دیکھی ہو گی۔ بقول ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

"زندگی بھر وہ برابر زبان کی اشاعت و مدافعت کے لئے معرکہ آراء رہے اور جہاں کہیں اس پر

۱؎ خطبات عبدالحق مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی، انجمن ترقی اردو کراچی ۱۹۵۲ء ص ج

۲؎ مکتوبات عبدالحق بنام حکیم امام امامی، اردو اکیڈمی سندھ ۱۹۶۰ء ص ۳۵

۳؎ اقبال کا فکر و فن، ڈاکٹر تاثیر، یونیورسل بکس لاہور، ۱۹۸۸ء ص ۴۱

آنچ آتی دیکھی وہ ایک ذمہ دار وکیل اور جانباز محافظ کی طرح اس محاذ پر سینہ سپر ہو گئے ہر جگہ دلوں کو گرمایا، حوصلوں کو بڑھایا اور زبان کی موقر وکالت اور موثر حفاظت کی۔" ۱؎

مولوی عبدالحق ایک ایک دن میں درجنوں خطوط لکھتے اور ہر اس شخص کو لکھتے جو اردو کے لئے کس بھی طرح مدد و معاون ثابت ہو سکتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں یہ خطوط ان رزمیہ اشعار کی طرح ہیں جو شاعر میدان جنگ میں سپاہیوں کے جوش و خروش کو بڑھانے کے لئے پڑھتا ہے۔

یہ حقیقت تو سب پر واضح ہے کہ مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو کو اپنے لئے "بمنزلہ حیات" سمجھتے تھے لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ انہوں نے اپنی ساری جوانی اس کی نذر کی اور زندگی بھر جو کمایا وہ بھی انجمن میں لگا دیا انجمن کے لئے دور دراز مقامات کے ہزاروں سفر کئے۔ جلسوں پر روپیہ صرف کیا۔ اپنی ہزاروں کتابیں انجمن کے کتب خانے میں شامل کر دیں۔ غرض بابائے اردو اور انجمن کے بے نظیر تعلق کی تفصیلات سے ان کے خطوط بھرے پڑے ہیں۔

ترقی اردو کی تحریک کو انہوں نے پیچیدہ اور مشکل حالات میں کامیابی سے ہمکنار کیا جب اغیار اور دوست نما دشمن اردو کو مٹانے پر تلے ہوئے تھے وہ اردو کو مسلمانوں کا ورثہ سمجھ کر بچا رہے تھے سید وقار عظیم نے ٹھیک کہا ہے کہ

"حقیقت میں زبان کا مسئلہ قوموں کے عروج و زوال کی داستان سے اس طرح پیوست ہے جس طرح کہ گوشت سے ناخن۔ دنیا کی تاریخ میں ہمیں ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ کسی قوم نے خود اپنی زبان کو چھوڑ کر کسی اور زبان کے ذریعہ ترقی کی منزلیں طے کی ہوں مولوی صاحب نے جس طرح اس حقیقت کو ہمارے ذہن نشین کرنے اور ہماری قومی زبان اردو کو اس کا صحیح مقام دلانے کی عمر بھر جدوجہد کی وہ انہیں کا حق تھا اور یہی ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔" ۲؎

مولوی عبدالحق اپنے مقصد سے شدید محبت رکھتے تھے۔ اس لئے کبھی مصلحت کا شکار نہیں ہوئے اردو کے حوالے سے ان کی محبتیں اور نفرتیں شدید تھیں ان کے خطوط اردو کے حامیوں کے لئے پھولوں کے گل دستے ہیں جبکہ دشمنوں کے ہوش ٹھکانے لگانے کے لئے خاردار جھاڑیاں ہیں یہ اس جنون اور دیوانگی کو ظاہر کرتے ہیں جس کے بغیر کسی بھی بڑے اور عظیم مقصد کا حصول ممکن نہیں اردو سے ان کے دیوانہ وار تعلق کو وحید قیصر ندوی کی زبانی نقل کرنا بے محل نہ ہو گا یہ واقعہ ۱۹۵۰ء کا ہے جب مولوی عبدالحق یوم اقبال اور یوم اردو کی صدارت کرنے ڈھاکہ تشریف لائے وحید قیصر ندوی لکھتے ہیں۔

"اس مرتبہ مولوی عبدالحق پہلے کے مقابلے میں کچھ بجھے بجھے نظر آئے وہ انجمن ترقی اردو کے مستقبل خاص طور سے اردو کالج کے مستقبل سے بڑے پریشان نظر آ رہے تھے ملک کے سرمایہ داروں سے انہیں بڑا شکوہ تھا کہ وہ انجمن اور اردو کی امداد نہیں کرتے ایک دن شام کے وقت میں

۱؎ نقدِ عبدالحق مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن۔ نذر سنز لاہور ۱۹۶۸ء ص ۱۳
۲؎ قومی زبان کراچی، دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۹

اور تمنائی صاحب مولوی صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مولوی صاحب بیٹھے بیٹھے اپنی جگہ سے اچک گئے اور بہت سنجیدگی کے ساتھ تمنائی سے کہنے لگے کہ تم فوراً" میرا دس لاکھ کا بیمہ کروا دو۔ ہم نے اس اچانک فیصلے کی وجہ پوچھی۔ کہنے لگے کہ یہ سرمایہ دار تو اب چندہ دینے سے رہے اس لئے میں نے سوچا کہ اردو کالج کے لئے دس لاکھ روپے چھوڑ جاؤں۔ میں نے کہا کہ بات پورے طور سے سمجھ نہیں آئی اس کی ذرا وضاحت کیجئے۔ اس پر مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اب میں بڈھا ہو گیا ہوں۔ اعضاء جواب دے چکے ہیں یا جواب دے رہے ہیں قبر میں پیر لٹکائے بیٹھا ہوں۔ آج نہیں تو کل مرنا ہی ہے کیوں نہ انجمن کے لئے کچھ کر جاؤں۔ میں نے سوچا ہے کہ ڈھاکہ اور کراچی کے رستے میں کہیں پر کود کر اپنی جان دے دوں گا اور اس طرح انجمن کو میرے بیمے کے دس لاکھ روپے مل جائیں گے۔" ؎۱

کاش قربانی اور ایثار کا یہ جذبہ پوری قوم میں تقسیم ہو جائے۔ بابائے اردو نے تن تنہا اردو زبان کے لئے جو کچھ کیا وہ اب تک پوری قوم کو بھی کرنا نصیب نہیں ہوا اردو کی گاڑی آج بھی وہیں رکی کھڑی ہے جہاں مولوی صاحب اسے چھوڑ گئے تھے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ان کے ہر لفظ اور ہر جملے کو خصوصی محبت اور عقیدت کا سزاوار سمجھا جاتا مگر ہوا اس کے برعکس۔ قیام پاکستان کے بعد کے خطوط سے اقتباسات ملاحظہ کیجئے۔

"مجھے اس زمانے میں جو تکلیف اور روحانی کوفت ہوئی وہ بیان نہیں کر سکتا۔ ہماری قوم ایک عجیب قوم ہے اس میں وہ تمام عیوب موجود ہیں جو ایک پس ماندہ اور زوال آمادہ قوم میں ہوتے ہیں ہمارے بھائی اپنے کسی بھائی کو آگے بڑھتا ہوا نہیں دیکھ سکتے اور جو علی الرغم ان کے آگے بڑھ گیا اسے گرانے اور رسوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

(بنام ڈاکٹر شوکت سبزواری ۱۹۵۷ء)

"انجمن کی حالت تباہ ہو گئی ہے چند نااہل خود غرض لوگوں نے میرے کتب خانے اور انجمن پر قبضہ کر لیا ہے علمی و ادبی کام معطل ہے پارٹی بازی اور سازش کا بازار گرم ہے میں بے بس اور لاچار اوپر کی منزل پر بیٹھا رہتا ہوں۔ ایسی حالت میں مجھے کسی خطاب یا اعزاز سے کیا خوشی ہو سکتی ہے۔"

(بنام آمنہ ممتاز ۲۹ مئی ۱۹۵۸ء)

؎۱ باتیں ان کی یاد رہیں گی، از وحید قیصر ندوی، بشمول قومی زبان کراچی، اگست ۱۹۶۴ء ص ۱۵ / ۱۶

"انجمن کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے جن لوگوں کو سیکرٹری' جوائنٹ سیکرٹری اور خازن بنایا تھا وہی اس کی جڑیں کاٹ رہے ہیں اس سے میں بہت پریشان ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے شائد مجھے اس انجمن کو چھوڑنا پڑے جسے میں نے پچاس سال اپنے خون سے سینچا ہے اب انجمن بے دردوں' نااہلوں اور سفلوں کے ہاتھ آگئی ہے ان کا رویہ ہمدردانہ نہیں معاندانہ ہے۔ اصل مقصد پس پشت جاپڑا ہے۔"

(بنام حکیم امام امامی ۲۱ جولائی ۱۹۵۷ء)

تصویر کا یہ رخ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے کیونکہ جو قومیں اپنے اسلاف کی اقدار' روایات' اخلاق حمیدہ' ایثار و محبت اور ان کی محنتوں کو فراموش کر دیتی ہیں وہ زیادہ دیر تک اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتیں۔

خطوط عبدالحق کی تدوین کا جواز بھی یہی ہے کہ ذہنوں سے بے حسی' غفلت اور خود غرضی کی گرد اتاری جائے اور وہ آئینہ دکھایا جائے جس میں ماضی پورے جاہ و جلال سے جھلک رہا ہے اور مستقبل کے لئے بھی ایک واضح حکمت عملی موجود ہے مقالے کی تیاری کے دوران میں یہ احساس میری لئے سرمایہ ثابت ہوا کہ میں خطوط عبدالحق کو مدون نہیں کر رہا بلکہ ایک قومی فریضہ انجام دے رہا ہوں۔

☆☆☆☆

خطوط کی تدوین کے لئے جو لائحہ عمل مرتب کیا گیا' اس کی تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

(۱) تمام قابل حصول ادبی رسائل کی فائلیں دیکھی گئی ہیں جن میں وقتاً" فوقتاً" بابائے اردو کے خطوط شائع ہوتے رہے۔

(۲) مختلف مشاہیر کے خطوط پر مبنی مرتبہ مجموعے بھی زیر تحقیق لائے گئے' جن میں مولوی عبدالحق کے خطوط ہونے کا امکان تھا۔

(۳) ایسے اصحاب سے بھی ہر ممکن رابطہ کرنے کی کاوش کی گئی' جن کے پاس عبدالحق کے مطبوعہ یا غیر مطبوعہ خطوط ہونے کی توقع تھی۔ مقدور بھر کوشش کے نتیجے میں ۴۲۳ خطوط تک میری رسائی ہوئی جو مرحوم کے کسی بھی مطبوعہ مجموعے میں شامل نہیں۔

مقالے کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلے حصے میں بابائے اردو کے مختصر حالات زندگی اور انجمن ترقی اردو کے لئے ان کی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تصانیف کی تفصیل بھی فراہم کر دی گئی ہے ان کے سوانحی خاکے پر نظر ڈالنے سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ مولوی عبدالحق نے صرف خطوط نگاری ہی نہیں بلکہ متنوع موضوعات پر ایسی بہت سی کتابیں تصنیف اور مرتب کیں جن سے اردو زبان و ادب کا دامن بیش بہا موتیوں سے بھر گیا اس حصے میں مولوی عبدالحق کا عکس تحریر بھی

تبرکاً" محفوظ کیا گیا ہے۔

مقالے کا دوسرا اور بنیادی حصہ غیر مدون خطوط کی تدوین پر مشتمل ہے مکتوب الیہان کے نام حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیے گئے ہیں جن اصحاب کے نام ایک سے زائد خطوط ہیں ان کو زمانی اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے اس امر کو بھی یقینی بنایا گیا ہے کہ خطوط کا صحیح ترین متن بابائے اردو کے مداحوں تک پہنچے۔ جہاں عبارت میں کوئی لفظ سہواً" غلط کتابت ہو گیا ہے اس کی وضاحت حاشیے میں کر دی گئی ہے۔

مقالے کا تیسرا حصہ خطوط کے ماخذ کی نشاندھی کرتا ہے اس میں ان رسائل اور کتب کے مکمل حوالے ترتیب وار پیش کر دیے گئے ہیں جن سے خطوط کا حصول ممکن ہوا۔

مقالے کا چوتھا حصہ مکتوب الیہان کے مختصر تعارف پر مبنی ہے یہ حصہ شامل کرنے کا مقصد پڑھنے والوں کو باور کرانا ہے کہ مولوی عبدالحق کا روئے سخن کن شخصیات کی طرف تھا۔ بلاشبہ ان کے مخاطبین میں زیادہ تر ایسے لوگ شامل تھے، جو صاحب علم و دانش اور اردو سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ چراغ سے چراغ جلانے کے عمل پر یقین رکھتے تھے۔ خطوط کے مطالعے سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ وہ اپنے تمام منصوبوں میں صاحب علم افراد کے مشوروں اور آراء کو بہت اہمیت اور فوقیت دیتے تھے۔

آخر میں کتابیات کے تحت ان رسائل اور کتب کی تفصیل دی گئی ہے جن سے مقالے کی تیاری اور تکمیل میں مدد لی گئی ہے۔

موضوع کے انتخاب سے مقالے کی تکمیل تک مجھے اپنے نگران کار ڈاکٹر سید معین الرحمٰن پروفیسر و صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج لاہور، کی خصوصی توجہ اور تعاون نصیب ہوا جو یقیناً" میری خوش بختی اور میرا اعزاز ہے۔

دیگر شخصیات میں ڈاکٹر سید معراج نیر، مرزا شفیع مغل، تنویر قریشی اور محمد حسین کا شکر گزار ہوں۔ ان اصحاب کے تعاون نے میرے لئے آسانیاں پیدا کیں۔

اپنے ماں باپ اور اپنی آنٹی نجمہ کے لئے احساسات کو لفظوں کا روپ نہیں دیا جا سکتا۔ شائد ان ہستیوں کی دعاؤں کے بغیر اس کام کی تکمیل ممکن نہ تھی۔ بہن عمرانہ کی معاونت بھی میرے لئے مفید رہی۔

شریک حیات عظمیٰ کے لئے بہت سی محبتیں کہ جو بے خیالی میں بھی میرا خیال رکھنے سے نہیں چوکتی۔

بدر منیر الدین

۳۱ جولائی ۱۹۹۷ء

بابائے اردو۔ ایک نظر میں

نام	عبدالحق
والد	شیخ علی حسین
تاریخ پیدائش	۲۰ اگست ۱۸۷۰ء
مولد	ہاپوڑ، ضلع میرٹھ
ابتدائی تعلیم	فیروز پور مشرقی پنجاب
علی گڑھ میں قیام	۱۸۸۸ء، بسلسلہ تعلیم یہاں چھ سال مقیم رہے
بی اے	مدرستہ العلوم، علی گڑھ ۱۸۹۴ء
اساتذہ	پروفیسر آرنلڈ، شبلی نعمانی، مولانا عباس حسین، بابو مکرجی
نامور ہم جماعت	ڈاکٹر ضیاء الدین، مولانا ظفر علی خان، مولوی حمید الدین خواجہ غلام الثقلین، شیخ عبداللہ، سید محفوظ علی حافظ ولایت اللہ، خان بہادر، سید شوکت علی سیٹھ یعقوب حسن
نامور مشاہیر کی صحبت	سرسید احمد خان، سید محمود الطاف حسین حالی، محسن الملک
اعزازی ڈگریاں .صلہ خدمات علمی :	ڈی لٹ، الہ آباد یونیورسٹی ۱۹۳۷ء ڈی لٹ، علی گڑھ یونیورسٹی ۱۹۴۱ء
دکن، حیدر آباد میں چالیس سال :	ہیڈ ماسٹر مدرسہ آصفیہ ۱۸۹۵ء مدیر رسالہ "افسر" ۱۸۹۹ء ہوم سیکرٹریٹ میں مترجم ۱۹۰۰ء ڈائریکٹر تعلیم کے مددگار ۱۹۱۱ء انسپکٹر آف سکولز، صوبہ اورنگ آباد ۱۹۱۲ء

	ڈائریکٹر سررشتہ تالیف و ترجمہ ۱۹۱۸ء
	پرنسپل عثمانیہ کالج اورنگ آباد
	وظیفہ حسن خدمت (پنشن) ۱۹۳۰ء
	صدر شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی ۱۹۳۰ء
	سیکرٹری انجمن ترقی اردو ۱۹۱۲ء ۔ ۱۹۳۵ء
دلی میں دس سال :	بحیثیت سیکرٹری انجمن ۱۹۳۶ء ۔ ۱۹۴۷ء
پاکستان (کراچی) میں چودہ برس :	بھارت سے مستقلاً ہجرت ۲۸ جنوری ۱۹۴۹ء
	بانی و سیکرٹری "انجمن" ۱۹۴۸ء ۔ ۱۹۴۹ء
	صدر انجمن ترقی اردو ۱۹۵۰ء ۔ ۱۹۶۱ء
	وفات ۱۶ اگست ۱۹۶۱ء، کمبائنڈ ملٹری ہاسپٹل کراچی
۱۔ تصنیفات و تالیفات :	قواعد اردو طبع اول، ۱۹۱۴ء، ص ۲۷۱
	طبع دوم، ۱۹۲۶ء، ص ۳۰۱
	طبع سوم، ۱۹۳۶ء، ص ۳۲۴
	طبع جدید، ۱۹۵۸ء، ص ۳۸۳
۲۔ اردو صرف و نحو	مطبوعہ، ۱۹۳۴ء، ص ۱۴۸
	مطبوعہ، ۱۹۶۱ء، ص ۱۷۵
۳۔ مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر	۱۹۳۳ء، ص ۱۲۳
۴۔ قدیم اردو	طبع اول، ۱۹۶۱ء، ص ۲۵۵
۵۔ اردو کی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام :	طبع سوم، ۱۹۵۳ء، ص ۸۴
۶۔ مرحوم دہلی کالج	طبع اول، ۱۹۳۳ء، ص ۱۷۱
	طبع دوم، ۱۹۴۵ء، ص ۱۷۴
	طبع سوم، ۱۹۶۲ء، ص ۱۸۲
۷۔ نصرتی، ملک الشعرائے بیجاپور	۱۹۴۴ء ص ۳۳۷ + ۱۱

۸۔ چند ہم عصر (شیخ چاند) — طبع اول، ۱۹۳۷ء، ص ۱۵۱

طبع سوم، ۱۹۵۰ء، ص ۲۸۳

طبع چہارم، ۱۹۵۳ء، ص ۳۱۷

طبع ششم، ۱۹۵۹ء، ص ۴۷۲

۹۔ سرسید احمد خان، حالات و افکار — طبع اول، ۱۹۵۹ء، ص ۱۹۶

طبع دوم، ۱۹۷۵ء، ص ۱۶۸

۱۰۔ افکار حالی (مرتبہ : ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری) : ۱۹۷۶ء، ص ۱۳۴

۱۱۔ مکتوبات بابائے اردو بنام حکیم امامی : ۱۹۶۰ء، ص ۲۰۸

۱۲ اردوئے معلیٰ (ابو تمیم فرید آبادی) : ۱۹۶۱ء، ص ۴۴۸

۱۳۔ مکتوبات عبدالحق (جلیل قدوائی) : ۱۹۶۲ء، ص ۶۷۸

۱۴۔ مکتوبات بابائے اردو بنام پیر حسام الدین راشدی : ۱۹۶۴ء ص ۱۰۳

۱۵۔ خطوط عبدالحق "محمد اکبر الدین صدیقی" : ۱۹۶۶ء ص ۲۱۰

۱۶۔ عبدالحق کے خطوط عبدالحق کے نام "افضل العلما ڈاکٹر عبدالحق" ۱۹۶۸ء

۱۷۔ خطوط عبدالحق بنام ڈاکٹر عبداللہ چغتائی "مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی" : ۱۹۷۷ء ص ۶۶+۱۱۱

۱۸۔ مکاتیب عبدالحق بنام محوی "مرتبہ عبدالقوی دسنوی" : ۱۹۸۱ء ص ۲۸+۴۸

۱۹۔ خطوط عبدالحق بنام ڈاکٹر عبادت بریلوی : ۱۹۸۴ء ص ۳۱۰

۲۰۔ چند تنقیدات عبدالحق : ۱۹۳۹ء ص ۸۰

۲۱۔ تنقیدات عبدالحق "محمد تراب علی خان باز" : ۱۹۴۵ء، ص ۱۵۲

۲۲۔ ادبی تبصرے : ۱۹۴۷ء، ۱۹۶۴ء، ص ۸۸

۲۳۔ مقدمہ معرکہ مذہب و سائنس : ۱۹۱۰ء

۲۴۔ مقدمات عبدالحق "مرزا محمد بیگ" : ۱۹۳۱

حصہ اول، ص ۴۰۹، حصہ دوم، ص ۲۱۲

مرتبہ : عبادت بریلوی، ۱۹۶۴ء، ص ۸۰۰

۲۵۔ خطبات عبدالحق: حصہ اول، ۱۹۳۹ء ص ۱۷۲

حصہ دوم: ۱۹۴۴ء، ص ۱۹۰

مرتبہ: عبادت بریلوی، ۱۹۵۲ء ص ۵۵۳

۱۹۶۴ء، ص ۶۳۶

۲۶۔ افکار عبدالحق "مرتبہ: آمنہ صدیقی": ۱۹۶۲ء، ص ۳۵۲

۲۷۔ فرمودات عبدالحق "مرتبہ: ڈاکٹر سید معین الرحمن": ۱۹۷۸ء، ص ۲۰۸

مرتبات قدیم، کلاسیکی ادب، نظم و نثر، تذکرے

۲۸۔ ذکر میر "خودنوشت" میر تقی میر: ۱۹۲۸ء، ص ۱۵۲

۲۹۔ دریائے لطافت، انشاء اللہ خان انشاء: ۱۹۳۵ء، ص ۳۹۵

۳۰۔ باغ و بہار، میرامن دہلوی: طبع دوم ۱۹۴۴ء، ص ۲۲۷

۳۱۔ سب رس، ملاوجہی: طبع دوم ۱۹۵۲ء، ص ۲۷۶

۳۲۔ معراج العاشقین، خواجہ بندہ نواز گیسودراز: ۱۹۲۴ء، ص ۳۰

۳۳۔ کہانی رانی کیتکی اور کنور اودے بھان کی انشاء: طبع دوم ۱۹۵۵ء، ص ۶۵

۳۴۔ قطب مشتری، ملاوجہی: طبع دوم ۱۹۵۳ء، ص ۹۶+۲۲

۳۵۔ جنگ نامہ عالم علی خان و آصف جاہ، غضنفر: ۱۹۳۲ء، ص ۶۸

۳۶۔ گلشن عشق، نصرتی: ۱۹۵۲ء، ص ۲۲۳

۳۷۔ علی نامہ، نصرتی: ۱۹۵۲ء

۳۸۔ دیوان تاباں، عبدالحئی تاباں دہلوی: ۱۹۳۵ء، ص ۲۶۷

۳۹۔ دیوان اثر، محمد میر اثر: ۱۹۳۰

۴۰۔ مثنوی خیال و خواب، محمد میر اثر: طبع دوم ۱۹۵۰ء، ص ۱۲۷

۴۱۔ تذکرہ گلشن ہند، مرزا علی لطف: ۱۹۰۶ء

۴۲۔ تذکرہ ہندی، غلام ہمدانی مصحفی: ۱۹۳۳ء، ص ۲۸۳

۴۳۔ چمنستان شعرا، لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی: ۱۹۲۸ء، ص ۵۶۵

۴۴۔ مخزن نکات، قائم چاند پوری: ۱۹۲۹، ص ۷۹

۴۵۔ مخزن شعراء، نورالدین حسین خان فائق: ۱۹۳۳ء، ص ۱۲۰

۴۶۔ تذکرہ ریختہ گویاں، سید فتح علی حسینی: ۱۹۳۳، ص ۱۶۸

۴۷۔ ریاض الفصحاء، غلام ہمدانی مصحفی: ۱۹۳۴ء ص ۳۷۸

۴۸۔ عقد ثریا، غلام ہمدانی مصحفی: ۱۹۳۴ء، ص ۶۴

۴۹۔ نکات الشعراء، میر تقی میر: ۱۹۳۵ء، ص ۱۸۹

۵۰۔ ماثرالکرام، مولانا غلام علی آزاد بلگرامی: ۱۹۱۰ء، ص ۳۵۰

۵۱۔ گل عجائب، اسد علی تمنااورنگ آبادی: ۱۹۳۶ء، ص ۱۱۶

متفرقات:

۵۲۔ رقعات اردو: ۱۹۰۰ء، ص ۴۶

۵۳۔ بچوں کے خطوط: ۱۹۴۴، حصہ اول ص ۴۴: حصہ دوم، ص ۷۰

۵۴۔ نصاب اردو "برائے انٹرمیڈیٹ، مدراس یونیورسٹی": ۱۹۴۰ء، ص ۳۲۲

۵۵۔ میٹریکولیشن کا اردو نصاب: ۱۹۴۰ء، ص ۳۴۱

۵۶۔ اردو کا قاعدہ، طبع چہارم: ۱۹۵۲ء، ص ۳۲

۵۷۔ انتخاب کلام میر، طبع اول: ۱۹۲۱ء، ص ۲۵۱، طبع ششم: ۱۹۵۰ء، ص ۲۵۸، ۱۹۵۸ء، ص ۳۱۶

۵۸۔ انتخاب داغ: ۱۹۳۶ء، ص ۱۷۶، ۱۹۶۱ء، ص ۲۸۰

۵۹۔ انجمن ترقی اردو کی سالانہ رودادیں: ۱۹۱۳ء، ۱۹۶۰ء

۶۰۔ العالم الاسلامی، جلد دوم، حصہ دوم: ۱۹۸۲ء، ۱۹۰۸ء، ص ۲۴۸

۶۱۔ اکبر کی تمدنی اصلاحیں: ۱۹۰۶ء، ص ۳۰

۶۲۔ اعظم الکلام فی ارتقاء السلام "ترجمہ" حصہ اول: ۱۹۱۰ء، ص ۱۵۲

۶۳۔ تحقیق الجہاد "ترجمہ" حصہ دوم: ۱۹۱۱ء، ص ۸۸، متن ص ۸۴

۶۴۔ ہماری زبان "خطبہ": ۱۹۴۱ء، ص ۷۸

۶۵۔ اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسلہ: ۱۹۴۹ء، ص ۵۵

۶۶۔ اردو بحیثیت ذریعہ تعلیم سائنس:	۱۹۵۱ء ص ۴۷
۶۷۔ اردو زبان کی فضیلت چند بنگالی اکابر کی نظر میں:	۱۹۵۰ء ص ۱۲۶
۶۸۔ سر آغا خان کی اردو نوازی:	۱۹۵۱ء ص ۲۰
۶۹۔ پاکستان کی قومی سرکاری زبان کا مسئلہ:	۱۹۵۲ء ص ۲۲
۷۰۔ پاکستان میں اردو کا المیہ:	۱۹۵۸ء ص ۸۶
۷۱۔ انجمن ترقی اردو کا المیہ:	۱۹۵۸ء ص ۸۶
۷۲۔ پاک جمہوریت:	۱۹۵۹ء ص ۶۸
۷۳۔ گدڑی کے لال' دہلی:	۱۹۴۶ء
۷۴۔ اردو یونیورسٹی وقت کا اہم تقاضا:	۱۹۶۰ء ص ۳۲
۷۵۔ قاموس الکتب اردو (جلد اول)' مذہبیات:	۱۹۶۱ء ص ۱۲+۱۱۷۶+۱۹۹
۷۶۔ لغت کبیر اردو' جلد اول:	۱۹۷۳ء ص ۴۲۰' جلد دوم' ۱۹۷۵ء ص ۸۹۴
۷۷۔ مقالات حالی ''نظر ثانی'':	۱۹۳۴ء' ۱۹۵۷ء ص ۳۱۰

عکس تحریر بابائے اردو

Phone
6290

ٹیلیفون
۶۲۹۰

انجمن ترقی اردو (ہند)

Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu (India.)

1. Daryagunj, Delhi.

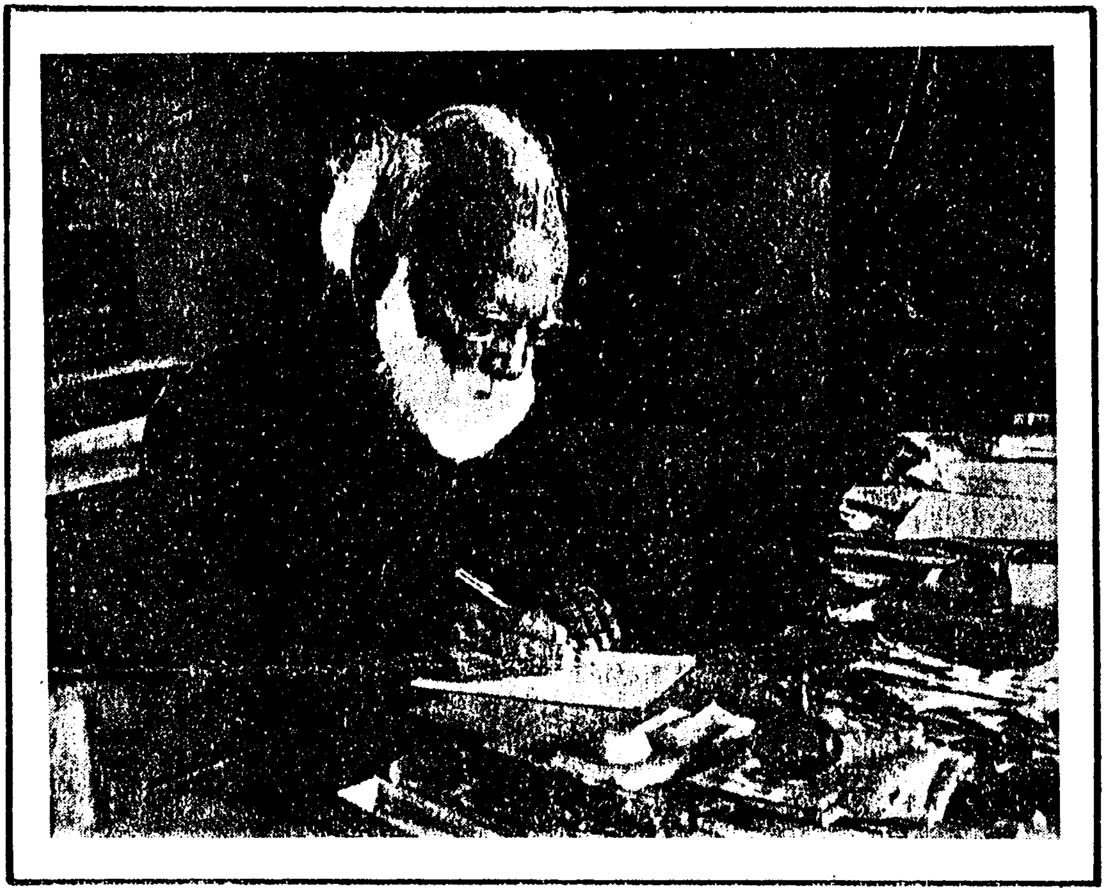
۱۔ دریا گنج، دہلی

مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۴۵ء

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کی
انجمن اردو زبان کی ترقی اور اشاعت میں
سرگرمی سے کام کر رہی ہے۔ یہ بہت بڑی قومی اور
ملکی خدمت ہے۔ زبان قومیت کی جان ہے۔ زبانِ اردو
کی ترقی و ترویج سے آپ اتحاد و یک جہتی پیدا
کریں گے جس کی ہماری قوم کو شدید ضرورت ہے۔
آپ اپنی کوششوں کو صرف مشاعروں تک
محدود نہ رکھیے بلکہ اردو کے پھیلانے میں اور
ان پڑھوں کے پڑھانے کے لیے بھی عملی قدم اٹھائیے۔
یہ کام بہت ضروری اور مقدم ہے اور آپ ہی کے
کرنے کا ہے۔ امید ہے کہ آپ کا جلسہ خیر و خوبی اور کامیابی سے ہوگا

عبدالحق

مولوی عبدالحق کے خطوط



نہ عشق بتاں ہے نہ فکر معیشت
مگر جاگتے رات کٹتی ہے ساری

پیرزادہ ابراہیم حنیف کے نام

(۱)

اورنگ آباد دکن

مکرمی تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ اپنی کتاب کا مقدمہ بھیج دیجئے میں اسے دیکھوں گا۔ اگر اس رسالے کے مقاصد و اصول کے مطابق ہو گا تو اسے خوشی اور شکریہ کے ساتھ درج کیا جائے گا۔

"اردو" خالص ادبی رسالہ ہے اور اس کے لئے بہت سے مبحث ہو سکتے ہیں البتہ تحقیق و جستجو اور محنت کی ضرورت ہے یہ ہر شخص کی طبیعت مطالعہ اور رجحان پر موقوف ہے کہ وہ کس مبحث پر لکھ سکتا ہے اس لئے مناسب یہ ہو گا کہ آپ اپنے خیالات اور مطالعہ کے لحاظ سے خود ہی کوئی مضمون تجویز فرمائیں یا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ان مبحثوں کے عنوان لکھ بھیجئے جو آپ لکھ سکتے ہیں میں ان میں سے کوئی انتخاب کر کے آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ اردو ۲۴ء سے کالج ریڈنگ روم کے نام جاری کر دیا جائے گا۔

عبدالحق

خوشی کی بات ہے کہ آپ وہاں انجمن کی شاخ قائم کرنا چاہتے ہیں یہ کتب خانہ کالج کی ملکیت ہو گا لیکن اگر کسی وقت وہ کتب خانہ توڑ دیا جائے گا تو انجمن کو اس کی عطا کردہ کتابیں واپس کر دینی ہوں گی جس کی نوبت غالباً کبھی نہ آئے گی کیونکہ یہ کالج کے ساتھ ہے۔

عبدالحق

(۲)

اورنگ آباد دکن

۱۲ر جنوری

مکرمی و معظمی۔ تسلیم

میں ایجوکیشنل کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے علی گڑھ چلا گیا تھا وہاں سے ابھی آیا ہوں۔ واپسی پر آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ تعجب ہے کہ آپ کو میرا پہلا خط نہیں ملا۔ آپ انجمن ترقی اردو کی شاخ قائم کرنے میں جو سعی فرما رہے ہیں وہ نہایت قابل قدر اور لائق شکریہ ہے خدا کرے آپ کو اس میں پوری کامیابی ہو۔ مجھ سے جہاں تک ممکن ہو گا آپ کو امداد دینے میں دریغ نہ کروں گا۔

آپ نے جو رپورٹیں وغیرہ طلب کی تھیں وہ مجھے دفتر سے معلوم ہوا کہ آپ کی خدمت میں روانہ کر دی گئی ہیں۔ اس بارے میں جو کچھ کاروائی آپ فرمائیں یا جو کامیابی آپ کو ہو۔ براہ کرم اس سے مجھے بھی مطلع فرماتے رہیے کیونکہ مجھ سے بڑھ کر کس کو خوشی ہو گی۔

نیاز مند

عبدالحق

(۳)

اورنگ آباد

۲۱ر جولائی ۲۹ء

مکرمی تسلیم

آپ کا خط پہنچا۔ ابھی تک ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب نے کچھ نہیں لکھا ان کے خط کے انتظار میں ہوں

عبدالحق

(۴)

مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۴ء

مکرمی جناب پیرزادہ صاحب ۔ السلام علیکم

میں نے آج چار بجے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا تھا لیکن ایک ضروری کام ایسا پیش آ گیا کہ میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ آج کل کنوینشن کا ہنگامہ بپا ہے اس میں اردو کا معاملہ بھی پیش ہو گا اس لئے میں کنوینشن کے اجلاسوں کے بعد کسی روز آپ سے مل سکوں گا اور آپ کو پہلے سے اطلاع کر دوں گا۔

خیر طلب

عبدالحق

(۵)

مکرمی پیرزادہ صاحب!

دن کے تعین میں مجھ سے غلطی ہوئی۔ کل تیسرے پہر اصطلاحات کی کمیٹی ہے جس میں میری شرکت ضروری ہے اس لئے آپ مہربانی فرما کر پرسوں پیر کے دن چار بجے تشریف لائیے۔

عبدالحق

پروفیسر سید ابرار حسین کے نام

(۱)

نوڈیرو

۱۰ مارچ ۱۹۵۰ء

مکرمی السلام علیکم

آپ کا خط پہنچا۔اصطلاحات کا کام انجمن ترقی اردو کر رہی ہے۔انجمن اس سے قبل پانچ جلدیں اصطلاحات پر شائع کر چکی ہے۔اب اس نے تمام سامان اور ضروری کتابیں جمع کرلی ہیں۔اوراس کا باقاعدہ کام شروع کردیا ہے۔یہ بہت وسیع پیمانے پر ہو گا۔

Symbols کے متعلق میں آپ کو غور کرنے کے بعد اطلاع دوں گا۔یہ خط آپ کا مجھے اثنائے سفر میں ایک گانو میں ملا۔ باقی دو امور کا جواب کراچی پہنچ کر لکھوں گا۔

خیر طلب

عبدالحق

(۲)

اسپتال روڈ کراچی نمبر1

۲۳ مارچ ۱۹۵۰ء

مکرمی السلام علیکم

آپ کے پہلے خط کے متعلق یہ عرض ہے۔کہ جن امور کو آپ نے دریافت فرمایا ہے وہ جامع عثمانیہ میں سب طے ہو چکے ہیں۔آپ جامع عثمانیہ کی ریاضی کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔یہ کتابیں آپ کو پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں ملیں گی۔غالباً" فیروز اینڈ سنز نے بھی یہ کتابیں منگوا کر رکھی ہیں۔

ڈاکٹر رضی الدین صاحب کی کتاب علم ہندسہ (برائے میٹرک) بھی دیکھیے۔ یہ کتاب آپ حیدر آباد کے کسی کتب فروش سے طلب کر سکتے ہیں

خیر طلب' عبدالحق

ابن انشاء کے نام

اردو روڈ کراچی ۔ ۱

۲۹؍ جون ۱۹۵۳ء

عزیز من سلمہ ۔ میں نے تمہارا وہ مضمون[1] پڑھا جو تم نے اس آوارہ کوئے نااہلاں کی نسبت ڈان میں لکھا ہے تمہاری زبان اور حسن بیان کی کیا تعریف کروں پڑھ کر مجھے بہت رشک ہوا۔ مگر تم نے بہت جلدی کی کچھ دن اور ٹھہر جاتے تو اچھا ہوتا۔ پھر آزادی سے جو چاہتے لکھتے شاید تمہیں زیادہ انتظار نہ کرنا پڑتا۔ اب اس کے بعد خدا کے لئے کچھ نہ لکھنا۔ میں اپنے دوستوں اور عزیزوں کو ہمیشہ ایسی تحریروں سے منع کرتا ہوں اس سے لوگوں کو حسد ہوتا اور میرے کام میں خلل پڑتا ہے تعریف اور برائی دونوں کام میں مخل ہوتی ہیں۔

قدرت نے تمہیں انشا پردازی کی ایسی اچھی صلاحیت عطا کی ہے جو کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے اس سے کبھی کوئی ایسا کام نہ لینا جو خود داری اور قومی غیرت کے خلاف ہو۔ اللہ تعالی تمہیں صحت و عافیت سے رکھے اور دولت علم سے مالا مال کرے۔

خیر طلب

عبدالحق

۱؎ ابن انشاء لکھتے ہیں "مولوی صاحب سے میرا تعلق ۱۹۵۳ء سے ہے۔ اس سال میں نے اردو کالج سے ایم اے پاس کیا۔ امتحانوں سے فارغ ہو کر میں نے ایک سلسلہ مضامین ڈان میں لکھا Living Writers of Urdu ..... پہلا مضمون قدرتاً" مولوی صاحب پر تھا یہ مضمون رسمی نہیں تھا کچھ عجیب سا مسخرہ پن لئے تھا۔ بہر حال مولوی صاحب کو پسند آیا اور انہوں نے مجھے ایک خط لکھا"

(بحوالہ خط انشاء جی کے مرتب ریاض احمد ریاض' لاہور اکیڈمی' ۱۹۸۵ء صفحہ نمبر ۱۶۱)

احسن مارہروی کے نام

(۱)

حیدر آباد دکن ۱۶ مئی ۱۹۱۰ء

مکرم و معظم بندہ!

تسلیم - آپ کا محبت نامہ آج پہنچا۔ جس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں آپ کے نام نامی اور آپ کے رسالہ سے خوب واقف ہوں اور میں آپ کی اور آپ کی محنت کی دل سے قدر کرتا ہوں آپ جو خدمت اردو زبان کی فرما رہے ہیں وہ آپ ہی کا حق ہے اور ہر طرح قابل قدر اور قابل شکریہ ہے۔

کئی سال ہوئے میں نے اردو صرف و نحو پر ایک کتاب لکھی تھی مگر یونہی پڑی رہی۔ اب میں نے اس پر نظر ثانی کی اور یہاں کے ایک مطبع نے اس کے چھاپنے کا تہیہ کیا۔ قریباً پانچ جز کی کاپیاں لکھی جا چکی تھیں کہ سیکرٹری اردو کانفرنس کا تار پہنچا کہ اس کتاب کی اشاعت حیدر آباد میں ملتوی رکھی جائے کانفرنس اپنی طرف سے شائع کرنا چاہتی ہے۔

چنانچہ سیکرٹری صاحب کے ارشاد پر اس کی کاپیاں چھپوانا ملتوی کر دیا گیا ہے اب کانفرنس والوں کا اختیار ہے جس طرح چاہیں چھپوائیں۔

آپ کو یاد ہو گا کہ مولوی ظفر علی خان صاحب نے آپ سے عربی مجموعے کی تذکیر و تانیث کے متعلق رائے طلب کی تھی وہ خط انہوں نے میری ہی تحریک سے لکھا تھا اور اس چھیڑ کی ابتدا بھی محض اتفاقی طور سے میری ہی طرف سے ہوئی تھی بات یہ ہے کہ مشیر دکن کے اڈیٹر میرے دوست ہیں ان کی فرمائش سے میں نے حضرت جلیل کی کتاب پر ریویو لکھا تھا انہوں نے اس کے نقاد (جس نام سے دکن ریویو میں لکھا گیا تھا) بغیر اجازت کے لکھ دیا اس کا انہوں نے جواب دیا پھر دونوں طرف سے خوب خوب بحث ہوئی۔ اب وہی بحث ایک صاحب نے پھر "زمیندار" میں چھیڑ دی ہے جو ۸ مئی کے پرچے میں شائع ہوئی۔

اس میں ایک سوال انہوں نے یہ بھی چھیڑا ہے کہ اس جملہ میں کہ "مجھ خاکسار نے کہا" مجھ باوجود ضمیر مفعولی ہونے کے صورت فاعل میں کس لئے آیا؟ اس استفسار کا جواب میں نے اسی روز بھیج دیا تھا غالباً اس نمبر میں شائع ہو۔ غرض اس لکھنے سے یہ ہے کہ آپ کی قدر میرے دل میں اس قدر ہے کہ میں نے آپ کی رائے طلب کی گو وہ دوسرے کے واسطے سے تھی۔ اس کا شکریہ میں اب ادا کرتا ہوں۔

میری کوئی کتاب یا رسالہ علیحدہ اب تک شائع نہیں ہوا۔ مختلف مضامین دکن ریویو وغیرہ میں کبھی کبھی لکھے ہیں یا بعض کتابوں کے مقدمے اور دیباچے، ورنہ میں ضرور خدمت والا میں بھیجتا۔ آپ کا رسالہ ابھی پہنچا جس کا شکریہ قبول ہو۔ میں حتی الامکان اس کی ترقی میں کوشش کروں گا اور جس قسم کی خدمت مجھ سے ہو سکی میں اس کے بجا لانے میں کبھی دریغ نہ کروں

گا۔ کیا اچھا ہو اگر آپ کا رسالہ اردو کانفرنس کا آرگن قرار دے دیا جائے۔ انجمن اردو حیدر آباد دکن کی طرف ابھی دو کتابیں چھپی ہیں جلدیں بندھ رہی ہیں تیار ہونے پر آپ کی خدمت میں بغرض ریویو بھیجوں گا ایک مبادی سائنس دوسری معرکہ مذہب و سائنس ترجمہ مولوی ظفر علی خاں صاحب۔ امید ہے کہ آپ بخیرو عافیت ہوں گے۔

بندہ عبدالحق

(۲)

حیدر آباد دکن ۲۲ ستمبر

مخدوم و مکرم بندہ!

تسلیم۔ آپ کے خط کا میں اب تک جواب نہ دے سکا جس کی معافی چاہتا ہوں آپ نے کیسے کے متعلق جو تحقیق لکھی ہے اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن مولوی عبدالحلیم صاحب شرر کا نیا ناول ماہ ملک جو میرے پاس آیا میں نے اس میں متعدد جگہ کیسے سے کیونکر لکھا دیکھا ہے بہرحال جب فصیح الملک نے فرما دیا ہے تو اس میں گنجائش چون و چرا کی نہیں ہے میں نے اپنی گریمر میں جہاں کیسے پر بحث کی ہے وہاں نوٹ میں آپ کی رائے کا اظہار کر دیا ہے میری رائے فصیح الملک کی بابت یہ ہے کہ آپ اسے عام مضامین کا جولانگاہ نہ بنائیے بلکہ اسے خاص زبان کی تحقیق اور بحث کے لئے مخصوص رکھئے یہی تخصیص اس کی خوبی اور قدر کا باعث ہو گی عام مضامین کے پرچے ملک میں بہتیرے ہیں لیکن زبان کی تخصیص و تنقید کے مباحث کے لئے کوئی خاص پرچہ نہیں ہے یہ کام صرف فصیح الملک ہی کو انجام دینا چاہیے بہتر یہ ہو گا کہ آپ ایک اپیل بالالتماس تمام ان حضرات کی خدمت میں جو اردو ادب سے دلچسپی رکھتے ہیں چھپوا کر تقسیم کیجئے اور اس کے مقاصد بہ وضاحت لکھ کر ان سے امداد طلب کیجئے امداد یہی کہ خریدار بہم پہنچائے جائیں نواب فصیح الملک مرحوم کے شاگردوں کو خاص کر اس رسالہ کی طرف متوجہ کر لینا چاہیے۔ پرانی آل انڈیا اردو کانفرنس کا آرگن بنایئے۔ اور ان کی تمام کاروائیاں اس میں چھپایئے۔ اور کانفرنس کے ذریعہ سے یہ طے کیجئے کہ ممبران کانفرنس کو یہ پرچہ کسی قدر رعایت کے ساتھ دیا جائے گا اگر آپ فرمائیں تو میں اس خیال کو ایک مضمون میں ادا کر کے آپ کے پاس بھیجوں۔ آپ مناسب سمجھیں تو اپنے رسالے میں درج فرما دیں۔ مآثر الکرام بہت دن ہوئے چھپ چکی میں نے پبلشر سے کہہ دیا تھا غالباً" انہوں نے آپ کی خدمت میں بھیج دی ہو گی۔ فقط

آپ کا نیاز مند عبدالحق

(۳)

اورنگ آباد دکن

۱۷ اپریل ۲۵ء

شفیقی و مکرمی زاد لطفہ۔ تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ عروض جدید کا مسودہ بذریعہ رجسٹری مرسل ہے اس کے بھیجنے میں جو تاخیر ہوئی ہے اس کی معافی چاہتا ہوں تاخیر کی وجہ یہ ہوئی کہ میں اسے غور سے دیکھنا چاہتا تھا اور اس کے لئے مجھے جلد فرصت نہ ملی۔ اب میں اس کے متعلق چند امور گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

۱ ☆ اجزائے عروض کے نام جز صغری' جز کبری' جز اکبر کے بجائے میرے خیال میں یک حرفی' دو حرفی' سہ حرفی زیادہ مناسب ہوں گے اصطلاحات ثقیل' مغلق اور غریب نہ ہوں تو بہتر ہے یہ نام جو میں نے تجویز کئے ہیں بہت سہل اور مدعا اور مسمی سے قریب تر ہیں۔

۲ ☆ تسبیغ اگرچہ مروجہ عروض کی اصطلاح ہے مگر نہایت ثقیل اور مغلق ہے اس کی جگہ تزاید یا اضافہ ہو اور مسبغ کی جگہ مزید یا اضافی ہو تو بہتر ہے مزید اور تزاید کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔

۳ ☆ صفحہ (ا) میں ہے اردو میں نون غنہ سمیت تین حروف موقوف آتے ہیں جس کی مثال ہے آنکھ' گانٹھ میرے خیال میں ہائے ہنوز موقوف نہیں بلکہ مخلوط ہے یعنی یہاں (ہ) الگ حروف نہیں ہے بلکہ کھ ٹھ ایک حرف ہیں اس لئے نون غنہ سمیت دو حرف موقوف ہوئے' اردو میں دو سے زیادہ موقوف نہیں ہیں۔ مخلوط دو حرف دراصل ایک حرف اور ایک آواز کے قائم مقام ہیں چونکہ یہ ہندی آوازیں فارسی عربی حروف میں نہ تھیں اس لئے ان کی شکلیں دو دو حروف سے ملا کر تجویز کی گئیں۔

۴ ☆ مثلث کی جگہ سہ رکن (ترکن) مربع کی جگہ چورکن' مخمس کی جگہ پن رکن (پنج رکن)۔ بحروں کے نام تجویز کئے جائیں تاکہ نام سہل ہو جائیں اور اسم خود مسمی پر دلالت کرے میری رائے میں جہاں تک ممکن ہو اصطلاحات میں ثقالت' وقت اور غرابت کو رفع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۵ ☆ جماعتی تقسیم میں بھی یہی عمل ہونا چاہیے تشدید والے عربی نام کیا ضروری ہیں۔

۶ ☆ ۳۷۰ بحروں کا جو نقشہ ہے اس میں ایک خانہ اور ہونا چاہیے جس میں یہ بتایا جائے کہ یہ بحر اردو میں مروج و مشہور ہے یا نہیں ہے اس لئے مروج و مشہور کی جگہ خانے میں م اور غیر مشہور و غیر مروج کے لئے غ کافی ہے آخری نوٹ میں یہ بتا دیا جائے کہ کل مشہور و مروج بحریں اتنی ہیں اور ان کے سامنے خانے میں م لکھ دیا ہے۔

میری رائے میں یہ کتاب بہت اچھی ہے اور قابل اشاعت ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ قبل طبع اسے دو ایک صاحب نظر بھی دیکھ لیں اگر آپ فرمائیں گے تو میں اس کا بھی کچھ انتظام کر دوں گا۔

تاخیر کی پھر معافی چاہتا ہوں کتاب اصطلاحات علمیہ زیر طبع ہے اس وقت آپ کے مجوز اصطلاحات نباتات چھپ رہے ہیں۔

نیاز مند عبدالحق

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 84708
Date 21-9-98

قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی کے نام

(۱)

۱۸ اکتوبر ۱۹۵۰ء

شفیق مکرم زاد لطفہ

کئی روز ہوئے فصیح الحق عباسی صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ کی رفیقہ حیات کا زچگی اسپتال میں انتقال ہو گیا آپ کو اس سے جو صدمہ ہوا ہو گا وہ ظاہر ہے میں دو تین روز سے یہ ارادہ کر رہا تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں مگر آپ کے چو محلہ کا زینہ ایسا کڈھب ہے کہ اس سے چڑھ کر آپ تک پہنچنا دشوار معلوم ہوتا ہے کیونکہ بیماری کے بعد اب تک مجھ میں پوری توانائی نہیں آئی۔

اب آپ کے سامنے بچوں کی پرورش اور نگہداشت کا معاملہ ہے یہ عورتیں ہی خوب کر سکتی ہیں مرد سے نہیں ہو سکتا اور مرد بھی ایسا جو ملازم ہے خدا کرے یہ انتظام آپ کے خاطر خواہ ہو جائے تاکہ آپ کو کچھ اطمینان ہو جائے آپ کے تمام احباب کو اس سانحہ کا کمال افسوس ہے۔

خیر طلب عبدالحق

(۲)

۴ اکتوبر ۱۹۵۲ء

مشفقی مکرمی قاضی صاحب السلام علیکم!

سید ہاشمی صاحب کا خط اور کانفرنس کا پروگرام اور قرار دادیں وصول ہوئیں یہ خط میں انہیں کو لکھنا چاہتا تھا لیکن وہ ۶ کو لاہور جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ شاید ان کو وقت پر نہ پہنچتا لہٰذا آپ کو لکھ رہا ہوں اگر وہ لاہور نہ گئے ہوں تو یہ خط دکھا دیجئے گا۔

۱ ☆ ڈاکٹر ابو ظفر صاحب کے مضامین میرے سامنے نہیں ہیں قطعی طور سے نہیں کہہ سکتا کہ تینوں بجنسہ چھاپ دیئے جائیں یا ان میں سے کوئی ایک مضمون ...... اگر ان میں کوئی ایک جامع مضمون ہو تو خیر ورنہ تینوں شائع ہونے چاہیں۔

۲ ☆ بعض قرار دادیں ایسی سخت اور تند زبان میں لکھی گئی ہیں کہ یہاں والے اسے برداشت نہ کر سکیں گے اگر ان کو پڑھ کر سنائی گئیں تو مارے خوف کے برا حال ہو جائے گا۔

ان میں ابھی اتنی جرات کہاں۔ یہ غلاموں کے غلام ہیں اگر ...... نے ایک ذرا دھمکی دی تو قدموں میں گر پڑیں گے اس قسم کی قرار دادیں ہم اپنی جوبلی میں کانفرنس (اگر وہ ہوئی تو) پیش کر سکتے ہیں ...... والے اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

اس لئے میں ان قرار دادوں کو نرم الفاظ میں لکھ کر دوں گا۔

۳ ☆ ابھی سے سید صاحب نے عبدالماجد صاحب کو جوبلی کی دعوت دیدی میرے خیال میں جوبلی کا ہونا دشوار نظر آتا ہے اتنا روپیہ کہاں ہے اور پھر اس کا انتظام ایک بڑے جھمیلے کی چیز ہے ہمارے پاس ایسے اشخاص بہت کم ہیں جو اس قسم کے کام پوری تندہی اور خوش اسلوبی سے انجام دے سکیں۔ اور اسراف نہ ہونے دیں اس موقع پر شبریاد آتا ہے عمر بھر میں ایک ہی شخص ملا تھا۔

..... صاحب بہت اچھے آدمی ہیں مگر کاہل اور بے پروا ہیں۔ ان پر آنکس کی ضرورت ہے ورنہ کام کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان کو بار بار جتانے اور آر دینے کی ضرورت پڑتی ہے۔

..... نزاع کے رسالے اردو انگریزی میں تقریباً" تیار ہیں اگر کوئٹہ کانفرنس تک تیار ہو جائیں تو بہت اچھا ہو۔

..... صاحب کو اشد تاکید کی جائے؟ قیصر صاحب سے اس رسالہ کے متعلق مراسلت کرتے رہیں اور جو مضمون یہاں نہیں وہاں سے منگائے جائیں اور جو وہاں نہیں یہاں سے بھیج دیئے جائیں۔

..... صاحب سے اپنے سامنے خط لکھوانے چاہیں۔ ورنہ نہیں لکھیں گے یا دیر کریں گے اور ٹالتے رہیں گے۔

عبدالحق

(۳)

کوئٹہ ۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء

مشفقی و مکرمی زاد لطفہ السلام علیکم!

سید ہاشمی صاحب کا خط ملا انہوں نے رسالہ کا جو نام تجویز کیا ہے وہ بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کسی ترمیم کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اس نام کی اطلاع سید وحید قیصر کو ------ بھی کردی جائے۔ وہ بنگالی میں اس کا ترجمہ کرالیں گے۔

زیبا صاحب سے فرما دیجئے وہ قیصر صاحب کو لکھ دیں گے۔

معلوم نہیں قیصر صاحب نے دردائی صاحب کی بنگالی لغت واپس کی یا نہیں۔ کل ہی ایک خط انہیں لکھ چکا ہوں۔ اب تک قومی زبان کا پرچہ نہیں آیا آج اکتوبر کی ۶ ہو گئی ہے ..... صاحب کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں بیگم صاحب کی آمد کی خوشی میں وہ سب کچھ بھول گئے۔ یہ خط لکھ چکا تھا کہ قومی زبان کے پرچے پہنچے۔

خیر طلب عبدالحق

(۴)

کوئٹہ ۷ اکتوبر ۱۹۵۲ء

جناب قاضی صاحب۔ کل آپ کے کاغذات وصول ہوئے تین سو روپے کا چیک ارسال ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ

میونسپلٹی کا چیک وصول ہو گیا ہے دستخط کے لئے بھیجا گیا ہے کس کے دستخط کے لئے اور کہاں؟...... امید ہے مطبع کا کام بخوبی چل رہا ہو گا۔ ڈاک وصول ہو گئی۔

یہاں تجویز یہ ہو رہی ہے کہ جو رقم کانفرنس کے لئے جمع کی گئی ہے وہ بجائے آمدورفت کے اخراجات' شعرا کے نذرانے' پنڈال بنانے اور خاطر مدارت اور دعوتوں میں صرف کرنے کے مرکزی انجمن ترقی اردو کو پیش کر دی جائے یہ تجویز کمیٹی نے منظور کر لی ہے اس سے انجمن کو ایک معقول رقم علمی و ادبی کاموں کے لئے مل جائے گی۔

عبدالحق

یہ خط لکھ چکا تھا کہ آپ کا رجسٹری لفافہ پہنچا۔ چیک پر دستخط کر دیئے ہیں۔

عبدالحق

(۵)

۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء

مشفقی و مکرمی جناب قاضی صاحب!

آپ نے تار سے پنجاب یونیورسٹی کی سلیکشن کمیٹی کی اطلاع بھیجی۔ جو کل چار بجے پہنچی۔ اس وقت کوئی گاڑی نہیں جاتی تھی۔ آج اگر میں کوئٹہ میل سے جاتا تو وہاں کل یعنی ۹ اکتوبر کو سات بجے پہنچتا اور کمیٹی ۴ بجے تھی لہٰذا کسی صورت سے بھی میں شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ رجسٹرار کو چاہیے تھا کہ دو چار روز پہلے اطلاع کرتے۔ یہاں کی کانفرنس کے متعلق کل آپ کو لکھ چکا ہوں۔

عبدالحق

تاریخ و سیاسیات کے چار پرچے ابھی پہنچے۔ شکریہ

(٦)

کوئٹہ ۹ اکتوبر ۱۹۵۲ء

مشفقی و مکرمی

کل کا خط اور آج کی ڈاک مل گئی۔ چیک بعد دستخط واپس۔ رسالوں کی ترسیل کے متعلق اسٹیٹ بنک کا فارم آپ لفافے میں رکھنا بھول گئے۔ جب آئے گا تو دستخط کر کے بھیج دوں گا۔

خفیہ پولیس نے اچھا پوچھا کیا ہے ہمیں ...... کے ذاتی معاملات کے متعلق کچھ علم نہیں۔ اور جو کچھ ہم جانتے ہیں۔ اس سے ان کو اپنی کاروائی میں کوئی مدد نہیں مل سکتی۔

عبدالحق

(۷)

کوئٹہ ۱۳ اکتوبر

مشفقی جناب قاضی صاحب تسلیم

آپ کا خط پہنچا۔ یہ بڑی خوشخبری ہے کہ الحاج محمد اکرم صاحب نے لیتھو پریس کے لئے دس گیارہ ہزار روپے دینے منظور کئے ہیں مگر مجھے اس میں شبہ ہے جب تک رقم ہاتھ میں نہ آ جائے۔ اس قسم کے وعدے قابل اعتماد نہیں۔

کانفرنس کے نہ ہونے کے متعلق میں نے آفتاب حسن کو اطلاع کر دی تھی اور لکھ دیا تھا کہ وہ حلیم صاحب کو کہلا بھیجیں اور خطبے کی تیاری بند کر دی جائے۔

سب رس کے پروف میں دیکھتا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے آپ کے پروف ریڈر اس کی تصحیح کا کام نہ کر سکیں گے اس زبان سے وہ نا آشنا ہیں ویسے بھی تصحیح کا کام بخوبی نہیں ہوا۔ اس خط کے ساتھ میں صرف رسالہ تاریخ و سیاسیات کی غلطیوں کی فہرست بھیج رہا ہوں جو سرسری طور پر میری نظر سے گزریں۔

رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کا خط آپ کو ۷ کو ملا اور آپ نے اسی دن بھیج دیا۔ اور مجھے بھی اسی روز مل گیا مگر اس وقت کوئی گاڑی لاہور نہیں جاتی تھی۔ دوسرے روز وقت پر نہ پہنچتا۔ اچھا ہی ہوا مفت میں زحمت ہوتی۔ میں جانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اور وہ کمیٹی کوئی ضروری بھی نہ تھی۔

باہر کا کام نہیں ملا یا آپ کو اپنے کام سے اتنی فرصت نہیں کہ بیرونی کام کر سکیں۔ ابراہیم سے کہئے انہوں نے کام دلانے کے بڑے بڑے وعدے کئے تھے۔

میں بخیریت ہوں اب کے سردی ذرا پہلے سے شروع ہو گئی ہے یہاں کی انجمن کا سالانہ اجلاس ۲۵ اکتوبر کو ہو گا۔ اس کے انتظار میں ٹھہرا ہوا ہوں کیونکہ کانفرنس کے لئے جو رقم جمع کی گئی تھی وہ اسی اجلاس میں ہماری انجمن کو پیش کی جائے گی۔ اس کے بعد کراچی کا قصد کروں گا۔

خیر طلب عبدالحق

حسن حبیب صاحب کا خط ملفوف ہے اس کا جواب میں نے لکھ بھیجا ہے یہ خطوط کی مثل میں لگا دیجئے یہ خط ۲۵ ستمبر کو لکھا گیا اور لفافہ پر بھی ۲۵ کی مہر ہے مجھے ۱۱ اکتوبر کو ملا۔ دفتر میں پڑا رہا۔ حالانکہ لفافہ پر "ارجنٹ" لکھا تھا۔ دریافت فرمائیے کہ ایسا کیوں ہوا۔

(۸)

کوئٹہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۲ء

مشفقی جناب قاضی صاحب!

آپ نے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کا مراسلہ اور اپنا خط تو بھیجا مگر میرا وہ مراسلہ جو انہوں نے میرے دستخط کے لئے واپس کیا تھا وہ لفافہ میں نہیں۔ رکھنا بھول گئے۔ لہٰذا کاغذات واپس ارسال ہیں۔

اہلکار کتب خانہ کے متعلق میں منظوری دے چکا ہوں۔ آپ نے مراسلے دیکھے۔ میں نے مہتمم صاحب کتب خانہ کی تحریک پر رخصت با تنخواہ منظور کی ہے۔

..... کے علمی کاموں کی فہرست مجھے نہیں پہنچی۔ آپ لفافہ میں رکھنا بھول گئے اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ اب نہ بھیجئے گا۔

مجھے افسوس ہے کہ آپ پر کام کا بار آ پڑا ہے۔ زیبا صاحب اور تمنائی سے کچھ کام لیجئے۔ میں فوراً" آ جاتا۔ لیکن میں یہاں کی انجمن کے سالانہ جلسے کے انتظار میں ہوں۔ جس میں وہ ہماری انجمن کو اچھی خاصی رقم پیش کرنے والے ہیں۔ شب کو سردی بڑھ گئی ہے اس سال سردی کچھ پہلے شروع ہو گئی ہے۔

زیبا صاحب کا خط پہنچا۔ میں کئی بار لکھ چکا ہوں کانفرنس نہیں ہو گی۔ نہیں ہو گی۔ نہیں ہو گی۔

عبدالحق

چیک کی رسید یا تو براہ راست ہیڈ مسٹریس صاحبہ کو بھیج دیجئے ورنہ مجھے بھیج دیجئے میں ان کو پہنچا دوں گا۔

عبدالحق

(۹)

۱۹ جولائی ۵۳ء

جناب قاضی صاحب!

میں کل شعیب صاحب سے ملا تھا۔ گورنر جنرل کے وفد اور ----- کارپوریشن سے قرض کے متعلق گفتگو ہوئی۔ وہ دونوں کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آج ہی دونوں امور کے متعلق ان (شعیب صاحب) کو لکھ کر بھیج دیا جائے وہ طے کر لیں گے اس لئے آپ تکلیف فرما کر تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے آئیں یہ دونوں کام ہو جائیں گے۔

عبدالحق

(۱۰)

کراچی ۲۱ جولائی ۱۹۵۵ء

مشفقی و مکرم زاد لطفہ السلام علیکم

خواجہ عبدالمجیب صاحب ایم ایس سی (پنجاب) انجمن ترقی اردو کالج میں کام کرتے ہیں گذشتہ سال امریکہ گئے تھے وہاں سے ایم ایس کی ڈگری حاصل کی۔ اصطلاحات حیاتیات کی کمیٹی میں بھی میرے پاس بہت دنوں تک کام کیا بہت محنتی قابل اور فرض

شناس اور مستعد نوجوان ہیں۔ سندھ یونیورسٹی میں لکچرار کی کوئی جگہ خالی ہے یہ بھی اس کے امیدوار ہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے امید ہے آپ ان کی اعانت فرمائیں گے۔ میری رائے میں یہ مستحق امداد ہیں۔

خیر طلب عبدالحق

(۱۱)

۸ دسمبر

مکرم و مہربان جناب قاضی صاحب۔ السلام علیکم

مشیر تعلیم صاحب کی ملاقات کے وقت آپ بھی موجود تھے۔ ان کے انداز گفتگو سے مترشح ہوتا تھا کہ انجمن کو حکومت سے امداد کی زیادہ توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ سال ختم ہونے کو ہے اور اب تک انجمن کو مطلق کوئی امدادی رقم نہیں ملی۔ اگر ملی بھی تو وہ اتنی کم ہوگی کہ اس سے انجمن کا کچھ بھلا نہ ہوگا۔ انجمن نے ادبی و علمی کاموں کی جو تجاویز پیش کی تھیں ان کے متعلق بھی اب تک کوئی جواب وصول نہیں ہوا اور نہ ان اسکیموں کے متعلق کوئی اطلاع ملی جو وزارت کے ایما پر مرتب کر کے پیش کی گئی تھیں۔ غالباً حکومت کے پیش نظر اور بہت بڑے بڑے کام ہیں اور وہ انجمن کے کام کو قابل اعتنا نہیں سمجھتی اور شاید اس کی نظر میں ان کاموں کی کچھ زیادہ قدر بھی نہیں۔ حالانکہ ساری مملکت میں یہی ایک ایسا ادارہ ہے جو حقیقی علمی و ادبی کام کر رہا ہے۔

حکومت ایک بہت بڑی مشین ہے مشین میں جذبات نہیں ہوتے۔ حکومت کے کارفرما اور کارکن اس مشین کے کل پرزے ہیں جو اپنے کارخانے کی مشین کی طرح احساس' جذبات اور درد سے خالی ہیں اس لئے وہ ادبی اور علمی کارگزاریوں کو اس نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ جن کی وہ مستحق ہیں۔

اس کے علاوہ صوبائی عصبیت کا جذبہ جو پاکستان بننے کے بعد زیادہ قوی ہوتا جاتا ہے اکثر اوقات ان کاموں میں رکاوٹ اور تاخیر کا باعث ہوتا ہے پاکستان کے لئے یہ بہت بڑا خطرہ ہے جو زندگی اور حکومت کے مختلف شعبوں پر چھا رہا ہے۔

ان حالات میں انجمن کو سخت مشکلات کا سامنا ہے سرمایہ کے نہ ہونے سے جو منصوبے پیش نظر ہیں وہ ٹھٹھر کر رہ گئے ہیں بہت سی علمی کتابوں اور لغات کے مسودے اشاعت کے انتظار میں پڑے ہیں علمی اصطلاحات کا کام نامکمل رہ گیا ہے انجمن مقروض ہے۔ روز مرہ کے کاموں کا انجام دینا بھی دشوار ہوگیا ہے اب تک برا بھلا کام جو کچھ بھی ہوا محض ہمت کے بل بوتے پر ہوتا رہا۔ اب وہ بھی جواب دیتی نظر آتی ہے۔

لہٰذا میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ پنشن کی رقم جو حکومت کی فیاضی و قدر دانی اور جناب فضل الرحمٰن صاحب کی عنایت و ہمدردی سے مجھے عطا ہوئی ہے وہ انجمن کی نذر کر دوں۔ یہ بہت حقیر رقم ہے تاہم اگر اس سے انجمن کا ایک ادنا سا کام بھی انجام پاگیا تو میرے لئے یہ بڑی مسرت و اطمینان کا موجب ہوگا۔ مجھے اس پنشن کے قبول کرنے میں بہت پس و پیش تھا۔ اگر

عین وقت پر فضل الرحمٰن صاحب کا مہر آمیز اور ہمدردانہ خط نہ آ جاتا تو میں غالباً" اس کے لینے سے انکار کر دیتا۔ میں پاکستان میں خدمت کے لئے آیا تھا میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ میں اس پر بار ہوں اس لئے میری رائے میں اس کا مصرف اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ وہ انجمن کے کام آئے۔ میں نے اپنی ضروریات بہت کم کر دی ہیں۔ اور، اور کم کر سکتا ہوں۔ ابھی مجھ میں بفضلہٖ اتنی توانائی ہے کہ اپنی قوت لایموت پیدا کر سکوں۔ میں نے زندگی کی بہت سی بہاریں دیکھی ہیں ہر بہار کے بعد خزاں لازم ہے اس کی بہار دیکھنی باقی ہے۔

فی الحال میں ماہ جنوری ۱۹۵۲ء سے نصف پنشن انجمن کو پیش کروں گا۔ چند ماہ بعد مجھے ایک ایسے کام مل جانے کی توقع ہے جس سے مجھے کم و بیش ڈیڑھ سو روپے ماہانہ مل سکیں گے اور یہ میری گزر اوقات کے لئے کافی ہوں گے۔ اس کے بعد میں پنشن کی پوری رقم (بعد منہائی انکم ٹیکس) انجمن کی نذر کر دیا کروں گا۔ اور اس سے قبل جس قدر رقم مجھے وصول ہوئی ہے وہ بھی رفتہ رفتہ ادا کر دوں گا۔

ظاہر ہے کہ اس سے انجمن کا کام نہیں چل سکتا بعض احباب کے مشورے سے کچھ اور تدبیریں بھی کی جائیں گی۔ اگر اس کے بعد بھی کامیابی نہ ہوئی تو پھر یا تو اس کام کو خدا حافظ کہنا پڑے گا یا انجمن کو کسی ایسے مقام پر منتقل کرنے کی کوشش کی جائے گی جہاں اس کے چلنے کا امکان ہو۔

عبدالحق

(۱۲)

اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت ریاست ہائے پاکستان کل چار بجے ترجمے کے لئے آئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آج تعطیل ہے۔ کل دس بجے آ کر لے جائیے۔ چناچہ وہ آج دس بجے آئیں گے۔ ترجمہ مکمل کر کے انہیں دے دیا جائے۔

عبدالحق

ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری کے نام

(۱)

سیف آباد۔ حیدر آباد دکن

۹ فروری ۱۹۳۵ء

مکرمی تسلیم

بہت دنوں سے جو آپ کا خط نہ آیا تو مجھے بڑی تشویش تھی۔ بارے اب اطمینان ہے کہ آپ خیروعافیت سے ہیں۔ نذر الاسلام کی نظموں کے ترجمے پہنچے۔ آپ نے بلاشبہ ترجمہ بڑی کاوش سے کیا ہے اور خوب کیا ہے لیکن ایک بات پوچھتا ہوں اس کا جواب جلد عنایت فرمائیں وہ یہ ہے کہ ان نظموں میں سے کسی کا ترجمہ پہلے کہیں شائع تو نہیں ہو چکا جن کتابوں کی فہرست آپ نے بھیجی ہے آپ خرید لیجئے اور بل مع رسید رقم میرے پاس بھیج دیجئے میں روپیہ آپ کو فوراً روانہ کر دوں گا۔ اگر آپ لکھیں گے تو پیشگی بھیج دوں گا۔

اب آپ لاہور پہنچ گئے ہیں اور دوسروں کی زندگیوں کا بیمہ کر رہے ہیں۔ یہ کام بھی بڑا دلچسپ ہے۔ اس سے آپ کو لوگوں کے حالات اور اخلاق کا بہت اچھا تجربہ ہو گا۔

آپ کا خیر طلب

عبدالحق

میں ابھی اپنے علی گڑھ پہنچنے کی تاریخیں صحیح طور سے نہیں بتا سکتا۔ لیکن روانگی سے پہلے آپ کو ضرور اطلاع کر دوں گا۔

(۲)

سیف آباد۔ حیدر آباد دکن

۱۸ مارچ ۱۹۳۵ء

عزیز من سلمہ!

آپ کا مضمون پہنچا۔ جس کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں ابھی میں نے اسے پڑھا نہیں۔ بہت مصروف ہوں اسے فرصت سے پڑھوں گا۔

اس خبر سے کسی قدر افسوس ہوا کہ آپ کلکتہ جا رہے ہیں میں دلی اور علی گڑھ اپریل میں ضرور جاؤں گا۔ لیکن صحیح تاریخ ابھی نہیں بتا سکتا۔ غالباً ۸ تک دلی پہنچوں۔ میں آپ کو تار کے ذریعہ صحیح تاریخ کی اطلاع دوں گا۔

آپ کا خیر طلب

عبدالحق

(۳)

Pallauaram Madras

July 16th 1935

میرے پیارے بیٹے ! آج کرنول سے یہاں پہنچا۔ میں نے تمہاری ہدایت پر پورا عمل کیا۔ خود خوش رہا اور دوسروں کو خوش رکھا۔ البتہ تنہائی کے بعض لحظوں میں یک بیک افسردگی چھا جاتی تھی خصوصاً" سوتے وقت جبکہ بالکل تنہائی کا عالم ہوتا تھا تو تمہاری یاد بہت ستاتی تھی لیکن فوراً" تمہارا ہنستا ہوا چہرہ اور مسکراتی ہوئی آنکھیں (جو میں نے رخصت کے وقت دیکھی تھیں) سامنے آجاتی تھیں اور انہیں دیکھ کر تسکین ہو جاتی تھی۔

میں جمعہ کے روز (۱۹ جولائی) سہ پہر کو ۳ بج کر سات منٹ (3_7 PM) پر سکندر آباد پہنچوں گا۔ شیرو سے کہہ دینا کہ اس وقت گاڑی سکندر آباد لے آئے۔

امید ہے کہ اب تمہاری صحت بالکل اچھی ہو گی۔ خصوصاً" جب وہاں تمہیں کوئی دکھ دینے والا نہیں ہے۔

تمہارا کمینہ بابا
عبدالحق

(۴)

ہاپوڑ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء

پیارے اختر سلمہ

میں ابھی علی گڑھ سے واپس آیا ہوں۔ کانفرنس بہت کامیاب رہی۔ توقع سے زیادہ مہمان آئے اور تمام کام خیروخوبی سے ختم ہو گیا۔ پہلے دن کی صدارت راجہ صاحب محمود آباد نے کی اور دوسرے دن نواب مہدی یار جنگ نے۔ دو دن بے حد مصروفیت رہی۔ اب میں پوری رپورٹ مکمل کر کے چھپنے کے لئے اورنگ آباد بھیج دوں گا۔

بھائی صاحب کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی اب کسی قدر بہتر ہیں۔ حمیدہ کو بہت بہت دعا۔

عبدالحق

بیچارہ چونچ ریڈیو سے نکال دیا گیا۔ اس نے یونین ایک لغو سی نظم پڑھی تھی جس پر لڑکوں نے خوب خوب تالیاں بجائیں اور خوش ہوئے۔

(۵)

نادر منزل سیف آباد

۱۶ فروری ۷ ۱۹۳ء

عزیزی سلمہ

تمہاری رجسٹری پہنچی۔ لفافہ پھٹا ہوا تھا ایسا کہ اس میں سے کاغذ بے تکلف آئے۔ لفافہ مضبوط ہونا چاہیے۔ ورنہ اندر جو کاغذ ہوں انہیں تاگے سے مضبوط باندھ دیا کرو۔ پروف میں نے آج دیکھ لئے اور اورنگ آباد بھیج رہا ہوں۔ کل میں بھی ایک ہفتے کے لئے اورنگ آباد جا رہا ہوں۔ تصحیح کے بعد میں خود دیکھ لوں گا۔ تمہارے پاس بھیجنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ میں ۲۸ فروری تک واپس آؤں گا۔ اس کے بعد جو پروف بھیجو تو اورنگ آباد ہی بھیجنا۔

ڈکشنری میں بہت دیر ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ جلد شائع ہو جائے۔ اس لئے نئے معنوں کے لئے تاخیر کی ضرورت نہیں۔ سپلیمنٹ میں درج کر دیے جائیں گے۔ لیکن ابھی سے الگ لکھ رکھو اور جو وقت پر معلوم ہو جائیں وہ درج کر دو۔

چھوٹی ڈکشنری کا اختصار کتنی مدت میں کر ڈالو گے۔ یہ ٹھیک معلوم ہونا چاہیے تاکہ اسی کے مطابق انتظام کیا جائے۔

ادبی معلومات ضرور بھیجتے رہو اور اردو کے مطابق کوئی مضمون نکل آئے تو اس کا ترجمہ بھی کر کے بھیج دیا کرو بلکہ ادب اور ہندی اردو دونوں کے لئے مضمون ترجمہ کر دو۔ کم سے کم ان میں سے ایک مضمون اپریل کے لئے ضرور بھیج دو۔ یہ آخر فروری یا شروع مارچ میں آ جائے۔

تعجب ہے کہ اخبار کا ڈیکلریشن اب تک نہیں ملا۔ حیدر آباد سے کیا دریافت کرنا چاہیے یہاں آج کل جوبلی کی دھوم میں دفتر بند ہیں اور پھر عید کی تعطیلیں شروع ہو جاتی ہیں۔

مولوی اصغر علی صاحب کی برطرفی کا بہت افسوس ہوا۔ کتاب الہند کا ترجمہ انجمن خوشی سے شائع کرے گی لیکن ترجمہ پورا ہونا چاہیے۔ مجھے ابھی ان کا کوئی خط نہیں پہنچا۔ میں ضرور ان کی مدد کروں گا۔

لاما ہٹا کٹا موجود ہے کھانے کے وقت پر ضرور پہنچ جاتا ہے اور میاؤں میاؤں کر کے توجہ دلاتا ہے ناشتے اور رات کے کھانے پر تو اسے کچھ مل جاتا ہے مگر جب دوپہر کو میاؤں میاؤں کر کے آتا ہے تو کچھ نہیں ملتا۔ اس لئے وہ تم سے اور حمیدہ سے کہتا ہے کہ "میں آؤں میں آؤں)

امید ہے کہ حمیدہ واپس آ گئی ہو گی میرا سلام پہنچا دینا۔ یہاں بھی کل (سے) مطلع ابر آلود ہے آج صبح بوندیں بھی پڑیں۔ یہ دلی اور بمبئی کا اثر ہے۔ کل پرباسی آیا تھا۔ بھیجتا ہوں۔

تمہارا خیر طلب

عبدالحق

افسوس آپ کے دوست ڈاکٹر اشرف ناکامیاب رہے۔ اب ڈاڑھی مونڈنی پڑے گی دین اور دنیا دونوں سے گئے۔

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۱۸ مارچ ۳۷ء

عزیزی سلمہ

خط پہنچا۔ شکریہ ۔ عرق گلاب وغیرہ ڈالنے سے کچھ فائدہ ہوا۔ صبح تھوڑی دیر تو کام کر سکتا ہوں لیکن اس کے بعد کام نہیں ہوتا۔ اب پرسوں بمبئی جا رہا ہوں ڈاکٹروں سے مشورہ کروں گا......[1] ہو گیا ہے اس کی تشخیص پر مجھے اعتبار نہیں۔ بمبئی سے سیدھا دہلی آؤں گا۔ اور پنجاب میل سے ۲۵ مارچ کی صبح کو پہنچوں گا۔ اور اس کے بعد ہی پہلی گاڑی سے علی گڑھ روانہ ہو جاؤں گا۔ تم بھی چلے چلنا اچھا تماشا ہے کیفی صاحب بھی اسٹیشن پر ملیں گے اور میرے ساتھ چلیں گے۔

عبدالحق

(۷)

بمبئی ہوٹل میجسٹک

۲۱ مارچ ۳۷ء

عزیزی سلمہ'

مجھے لکھنے میں غلطی ہو گئی تھی۔ میں یہاں سے ۲۳ کی شب کو پشاور اکسپرس سے روانہ ہوں گا۔ اور ۲۵ مارچ کو علی الصبح دہلی پہنچوں گا اور اس کے بعد ہی پہلی گاڑی سے علی گڑھ روانہ ہو جاؤں گا۔

عبدالحق

(۸)

مقبرہ

۲۳ فروری ۳۷ء

عزیزی سلمہ ۔ تمہارا خط پہنچا۔ یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ اخبار کے لئے تم سے ایک ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے اس کی مطلق توقع نہ تھی۔ ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ میں مارچ کے آخر وہاں آؤں گا تو تم سے گفتگو کر کے سوچوں گا کہ کیا کرنا چاہیے۔ اس وقت میری سمجھ میں بھی کچھ نہیں آیا۔ میں یہاں سے ہفتہ کے روز واپس حیدر آباد چلا جاؤں گا۔

انجمن کی امداد کے لئے میں نے درخواست دیدی ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے یہاں کے لیت و لعل (سے) جی گھبرا گیا ہے میں کوشش کروں کہ مارچ میں یہ معاملہ قطعی طور سے طے ہو جائے۔

عبدالحق

(۹)

---

[1] دو لفظ نہیں پڑھے جا سکے۔

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء

عزیز من سلمہ

تمہارا خط پہنچا۔ شمیم صاحب دہلی سے واپسی میں مجھے منماڑ میں ملے اور میرے ساتھ ہی بمبئی گئے۔ میں نے جب ان سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ بہت دنوں سے پروف میرے پاس نہیں آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سب پروف بھیج دیے تھے لیکن دہلی سے نہیں آئے۔ اب جو تمہارا تار آیا تو معلوم ہوا کہ اس میں تمہارا کوئی قصور نہ تھا۔ شمیم صاحب اب اسے تسلیم کرتے ہیں یہ اصل بات تھی اس میں خفگی کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ ساری ذمہ داری مجھ پر ہے اس لئے مجھے وقتاً" فوقتاً" ان باتوں کو دریافت کرنا پڑتا ہے۔ اگر میں تم سے نہ پوچھتا تو یہ مفالطہ باقی رہتا۔

مجھے بہت کام کرنا ہے اور انجمن کے پاس بہت کام ہے اسے ہمیشہ تم جیسے کام کرنے والوں کی (ضرورت) رہے گی۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ میں کام کی نگرانی نہ کروں۔ اس میں برا ماننے کی کوئی بات نہیں ہے مجھے تمہاری رائے سے اتفاق ہے۔ اردو ہندی لغت اور شکنتلا کی اجرت طے کرلی جائے اور ہر مہینے ایک خاص رقم تمہیں ادا کردی جائے گی لیکن ہر مہینے کام بھی داخل کرنا ہوگا۔

میں اس کا مطلب نہیں سمجھا کہ "شکنتلا" کے ترجمے میں پچھلے حصوں پر برابر نظرثانی کی ضرورت ہوگی اس کا کیا انتظام ہو سکتا ہے اسے ذرا تفصیل سے لکھو تو میں اپنی رائے سے مطلع کروں۔

یہ بھی لکھو کہ شکنتلا کے کتنے صفحات ہیں۔ کام کی کمی نہیں۔ پورا تہیہ کرلو کہ تم یہی کام کرو گے تو انجمن ہمیشہ کام دے سکتی ہے۔

خیر طلب

عبدالحق

مجھے معلوم ہوا تھا کہ حمیدہ کی طبیعت علیل ہے یہ کہاں تک سچ ہے اور کیا بیماری ہے۔ تم پہاڑ پر کب جاؤ گے یونیورسٹی کونسل میٹنگ نہیں ہوئی۔ اس لئے اس کے انتظار میں پڑا ہوں۔

(۱۰)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۲۶ اپریل ۳۷ء

عزیز من سلمہ

تمہارا خط پہنچا۔ پڑھ (کر) بہت خوشی ہوئی کہ تم انجمن کے کام کو اپنا کام سمجھتے ہو اور عمر بھر اس کی خدمت کرنا چاہتے ہو۔ اس سے بڑھ کر مجھے کسی سے مسرت نہیں ہو سکتی۔ میں تمہارا ڈرافٹ کل بھیج دوں گا۔

اردو ہندی لغت اور شکنتلا کے ترجمے کے لئے مجھے تین روپیہ فی صفحہ منظور ہے چار روپے پر اصرار نہ کرو۔ کیونکہ دوسروں سے بھی کام لینا ہے ورنہ دوسرے بھی یہی اصرار کریں گے۔

اب میں کچھ کمزوری محسوس کرتا ہوں اور جس طرح پہلے مسلسل گھنٹوں بیٹھا کام کیا کرتا تھا۔ اب نہیں کر سکتا۔ یہ تبدیلی مجھے علی گڑھ سے آنے کے بعد محسوس ہوئی ہے اس لئے میرا ارادہ ایک مہینے کے لئے اوٹا کمنڈ جانے کا ہے۔ ۲ مئی کو چلا جاؤں گا۔ اپنے پتے کی تمہیں اطلاع دوں گا۔

سپلیمنٹ کی بات یہ ہے کہ ابتدائی حصے بلکہ سوائے آخری حصے کے باقی کتاب کے سپلیمنٹ اضافہ کی ضرورت ہے وہ تم کر ڈالو۔ تمہارے پاس ترجمہ موجود ہے اس سے معلوم ہو جائے گا میری رائے میں ابھی سے کرنا شروع کر دو۔

نذرالاسلام کی نظمیں ضرور صاف کر کے جولائی نمبر کے لئے بھیج دو۔ ہندوستانی ادب کا ماضی اور مستقبل والا مضمون بھی فرصت کے وقت لکھ ڈالو۔ Webb کی دونوں جلدیں کل بھیج دوں گا۔ پڑھنے کے بعد واپس کر دینا۔ ڈاکٹر اشرف کی بداخلاقی اور نالائقی کی وجہ سے میں اب بہت بدگمان ہوتا جاتا ہوں۔

اوٹی جانے سے پہلے مجھے بہت کام کرنا ہے اس لئے مصروف ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ پہلی سی توانائی نہیں رہی۔ انجمن کے مستقبل کی مجھے ہر وقت فکر لگی رہتی ہے۔ کل یونیورسٹی کونسل کا اجلاس ہے اس میں یہ معاملہ پیش ہو گا۔ یہ اجلاس دوڑ دھوپ کر کے بڑی مشکل سے کرایا ہے ورنہ کون راضی ہوتا تھا۔ نتیجے سے ضرور اطلاع دوں گا۔

حمیدہ کو سلام و دعا

تمہارا خیر طلب

عبدالحق

(۱۱)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۲۰ ستمبر ۱۹۳۸ء

عزیزی سلمک

تمہارا خط پہنچا۔ جسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اختر کو معاملے کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے انجمن کا روپیہ میرا ذاتی روپیہ نہیں ہے میں اس کا امین ہوں۔ اب جو انجمن دہلی جا رہی ہے اور اس کے مختلف شعبے قائم ہو گئے ہیں تو ڈائرکٹرز نے ایک کمیٹی قائم کی ہے جو تمام امور کی تنظیم کر رہی ہے کہ کس کس شعبے میں کتنے اور کس کس تنخواہ (کے) آدمی ہونے چاہئیں' تالیف و ترجمہ کا معاوضہ فی صفحہ یا فی کتاب کس قدر ہونا چاہئے۔ اب تک اس کمیٹی کے دو اجلاس ہو چکے ہیں۔

اختر کو اردو ہندی لغات کا پورا روپیہ مل چکا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کتاب نظر ثانی کے لئے طلب کی اور اب تک نہیں بھیجی حالانکہ میں انہیں دو بار لکھ چکا ہوں۔ یہ کتاب جنوری تک طبع ہو جانی چاہئے کیونکہ کتابوں کی فہرست جو میں نے جامعہ عثمانیہ کی کونسل میں پیش کی تھی' اس میں اس کا بھی نام ہے۔ تمام کتابیں مندرجہ فہرست آخر جنوری تک طبع ہو کر پیش ہو جانی چاہئیں۔ .... خط کے جواب تک انتظار کروں گا۔ اگر اختر نے لغت کا مسودہ نہ بھیجا۔ تو مجبوراً" کسی دوسرے صاحب سے مجھے یہ کتاب لکھوانی پڑے گی۔ چنانچہ اس کے متعلق میں نے انتظام بھی کر لیا ہے۔ اس میں میرا ذاتی نقصان ہو گا۔ کیونکہ جو روپیہ میں نے انجمن سے اختر کو دیا ہے۔ وہ مجھے اپنی ذات سے ادا کرنا پڑے گا۔ لیکن اس کے بعد ان کا مجھ سے یا انجمن سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ مجھے لغت کی نظر ثانی کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ کام یہاں قابل اطمینان طور پر بغیر کسی معاوضے کے ہو سکتا ہے اس لئے تم اختر سے کہو کہ فوراً" مسودہ واپس کر دے۔ اس کے بعد میں تمہیں اطمینان دلاتا ہوں کہ انجمن مسلسل کام دیتی رہے گی لیکن کمیٹی کے قاعدے کی رو سے پیشگی روپیہ نہیں دے سکتا۔ لہٰذا اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ ہر مہینے اپنا کام بھیج دیں۔ جتنا کام آئے گا اسی حساب سے فوراً" رقم ان کی خدمت میں بھیج دی جایا کرے گی۔

میں نے ۷ر اکتوبر سے یونیورسٹی سے اپنا تعلق قطع کر لیا ہے۔ تمام سامان باندھا جا رہا ہے میں یہاں ۱۵ یا زیادہ سے زیادہ ۲۰ اکتوبر تک رہوں گا۔ اس کے بعد دہلی چلا جاؤں گا۔ اگر تم جلد خط لکھو تو یہیں پہنچ جائے گا۔ ورنہ لطیفی پریس' دلی دروازہ' دہلی کی معرفت لکھنا۔ میں تمہارے خط کا منتظر رہوں گا۔

تمہارا خیر طلب
عبدالحق

(۱۲)

دھولیا

۳۰ر مارچ ۳۹ء

عزیز من

میں آج کل سفر میں ہوں۔ فروری کے آخری ہفتے سے دہلی سے چلا۔ بمبئی' گجرات' کرناٹک کا دورہ کر کے یہاں پہنچا

ہوں۔ اب مہاراشٹر کا دورہ کر رہا ہوں۔ شہروں کے علاوہ قصبات اور دیہات میں بھی گیا۔ لوگ عام طور پر اردو کے دلدادہ معلوم ہوتے ہیں۔ تمہارا خط میرے پیچھے پیچھے پھرتا رہا۔ کئی روز ہوئے ہسوٹ نامی میں ملا۔ روز جواب لکھنے کا ارادہ کرتا تھا مگر موقع نہ ملا۔ آج دھولیا میں تھوڑا سا وقت مل گیا تو یہ خط لکھ رہا ہوں۔ میں ادھر کے حالات سے بالکل بے خبر ہوں۔ کامران کی بیماری کا سن کر بہت افسوس ہوا' بے شک حمیدہ اس وقت بہت پریشان ہو گی لیکن میں علی گڑھ سے اس قدر دور ہوں کہ کچھ نہیں کر سکتا' جس کا مجھے اور افسوس ہے۔ اگر دلی میں ہوتا تو فوراً" جاتا اور جو کچھ ممکن ہوتا کرتا۔ میرا دورہ ۱۵ر اپریل سے پہلے ختم نہیں ہو گا۔ دن رات سفر کرنا پڑتا ہے اور کہیں ایک روز یا بعض بڑے مقامات (پر) دو روز سے زیادہ ٹھہرنے کا موقع نہیں ملتا۔ تھک کر بالکل چور ہو گیا ہوں۔ تم گھبراؤ نہیں۔ انشاء اللہ میں وہاں پہنچ کر سب حالات کو دیکھ لوں گا۔ "گورکی کا بچپن" کا ترجمہ میں نے دیکھا۔ اچھا ترجمہ کیا ہے مجھے پسند ہے۔ لیکن بعض مقامات کہیں کہیں ایسے آگئے ہیں کہ میں اصل سے مقابلہ کرنا چاہتا تھا۔ غالباً" یہ کتاب مسلم یونیورسٹی کی لائبریری میں ہو گی۔ وہاں سے طلب کر کے مقابلہ کر لوں گا اور اس کے بعد فوراً" چھپنے کے لئے دے دوں گا۔ ترجمے کی قسط برابر پہنچتی رہنی چاہئے تاکہ کتابت کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے۔ امید ہے کہ تمہارا کام جون تک ختم ہو جائے گا۔ اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل جائے گی اور تمہاری دیرینہ تمنا پوری ہو جائے گی۔

خیر طلب

عبدالحق

(۱۴)

حبشی گوڑہ

حیدر آباد دکن

۲۴ر اگست ۱۹۴۱ء

عزیز من سلمہ۔

تمہارا خط پہنچا۔ بہت مصروف تھا اس لئے اس سے پہلے جواب نہ لکھ سکا۔ ڈکشنری کے متعلق جو کچھ تم نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور مجھے تم سے اتفاق ہے۔ بیکار مثالیں کاٹ دی جائیں اور زبان کی اصلاح کر دی جائے۔ میں نے بہار گورنمنٹ میں نظر ثانی کے معاوضے کے متعلق تحریک کی ہے لیکن تم جانتے ہو کہ دفتروں کی کاروائی میں کس قدر دیر لگتی ہے۔ بہرحال وہاں سے منظوری ہو یا نہ ہو میں تمہیں ماہ بماہ اپنے پاس سے رقم دے دیا کروں گا۔ اس کی طرف سے بالکل مطمئن رہو۔

امید ہے کہ مشتاق صاحب برابر آتے ہوں گے۔ میں انہیں تاکید کر دوں گا۔ تم کام برابر جاری رکھو۔ میرے انتظار کی ضرورت نہیں۔ میں یہاں کے مخمصوں میں پھنسا ہوا ہوں۔ یہاں سے فراغت ہوتے ہی دہلی آؤں گا۔ گورکی کا ترجمہ بھی جلد ختم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ اس سال کے پروگرام میں ہے۔ امید ہے کہ تم سب خیروعافیت سے ہو گے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۱۴)

حبشی گوڑہ

حیدر آباد دکن

۱۸ر اگست ۱۹۴۲ء

عزیز من سلمہ۔

تمہارا خط پہنچا۔ میں دو ایک روز کے لئے حیدر آباد سے باہر چلا گیا تھا۔ اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی۔

اب ہندوستانی ڈکشنری کے کام کی ضرورت نہیں رہی۔ جو حصہ باقی رہ گیا ہے وہ میں خود دیکھ لوں گا۔ بات یہ ہے کہ بہار گورنمنٹ نے دو سال ہوئے امداد بند کر دی ہے چونکہ یہ کام میں نے اپنے ذمے لیا تھا۔ اس لئے اس کا خرچ میں اپنے پاس سے کر رہا تھا۔ میں اپنا سرمایہ انجمن کر دے چکا ہوں اور میری پنشن میں اتنی گنجائش نہیں کہ اپنے پاس سے خرچ کروں البتہ انجمن (کا) کام مسلسل تم کو ملتا رہے گا۔ گارساں دتاسی کا ترجمہ مکمل کر دو۔ امپیریل لائبریری سے اطلاع وصول ہوئی کہ وہاں گورکی کی تیسری جلد نہیں ہے۔ یہ کہاں سے حاصل کی جائے؟ دو سو کا چیک حمیدہ کے نام آج علی گڑھ کے پتے سے بھیج رہا ہوں۔

دارالترجمہ کی حالت بہت تذبذب میں ہے۔ برنی صاحب سے میں نے کہنا پسند نہیں کیا۔ لیکن مجلس تاریخ میں جو کتابیں منظور کی جائیں گی، اس میں کوشش کروں گا کہ تمہیں کوئی کام مل جائے۔

انجمن کی امداد کے متعلق سعی کر رہا ہوں۔ اس کی یکسوئی ہو جائے تو دلی جاؤں۔ آج کل حالات بہت خراب ہو رہے ہیں۔

تم اس زمانے میں پہاڑ پر گئے ہو۔ یہ زمانہ پہاڑ پر جانے کا نہیں۔ صحت کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔ پہاڑوں پر پانی اچھا نہیں ملتا۔ اس کی احتیاط ضروری ہے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۱۵)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن

۱۰ر مارچ

عزیزی سلمہ [2]

بنک لکھ دیا ہے۔ مامہ معہ کے لئے[1]۔ اس کی دو رسیدیں (ماف اور وعسو) کی باضابطہ اورنگ آباد بھیج دینا۔

اخبار کے متعلق جو دو تجویزیں تم نے لکھیں ہیں معقول معلوم ہوتی ہیں۔ گفتگو کرکے دیکھو۔

مجھے سب سے زیادہ ہندی اردو لغت کی ضرورت ہے۔ عربی اردو بھی تیار کرا رہا ہوں۔ چھوٹی انگریزی اردو ڈکشنری کی طباعت کی نوبت بہت دنوں بعد آئے گی۔ اس میں بھی کوئی زیادہ کام نہیں ہے۔ سنبدھ ساگر کا ایک خلاصہ چھپا ہے۔ اس کی بنیاد پر اچھی خاصی کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ بہرحال اگر اس کے لئے تیار نہیں ہو تو پھر چھوٹی ڈکشنری ہی تیار کرلو۔

میری آنکھوں پر اب بار ہونے لگا ہے اور کام کرنے سے دکھنے آ جاتی ہیں۔ اس سے مجھے بہت تشویش ہے۔ میں نے بمبئی ڈاکٹر کو معائنے کے لئے لکھا ہے۔

حمیدہ کو بہت دعا اور سلام۔ نازی کو دعا اور پیار

تمہارا خیر طلب

عبدالحق

(۱۶)

۱۶ر اکتوبر ۱۹۴۲ء

مکرمی سلمہ۔ تسلیم

تمہارا رجسٹری پارسل حیدر آباد سے ہوتا ہوا یہاں پہنچا۔ عید اور دسہرے کی تعطیلات میں یہاں آگیا۔ کیونکہ ان دنوں میں وہاں کوئی کام نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک ہفتے میں واپس چلا جاؤں گا۔

ترجمے کے ابتدائی ۲۸ صفحات کا ترجمہ "اردو" میں شائع ہوگیا تھا۔ غالباً اس کا معاوضہ ادا کر دیا گیا تھا۔ مجھے ٹھیک طور پر یاد نہیں۔ میں نے صلاح الدین صاحب کو لکھا ہے کہ اگر اس کا معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے تو وہ رقم وضع کرکے باقی رقم آپ کو ادا کر دیں۔ یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ آئندہ حساب صاف رہے۔ اور آپ کو رقم ادا کرنے میں کوئی تاخیر نہ ہو۔ اور ترجمہ وصول ہوتے ہی معاوضہ ادا کر دیا جایا کرے۔

میں نے پنڈت سندرلال جی کے متعلق سرتیج بہادر سپرو کو لکھا تھا۔ جب میں الہ آباد سے بہت دنوں سے باہر ہوں۔ اور یہ سن کر نہایت افسوس ہوا کہ پنڈت سندر لال گرفتار ہو گئے ہیں۔ ایک مدت سے ان کا کوئی تعلق کانگرس (سے) نہ تھا۔ لیکن افسوس کہ میں اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ گورنمنٹ میرا مشورہ نہیں سنے گی۔ میں گورنمنٹ کی پالیسی کا سخت نکتہ چین رہا ہوں میری بات کون سنے گا' اور میں کس منہ سے ان سے یہ درخواست کر سکتا ہوں۔ غرض یہ معاملہ یوں ہی رہ گیا۔

---

[1] مراد ۱۷۵ [2] مراد ۱۵۰ اور ۲۵

مجھے اس کا بہت افسوس ہے کہ پنڈت جی کا پریس بند ہے اور رسالہ نکالنے میں دقت پیش آ رہی ہے۔ میں دہلی آ کر اس بارے میں تم سے مشورہ کروں گا۔

حمیدہ اور کامران کو دعا

خیر طلب
عبدالحق

(۱۷)

حبشی گوڑہ
حیدر آباد دکن
۲۸ر ستمبر ۱۹۴۲ء

عزیز من سلمہ۔

میں چند روز کے لئے پونا چلا گیا تھا۔ کل واپس آنے پر تمہارا خط ملا۔ تمہاری کتاب کے متعلق یہاں گفتگو ہوئی۔ کمیٹی نے تم سے Synopsis طلب کیا ہے۔ اس کے وصول ہونے پر ضرور تمہیں ایک کتاب مل جائے گی۔

میں نے کل ہی سر تیج بہادر سپرو کو پنڈت سندر لال کے متعلق خط لکھا ہے۔ اس خبر سے مجھے بہت صدمہ ہوا۔ پنڈت جی کو کسی سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ نہ معلوم کس بنا پر انہیں گرفتار کیا گیا۔ یہ جو دو بار گاندھی جی کے آشرم میں جا کر رہے اور زبان کے معاملے میں گفتگو کرتے رہے' کہیں اسی کا نتیجہ نہ ہو۔ گاندھی جی نے سب کو خراب کیا۔

انجمن نے صرف طباعت اور فروخت کا کام رائے گلاب کی فرم کو دیدیا ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں کاغذ کا دستیاب ہونا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ اس لئے ان کی درخواست پر انجمن نے یہ کام اس مطبع کو دیدیا ہے۔ طباعت وغیرہ پر سب رقم ان کی خرچ ہو گی اور ہمیں رائلٹی اور بعد وضع کمیشن رقم ملتی رہے گی۔ یہ معاملہ صرف پانچ سال کے لئے ہے۔ اس میں ہمارا سراسر فائدہ ہے۔ ورنہ کاغذ وغیرہ کی دشواریوں کی وجہ سے کام بند ہو جاتا۔

تعجب ہے کہ تم نے اب تک گارساں دتاسی کا ترجمہ شروع نہیں کیا۔ میں اس کا مطلب نہیں سمجھا' فوراً" شروع کر دو۔ رائے گلاب سنگھ کا کام صرف چھاپنا اور بیچنا ہے۔ کتابیں تیار کرانے کا کام ہمارا اور اس کے مصارف انجمن دے گی۔ مہربانی کرکے فوراً" ترجمہ شروع کر دو۔

تمہارے خط کے پڑھنے میں مجھ سے غلطی ہوئی۔ دوبارہ پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ ترجمہ شروع کر دیا ہے۔ بہت اچھا ہوا۔ اسے جلد ختم کر دو۔ جس قدر ترجمہ آتا جائے گا رقم ادا ہوتی جائے گی۔ جب تک یہ ترجمہ ختم نہ ہو' کسی دوسری کتاب کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے۔ کام بہت ہے' کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ اس سے اطمینان رکھو۔ کام برابر اور مسلسل ملتا رہے

گا۔

انجمن کی امداد کا معاملہ یونیورسٹی کونسل سے بخیروخوبی نکل گیا۔ یہ بڑا سخت مرحلہ تھا۔ سب سے شدید مخالفت یہیں تھی۔ غالباً" آئندہ ہفتہ باب حکومت میں پیش ہو گا۔ اس کی منظوری کے بعد اعلیٰ حضرت کی منظوری کا مرحلہ ہے۔ یہاں رہتے رہتے بیزار ہو گیا ہوں۔ مگر کیا کروں کہ اس کے بغیر چارہ بھی نہیں۔

حمیدہ کو بہت بہت سلام اور دعا

خیر طلب

عبدالحق

(۱۸)

دریا گنج، دہلی

۳ر فروری ۱۹۴۵ء

عزیز من سلمہ۔

تمہارا خط پہنچا۔ مسئلہ زبان کی کمیٹی ہو چکی۔ ہندی والوں نے خوب زہر اگلا۔ ان چیزوں کا فیصلہ ان کمیٹیوں سے نہیں ہو سکتا۔

تم نے جو تجویز لکھی ہے، اس کے لئے ضرور کوشش کروں گا۔ خدا کرے سر سلطان کی سمجھ میں آجائے۔ ترجمہ دیکھ کر اسی ہفتے بھیج دو۔

بمبئی میں اردو کانفرنس ہے۔ ۲۳، ۲۴، ۲۵ فروری کو بمبئی والوں کا ایک سال سے تقاضا تھا۔ وہاں جانا ضروری ہے۔

۳ر مارچ کو حیدر آباد میں یوم حالی ہے اور ۷ر مارچ کو اردو کانفرنس احمد نگر میں۔ ان سب کو ایک ہی دورے میں بھگتا دوں گا۔ لیکن اس اثنا میں ایک اور آفت نازل ہو گئی۔ گاندھی جی وردھا میں ہندوستانی پرچار سبھا کی کانفرنس کر رہے ہیں۔ ان کا اصرار ہے میں اس میں شریک ہوں۔ میں نے ٹال دیا تھا۔ لیکن اب انہوں نے دو جن میرے سر پر سوار کر دیے ہیں۔ دو روز سے پنڈت سندرلال اور ڈاکٹر تارا چند میرے مکان پر ڈھٹی دیے بیٹھے ہیں۔ صبح سے رات تک یہی ذکر اور بحث ہے اور طرح طرح مجھے پھسلا رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ناگپور میں سب کچھ کہہ چکا، گاندھی جی نہ مانے، اب کیا حاصل۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک موقع اور دو اور اب نہ مانے تو ہم بھی قطع تعلق کر لیں گے وغیرہ وغیرہ۔ آخر راضی ہونا پڑا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ تاریخیں وہی ہیں جو بمبئی اردو کانفرنس کی۔ آخر یہ طے ہوا کہ میں بمبئی سے فارغ ہو کر ۲۶ر فروری کو وردھا پہنچ جاؤں۔ میں نے تمہارا نام بھی لکھوا دیا ہے۔ تمہارے نام بھی دعوت نامہ آئے گا۔ کیا اچھا ہو جو تم بھی وہاں آجاؤ۔ یہ تماشا دیکھنے کے قابل ہو گا۔ ضرور آؤ۔ اس کے علاوہ اور بھی ضروری باتیں ہو جائیں گی۔ خاص کر تمہاری آئندہ زندگی کے متعلق۔ بخاری ولایت

چلے گئے۔

اس کا جواب جلد لکھو

عبدالحق

(۱۹)

نادر منزل۔ سیف آباد

حیدر آباد

۱۲ر اکتوبر

عزیز من سلمہ۔

میں ابھی پٹنہ‘ الہ آباد وغیرہ کے سفر سے واپس آیا ہوں۔ اس سے پہلے حمیدہ کو خط لکھ چکا ہوں۔ اس سے مفصل حال معلوم ہو گا۔ ۲۰ر اکتوبر کو دہلی چلا جاؤں گا۔ تمام سامان پیک ہو رہا ہے۔ اورنگ آباد گیا تھا۔ وہاں بھی سب انتظام کر کے آیا ہوں۔ اس وقت نہایت مصروف ہوں اور یہ خط بہت جلدی میں لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ تمہیں انتظار ہو گا۔ کام بہت ہیں اور اس قدر ہیں کہ سالہا سال کے لئے کافی ہیں۔ نظم جدید کی کمیٹی جو ہمارے ڈائرکٹرز نے مقرر کی ہے‘ اس نے تمام قواعد اور انتظام طے کر دیے ہیں۔ ان کی پابندی لازم ہے تم ہر مہینے اپنا کام بھیجتے رہو۔ (معاوضہ) برابر پہنچتا رہے گا۔ میرا کام اب زیادہ تر دوروں کا ہو گا۔

ہندی اردو ڈکشنری فوراً“ واپس کر دو تاکہ چھپنے کے لئے دیدی جائے۔ اعراب وغیرہ کا انتظام یہاں کر لیا جائے گا۔ تم کو تردد کی ضرورت نہیں۔

ادبی معلومات پہنچے۔ بہت شکریہ۔ اس کی رقم اسی ہفتے میں بھیج دی جائے گی۔

حمیدہ کو دعا اور سلام

عبدالحق

اختر شیرانی کے نام

(۱)

دریا گنج، دہلی

۲۲ر فروری ۱۹۴۶ء

عزیز من سلمہ۔

میں لکھنؤ گیا ہوا تھا وہاں سے واپسی پر اعجاز شیرانی کا خط ملا جس میں شیرانی صاحب کے انتقال کی خبر تھی۔ اسے پڑھ کر جو صدمہ اور قلق ہوا وہ بیان نہیں کر سکتا۔ افسوس صد ہزار افسوس ایک ایسا شخص ہم میں سے اٹھ گیا جو اپنے اخلاق و سیرت اور علمی ذوق اور تبحر میں اپنی آپ نظیر تھا۔ ان کی موت ایک قومی سانحہ ہے۔ خدا آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۲)

دریا گنج، دہلی

۱۹ر مارچ ۱۹۴۷ء

عزیز من سلمہ

تمہارا خط سید ہاشمی صاحب کے نام پہنچا۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ تم مرحوم کے مقالے مرتب کر رہے ہو۔ ترتیب مکمل ہو جائے تو بھیج دو انجمن ضرور شائع کرے گی اور معاوضہ فی صفحہ مطبوعہ دو روپیہ پیش کیا جائے گا۔

کچھ عرصہ پیشتر میں نے ملا عبدالقادر بدایونی کی تاریخ کی دونوں جلدیں ترجمے کے لئے تمہیں بھیجی تھیں۔ اخبارات سے تمہیں معلوم ہوا ہو گا کہ سر مرزا اسمٰعیل انجمن کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔ اس نے انجمن کے حسابات اور کتب خانہ وغیرہ کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو تحقیقات کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ دو تین صاحب حسابات و کتب خانہ کے معائنہ اور تحقیق کے لئے دلی ہفتے عشرے میں آنے والے ہیں۔ اس لئے جو کتابیں مستعار ہم نے بعض صاحبوں کو دی تھیں وہ واپس منگوا رہے ہیں۔ لہٰذا تم مہربانی کر کے فوراً" یہ دو جلدیں بذریعہ رجسٹری بھیج دو۔ معائنہ و تحقیقات ختم ہونے پر پھر تمہیں بھیج دی جائیں گی۔ اس میں تساہل نہ کرنا۔ بہت تاکید سے لکھ رہا ہوں۔ جواب کا انتظار کروں گا۔

خیر طلب

عبدالحق

مولانا اسد القادری کے نام

(۱)

مولانائے مکرم زاد لطفکم۔ السلام علیکم

آپ کئی روز ہوئے تشریف لائے تھے' میری طبیعت ناساز ہو گئی تھی۔ اسہال کی وجہ سے دو روز تک صاحب فراش رہا۔ افاقہ کے بعد کام کا اس قدر ہجوم رہا کہ فرصت نہ ملی۔ اب میں نے آپ کا مضمون پڑھا۔ اس میں کچھ رد و بدل کرنا پڑے گا۔ مہربانی کر کے حامل رقعہ کے ہاتھ وہ تینوں کتابیں' جو میں نے آپ کو دی تھیں' بھیج دیجئے۔ بعض سنین اور واقعات ان میں سے دیکھ کر مضمون میں ترمیم کرنی پڑے گی۔

امید ہے کہ مزاج عالی بخیر ہو گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۲)

اردو روڈ' کراچی۔۱

۵ر دسمبر ۱۹۵۷ء

صدیقی و شفیقی زاد لطفکم۔ السلام علیکم

عنایت نامہ پہنچا۔ یہ میری بدنصیبی ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ آپ کی ہمیں شدید ضرورت تھی' آپ علیل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد شفا عطا فرمائے۔

پیچش کا علاج آپ ڈاکٹر عبدالصمد صاحب سے کیجئے۔ میں نے ہومیو پیتھی اور یونانی طب کا علاج کیا' کچھ فائدہ نہ ہوا۔ عبدالصمد صاحب کے علاج سے تین دن میں فائدہ ہو گیا۔

خیر طلب

عبدالحق

(۳)

اردو روڈ کراچی۔۱

(ضروری)

مولانا مکرم زاد لطفکم۔ السلام علیکم

کل دن بھر آپ کا انتظار کیا۔ شائد وہ "بڑی اسامی" آپ کے ہاتھ نہیں آئی۔ ایک دو دن اور ہیں اگر ان میں انتظام نہ ہو سکا تو یہ موقع ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا اور آئندہ انجمن کو یہ لائیسنس نہیں ملیں گے۔ فوری کوشش کی ضرورت ہے۔ ایک دن وہ تھا کہ ہم لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے رقمیں دیتے تھے۔ آج ہمیں ایک چھوٹی سی رقم کی ضرورت ہے اور کوئی دینے والا نظر نہیں آتا۔

کیا عبدالرحیم صاحب (حیدر آبادی) ہماری مدد نہیں کر سکتے۔

نیاز مند عبدالحق

(۴)

اردو روڈ، کراچی۔۱

۳؍ اکتوبر ۱۹۵۸ء

مکرم بندہ جناب مولانا اسد القادری صاحب

میری طبیعت کل سے ناساز ہے اور اس لئے مجھے افسوس ہے کہ میں آج شب کو آپ کے مشاعرے میں حاضری سے معذور ہوں۔ خواستگار معافی ہوں۔

نیاز مند عبدالحق

اظہار الحق کے نام

اورنگ آباد (دکن)

۲۶؍ جون ۱۹۳۴ء

مکرمی!

آپ کا خط پہنچا۔ لطیفہ مغرقت اپریل نمبر میں شائع ہو گیا ہے۔ پرچہ آپ کے پاس پہنچ گیا ہو گا۔

نو طرز مرصع کئی بار چھپ چکی ہے۔ میرے پاس اس کے قلمی اور مطبوعہ دونوں نسخے ہیں۔ میں اس وقت یہ خط جلدی میں لکھ رہا ہوں اس لئے کہ میں حیدر آباد جا رہا ہوں۔ اس کی سنہ تصنیف کے متعلق حیدر آباد پہنچ کر اطلاع دوں گا۔

نیاز مند

عبدالحق

عبداللطیف اعظمی کے نام

اردو روڈ۔ کراچی

۹ر جولائی ۶۰ء

عزیزی سلمہ

آپ کا خط مورخہ ۲ر جولائی موصول ہوا۔ آپ نے یہ صحیح لکھا ہے کہ شبلی اور حالی میں کسی قسم کا اختلاف نہ تھا۔ البتہ اگر کوئی بات تھی تو یہ تھی کہ مولانا شبلی کی طبیعت میں ضبط بالکل نہ تھا اور حالی بڑے ضابط تھے۔ مولانا شبلی کی یہ عادت تھی کہ جب کبھی ان کے دل میں کوئی بات آتی تو فوراً" کہہ گذرتے اس سلسلہ میں اگر میں ایک واقعہ کا ذکر کروں تو بے جا نہ ہو گا۔ جن دنوں حیات جاوید شائع ہوئی تو مولانا شبلی کے لئے جو اس وقت اتفاق سے حیدر آباد میں وارد تھے۔ میں نے یہ کتاب لے جا کر ان کی خدمت میں پیش کی۔ اس وقت وہاں اور بھی کئی اشخاص موجود تھے۔ مولانا شبلی نے یہ کتاب دیکھتے ہی فرمایا۔ یہ "کذب و افترا" کا آئینہ ہے۔ مولانا نے کتاب کو پڑھے بغیر ہی یہ رائے دیدی۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کی طبیعت میں ضبط بالکل نہ تھا۔ اسی طرح مولانا شبلی کی یہ عادت بھی تھی کہ وہ نجی صحبتوں میں ایسی باتیں کرتے تھے' جن سے سرسید اور مولانا حالی کی تنقیص نکلتی تھی۔ اس کے برخلاف مولانا حالی بڑے صاحب دل آدمی تھے۔ انہوں نے کبھی مولانا شبلی کے بارے میں کوئی بے جا بات نہیں کہی' بلکہ ہمیشہ ان کی تعریف کی۔ ان کی کتابوں پر بڑے اچھے تبصرے کئے اور جو باتیں قابل تعریف تھیں' ان کی جی کھول کر داد دی۔ مولانا شبلی کا فارسی کلام جب شائع ہوا تو مولانا حالی نے اس کو دیکھ کر فرمایا "میرا ارادہ تھا کہ میں اپنا فارسی کلام مرتب کروں' لیکن آپ کا کلام دیکھ کر میرا کلام میری نظر سے گر گیا ہے اور میں نے یہ ارادہ ترک کر دیا ہے" مولانا حالی شبلی کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ایک بار مولانا ظفر علی خان نے اپنے رسالے دکن ریویو میں ایک دو مضمون مولانا شبلی کی کسی کتاب یا رسالے پر شائع کئے' جن میں کسی قدر بے جاشوخی سے کام لیا گیا تھا۔ جن دنوں مولانا حالی حیدر آباد آئے ہوئے تھے' مولانا ظفر علی خان سے ان کی ملاقات ہوئی اور دوران گفتگو میں انہوں نے تذکرہ مضامین کے متعلق ظفر علی خان صاحب کو ایسے شفقت آمیز پیرائے میں نصیحت کرنا شروع کی کہ ان سے کوئی جواب بن نہ پڑا اور وہ سر جھکائے آنکھیں نیچی کئے چپ چاپ سنا کئے مولانا نے یہ بھی فرمایا۔ میں تنقید سے منع نہیں کرتا' تنقید بہت اچھی چیز ہے اور اگر آپ لوگ تنقید نہ کریں گے تو ہماری اصلاح کیونکر ہو گی لیکن تنقید میں ذاتیات سے بحث کرنا یا ہنسی اڑانا منصب تنقید کے خلاف ہے یہاں میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مولانا شبلی کو مولانا حالی سے کوئی بغض نہ تھا۔ وہ بھی ان کی علمیت کے قائل تھے جب مولانا کو شمس العلماء کا خطاب ملا تو مولانا شبلی نے مجھ سے فرمایا۔ "اب اس خطاب کی عزت بڑھ گئی ہے"۔

رہی یہ بات کہ میں مولانا شبلی کا مخالف ہوں' تو یہ بالکل غلط ہے۔ میں مولانا کے علم و فضل کا تہہ دل سے قائل ہوں۔ اور انہیں اردو زبان کے بڑے ادیبوں اور محسنوں میں شمار کرتا ہوں اور اس کا میں نے بارہا تحریر و تقریر میں اظہار بھی کیا

ہے۔ میں نے اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے لئے اردو ادب سے متعلق جو مضمون لکھا ہے اس کے چند جملے پیش کرتا ہوں۔

"مولانا شبلی ان لوگوں میں سے ہیں جو سرسید احمد خان کے اثروفیض صحبت کی بدولت محدود اور تنگ دائرہ سے نکل کر علم و ادب کے وسیع میدان میں آئے۔ انہوں نے اردو زبان میں اسلامی تاریخ کا صحیح ذوق پھیلایا۔ تاریخ میں انہوں نے ہیروز آف اسلام کا ایک سلسلہ شروع کیا' جس کی ابتدا المامون سے ہوئی۔ اس سلسلے میں متعدد نامور اسلاف کے سوانح آ گئے ہیں۔ ان میں سب سے مشہور اور مقبول کتاب الفاروق ہے۔ ان کی آخری تصنیف جسے ان کا شہکار سمجھنا چاہئے۔ سیرت نبوی ہے جو ان کے انتقال کی وجہ سے نا تمام رہ گئی اور بعد میں ان کے فاضل شاگرد مولانا سلیمان ندوی نے اس کی تکمیل کی ...... علاوہ ان مستقل تصانیف کے انہوں نے بے شمار تاریخی اور تحقیقی مضامین لکھے' جن سے تاریخ دانی اور تاریخ نویسی کا عام شوق پیدا ہو گیا۔ ...... شبلی شاعر بھی ہیں اور شاعرانہ مزاج بھی رکھتے ہیں۔ بڑے سخن سنج اور سخن فہم ہیں .... مولانا کی ایک اور مشہور اور مقبول تصنیف شعرالعجم ہے۔ اس کی چوتھی جلد میں انہوں نے اس امر پر بحث کی ہے کہ شاعری کیا چیز ہے اور اس کے تحت وہ احساس' ادراک ' محاکات' تخیل وغیرہ سے بحث کرتے ہیں' شاعری پر بحث جامع اور قابل قدر ہے۔"

اسی طرح میں نے کراچی کے ایک رسالے (ماہنامہ انشاء ۔ اکتوبر ۵۹ء) میں اپنے طالب علمی کے زمانے کے بارے میں ایک مضمون لکھا تھا۔ اس میں مولانا شبلی کا تذکرہ ان الفاظ میں تھا۔

"کالج میں تمام پروفیسر سوائے عربی' فارسی' سنسکرت اور ریاضی کے انگریز تھے فارسی' عربی کے پروفیسر مولانا شبلی اور مولانا عباس حسین تھے' ریاضی کے بابو مکرجی مولانا شبلی' شاعر' ادیب اور مورخ تھے' ان کی جماعت میں بیٹھ کر جی خوش جو جاتا تھا وہ موقع موقع سے ادبی نکات اور اساتذہ کے اشعار اور لطائف یا تاریخی واقعات اس طرح بیان کرتے تھے کہ درس کا حق ادا ہو جاتا تھا ..... جب میں مڈل میں پڑھتا تھا تو میں نے نجی طور پر عربی بھی پڑھی تھی۔ علی گڑھ آ کر میں نے دوسری زبان فارسی لی۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ میں نے فارسی لی۔ اس کی بدولت مجھے شبلی جیسے استاد ملے۔"

لوگوں کا کہنا کہ میں مولانا کا مخالف ہوں' اس کا سبب میری سمجھ میں نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے کہ میں نے اپنی بعض تحریروں میں مولانا شبلی کے بعض بیانات پر جو تنقید کی ہے اس سے لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہو۔ مثلاً" مولانا حالی نے مقدمہ شعروشاعری میں یہ قیاس ظاہر کیا ہے کہ مرزا شوق نے اپنی مثنویوں کی بنیاد میراثر کی مثنوی خواب و خیال پر رکھی ہے۔ مولانا شبلی نے تذکرہ "گلشن ہند" کے ایک حاشیے میں اس قیاس کو غلط ٹھہرانے کی کوشش کی۔ میں نے جب خواب و خیال شائع کی تو اس کے مقدمے میں میں نے لکھا کہ "بلا شبہ یہ مثنوی نواب مرزا کا ماخذ اور نمونہ تھی اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا حالی کا قیاس کس قدر صحیح تھا" ---- ممکن ہے کہ اس قسم کی تحریریں پڑھ کو لوگ مجھے مولانا شبلی کا مخالف سمجھتے ہوں۔ لیکن یہ صریحاً" غلط ہے۔

عبدالحق

سید افتخار عالم کے نام

اورنگ آباد

۲۶ر جنوری

افتخار الہند و العجم مدفیوضہ

تسلیم۔ حضرت آپ شکر کیجئے کہ اسی ایک لفظ پر ٹل گئی۔ پیٹھ پیچھے برا کہنا میرا شعار نہیں لیکن اگر آپ کانفرنس میں تشریف لاتے تو پھر دیکھتے کہ میں کیسی کھری کھری آپ کو سناتا اور جی بھر کے رسوا کرتا۔ وہ تو خدا کو آپ کی عزت رکھنی تھی کہ آپ نہ آئے مگر میرے دل کی دل ہی میں رہ گئی۔ رپورٹ ختم ہونے کے بعد آپ کے "ولی" دوست آئے اور لگے کہنے کہ واہ! افتخار عالم نے تو فارسی کی کتاب کا ترجمہ کرلیا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ میں نے ایک ایسی ڈانٹ بتائی کہ بچہ یاد ہی کرے گا۔ اللہ رے حسد۔ اس رسوائی پر بھی تو لوگ حسد کرتے ہیں۔ اب تو آپ کا بھرا کھل گیا ہے اگر ہمدرد یا زمیندار کو معلوم ہو گیا تو پھر پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔ آپ تو شاعروں سے گھبراتے تھے کہ مشاعرے میں کھچے کھچے پھریں گے مگر میں ان حضرات (صاحبان ہمدرد' زمیندار) سے پناہ مانگتا ہوں۔ مارے خطوں اور تاروں اور تقاضوں کے ناک میں دم کر دیں گے۔ آپ کی نظموں میں مولانا نذیر احمد مرحوم کی نظموں کا مزا آتا ہے۔ خوب! کیا آپ مجھ سے کانفرس کی رسوائی کا بدلہ لینا چاہتے ہیں جو میرا فوٹو طلب کرتے ہیں۔ من خوب می شناسم۔ آپ جب ابوالناظر کے داؤ میں نہیں آئے تو بھلا آپ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کے داؤ میں آجاؤں گا۔ کس مردود کے پاس فوٹو ہے اور کس نے کھچوایا اور کھچواؤں بھی تو کس برتے پر حضرت مجھے تو معاف ہی فرمایئے۔ بی بلی بخشو چوہا لنڈورا ہی جئے گا۔ اب آپ نواب اسحق خان کی صحبت بابرکت کا فیض اٹھایئے انشاء اللہ پورے ولی ہو جائیں گے ان کا فوٹو کیوں نہیں لیتے جو شاندار بھی ہو اور توندار بھی ہو۔ کہتے ہیں کہ آج کل بڑا آدمی بننے کے لئے توند شرط ہے۔ میں آپ کی خدمت کے لئے ہر طرح حاضر ہوں۔ اور یقین رکھیے کہ مجھ سے جہاں تک ممکن ہو گا کبھی دریغ نہ کروں گا۔ افسوس اگر آپ یہ کتاب اس وقت لکھتے جب نواب عمادالملک بہادر مشیرالمہام تھے تو کوئی نہ کوئی داؤ چلتا۔ اب وہ خدمت سے علیحدہ ہی نہیں بلکہ متنفر ہیں اور افسوس کہ اس ریاست میں کوئی قدرداں نہیں۔ کس کے آگے جا کے روئے۔ مگر انشاء اللہ پھر بھی دیدہ خواہد شد۔ خدا کا شکر کہ لڑکی کا مزاج روبہ صحت ہو گیا اور آپ خیروعافیت سے ہیں اور عازم اسحق کدہ ہیں۔ اب کی برسات میں اورنگ آباد آیئے اور ہم غریبوں کو بھی اپنی صحبت سے مستفید فرمایئے۔ کیا اس کے مستحق صرف نواب اسحق خان ہی ہیں۔ بس باقی پھر۔

میں نے سنا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ماڈل اسکول لاہور آپ کے ہم وطن ہیں۔ براہ کرم ان کے نام ایک سفارشی خط عنایت فرمائیں میں وہاں اپنے بھانجے کو داخل کرنا چاہتا ہوں۔ فقط!

بندہ عبدالحق

افضل حسین فاروقی کے نام

بنجارہ روڈ

حیدر آباد دکن

۱۲ر ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء

محب یکرنگ!

اب تو مجھے تمہیں خط لکھتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اختر سلمہ میرے خط جمع نہیں کر رہے ہیں بلکہ میری رسوائی کا سامان جمع کر رہے ہیں۔ میاں! بے تکلف دوستوں کو آدمی کچھ کا کچھ لکھ جاتا ہے۔ یہ باتیں نہ تو سب سے کہنے کی ہوتی ہیں اور نہ تشہیر کرنے کے قابل۔ تمہیں جب خط لکھنے بیٹھتا ہوں تو اپنی ساری زندگی سامنے آجاتی ہے' اور اپنی تضیع اوقات پر افسوس ہوتا ہے۔ وقت کم رہ گیا ہے اور کام اتنا بڑھتا اور پھیلتا جاتا ہے کہ سنبھالے نہیں سنبھلتا۔

اردو لغات کی اطلاع' سرکاری طور سے آج وصول ہوئی ہے۔ یہ کام اس قدر کٹھن اور دشوار ہے کہ جب اس کا خیال کرتا ہوں تو بعض اوقات ہمت جواب دے دیتی ہے۔ بڑی دشواری یہ ہے کہ کام کے آدمی نہیں ملتے۔ مدعی بہت ہیں۔

ابتدائی انتظامات کے لئے مجھے تمہاری ضرورت پڑے گی۔ جب لکھوں تو ضرور دو چار روز کے لئے آجانا۔

اختر سلمہ سے بعد دعا و سلام کے کہنا کہ ان ہیچ اور پوچ کاغذ کے پرزوں کو کیوں جمع کرتے ہو۔ اس سے تو کہیں بہتر ہے کہ ٹکٹ اور دیا سلائیوں کی ڈبیاں جمع کرو۔ اور کچھ نہیں' اگر نمائش میں رکھ دو گے تو خوشنودی کا پروانہ مل جائے گا۔ یہ کیا کام دیں گے۔ عطار کی پڑیوں کے بھی کام آجائیں تو بہت غنیمت ہے۔

کہو' آج کل تمہاری صحت کیسی ہے۔ یہاں کئی روز سے بارش ہر جگہ ہے۔ بمبئی تو ڈوبتے ڈوبتے بچی۔ وہاں بھی ضرور ہو رہی ہو گی۔

تمہاری صحت کا خواہاں

عبدالحق

شیخ اکرم ربانی کے نام

کراچی

۱۷ر فروری ۱۹۵۳ء

عزیزم سلمہ۔

آپ کا خط پہنچا جس نے ایک ایسی یاد تازہ کر دی جو میرے لئے موجب مسرت ہے۔ آپ کے والد مرحوم شیخ کرم داد صاحب گوجرانوالہ کے مشن ہائی سکول میں معلم تھے اور میں طالب علم تھا۔ وہ میرے حال پر بڑے مہربان تھے اور بہت شفقت فرماتے تھے۔ کچھ دنوں بعد میں علی گڑھ چلا آیا اور ایم ۔ اے۔ او کالج میں داخل ہو گیا۔ اس کے چند سال بعد جب علی گڑھ کالج میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس ہوا تو آپ کے والد بھی اس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ اس موقع پر ان سے ملاقات ہوئی اور وہ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد میں حیدر آباد دکن چلا گیا۔ بہت عرصے کے بعد جب میں صوبہ اورنگ کا صدر مہتمم تعلیمات تھا' آپ کے والد کا خط آیا۔ (انہوں نے شائد اخباروں میں میرا نام پڑھا تھا) اور مجھ سے دریافت کیا' کیا تم وہی عبدالحق ہو جو کچھ دن گوجرانوالہ میں تھا۔ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں وہی ہوں تو وہ بہت خوش ہوئے اور کبھی کبھی پڑھنے کے لئے مجھ سے کتابیں طلب کر لیا کرتے تھے۔

آپ کے ایک بھائی تھے جن کا نام غالباً" محبوب الہٰی (یا کچھ ایسا ہی) تھا۔ جو میڈیکل کالج لاہور میں تعلیم پاتے تھے۔ ان کا ایک خط اورنگ آباد میں مجھے ملا۔ جس میں لکھا تھا کہ میں مدراس جا رہا ہوں (شائد میڈیکل وفد کے سلسلے میں) اور واپسی میں اورنگ آباد آکر آپ سے ملوں گا۔ بعد میں ان کا خط آیا کہ وہ بعض وجوہ سے اورنگ آباد نہ آسکے اور سیدھے لاہور چلے گئے' وہ کہاں ہیں اور کیا کرتے ہیں؟

معلوم نہیں کہ وہ مشن ہائی سکول اب ہے یا نہیں۔ اس وقت گوجرانوالہ کوئی بڑا شہر نہ تھا۔ میں نے سنا ہے کہ اب وہ بہت بڑا شہر ہو گیا ہے اور تجارت و صنعت کا مرکز ہے۔ اس زمانے میں منشی محبوب عالم گوجرانوالہ ہی میں تھے اور انہوں نے اپنا ہفتہ وار اخبار (پیسہ اخبار) وہیں سے نکالا تھا۔

آپ اور آپ کے بھائی اور دوسرے افراد خاندان کا کیا شغل ہے؟ کبھی گوجرانوالہ آیا تو آپ سے ضرور ملوں گا۔

خیر طلب عبدالحق

سید الطاف علی بریلوی کے نام

مطبع مجتبائی چوڑی والاں

۵؍ اکتوبر ۱۹۴۸ء

مشفقی مکرمی۔ تسلیم

میں فی الحال دلی آگیا ہوں۔ براہ کرم مطلع فرمائیے کہ نواب صدر یار جنگ علی گڑھ ہیں یا نہیں۔ اگر علی گڑھ میں ہوں تو دریافت کر کے اطلاع دیجئے کہ وہاں ان کا کب تک قیام رہے گا۔ میں ان سے مل کر بعض امور میں مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ سے بھی ملنا چاہتا ہوں۔ باقی باتیں بوقت ملاقات۔

خیر طلب

عبدالحق

الطاف فاطمہ کے نام

۷؍ اکتوبر ۱۹۵۴ء

عزیزی۔ سلمہا

آپ کا خط پہنچا مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اردو میں "سوانح نگاری کا ارتقا" پر مقالہ لکھا ہے۔ اور آپ اسے شائع کرنے کی خواہش مند ہیں۔ اس کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ اپنا مقالہ بذریعہ رجسٹری مجھے بھیج دیں اگر ہماری ادبی مجلس نے پسند کیا تو انجمن اسے شائع کر دے گی یا پھر جب کبھی آپ کا آنا کراچی ہو تو اپنے ساتھ لے آیئے۔ اس وقت فیصلہ ہو جائے گا۔

خیر طلب

عبدالحق

امین زبیری کے نام

اسپتال روڈ کراچی ا

۲۸ر جولائی ۱۹۵۳ء

حضرت شبلی کی رنگین زندگی ملی۔ اس سے پہلے آپ نے نہیں بھیجی تھی۔ جن صفحات کی طرف آپ نے توجہ دلائی انہیں ضرور پڑھوں گا۔

قمرالحسن صاحب کی انگریزی کتاب کا نام "Birth of Pakistan Step by Step" ہے

سرسید کے تذکرے کا خیال بہت اچھا ہے۔ جتنے حالات بھی اور ملیں غنیمت ہے۔ ورنہ پھر اس کی بھی توقع نہیں۔

عبدالحق

میں نے اپنے شوفر سے کہا کہ یہ خط آپ کو پہنچادے تو اس نے آپ کے پتے سے لاعلمی ظاہر کی۔ لہٰذا ڈاک سے بھیج رہا ہوں۔

عبدالحق

محمد ایوب قادری کے نام

(۱)

اردو روڈ ۔ کراچی ا

مورخہ ۲ر نومبر۱۹۵۸ء

مکرمی السلام علیکم

آپ کا خط مجھے پہنچ گیا تھا۔ جان پہچان کا ایک نسخہ میرے کتب خانہ میں ہے اور میں اسے عنقریب شائع کرنے والا ہوں اردو زبان کی شاید ہی کوئی لغت ایسی ہو جو میرے پاس نہ ہو یا میں نے نہ دیکھی ہو۔ "النفس النفائس" میری نظر سے نہیں گزری اس کتاب کا علم آپ کو کہاں سے ہوا۔ آپ کے پاس ہے یا کسی اور صاحب کے کتب خانے میں ہے۔ اس بارے میں آپ کو جو علم ہو اور اس کی جو خصوصیات ہوں اس سے مطلع فرمایئے۔

خیر طلب عبدالحق

(۲)

اردو روڈ ۔ کراچی ا

مورخہ ۲۵ر نومبر۱۹۵۸ء

مکرمی قادری صاحب السلام علیکم

عنایت نامہ پہنچ گیا تھا۔ بوجہ مصروفیت جواب لکھنے میں تاخیر ہوئی میں "النفس النفائس" کے دیکھنے کا مشتاق ہوں اگر زحمت نہ ہو تو ۳۰ر نومبر کو چار پانچ بجے تشریف لایئے اور الفس اور "جان پہچان" کے نسخے ساتھ لیتے آیئے۔ جان پہچان کے نسخوں کا مقابلہ بھی ہو جائے گا۔

دہلی میں جو جہاد کے فتوے لکھے گئے تھے وہ اردو زبان میں تھے اور ان پر علماء کی مہریں تھیں اور ان کے جواب میں جو فتوے جہاد کے خلاف لکھے گئے وہ بھی اردو میں تھے۔ یہ دونوں فتوے میرے پاس تھے۔ دلی کے فسادات میں جہاں اور بہت سی چیزیں ضائع ہوگئیں ان میں یہ بھی تھے۔

خیر طلب

عبدالحق

آفاق صدیقی کے نام

(۱)

۱۴ فروری ۵۰ء

مکرمی السلام علیکم!

آپ کا خط مجھے پہنچ گیا تھا مگر میں کچھ ایسا مصروف رہا کہ جواب نہ لکھ سکا۔
میں آپ کی انجمن کے مجوزہ اجتماع میں بہ خوشی شرکت کروں گا۔ امید ہے کہ آپ نے جس خلوص اور نیک ارادے سے اس کام کا تہیہ کیا ہے اسے ویسے ہی کامیابی حاصل ہوگی۔
مقامی اصحاب کی شرکت اور تعاون کی ضرور کوشش کیجئے۔ یہ آپ نے بہت اچھا کہاکہ اس میں سندھی زبان کو بھی موقع دیا ہے۔ میرے رائے میں اگر اس کی تاریخیں آپ ۳، ۴ مارچ رکھیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ بہرحال جو تاریخیں آپ مقرر کریں اس کی اطلاع مجھے چند روز پہلے ہو جانی چاہئے۔

خیر طلب
عبدالحق

(۲)

نوڈیرو
۱۰ مارچ ۱۹۵۰ء

مکرم بندہ السلام علیکم!

آپ کا خط اور دعوت نامہ مجھے آج یہاں ملا۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں ۱۷ مارچ کو سکھر حاضر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اس تاریخ کو ۵ بجے انجمن ترقی اردو کے زیر اہتمام سائنس کانفرنس ہے چونکہ یہ سائنس کا پہلا جلسہ ہے اس لئے میرا اس میں موجود رہنااور اس کی شرکت لازمی ہے کیونکہ میری ہی تحریک پر اس کا آغاز کیا گیا ہے اس کے بعد یہ جلسے ہرماہ ہوں گے اور سائنس کے مختلف موضوعات پر سلیس اردو میں لیکچر ہوا کریں گے۔ اگر آپ فرمائیں گے تو ۱۸ مارچ کو حاضر ہو سکتا ہوں میں یہاں سے ۱۴۔ مارچ کو کراچی واپس چلا جاؤں گا اگر آپ کی اطلاع مجھے پہلی دوسری مارچ کو پہنچ جاتی تو میں سائنس کے جلسے کی تاریخ بدل دیتا لیکن اب ممکن نہیں۔ آپ نے اپنے جلسے کی تاریخ مقرر کرنے میں بہت پس و پیش کیا مجھے درحقیقت بہت افسوس ہے اور دل سے عذر خواہ ہوں اگر آپ لکھیں تو ۱۸ کو حاضر ہو جاؤں گا ورنہ پھر کسی آئندہ موقع پر دیکھا جائے گا۔

خیر طلب عبدالحق

(۳)

اسپتال روڈ کراچی نمبرا
۲۷ مارچ ۱۹۵۰ء

مکرمی صدیقی صاحب سلمہ تسلیم

مجھے آپ کا نہ کوئی خط ملا نہ تار اور نہ تاریخوں کی تبدیلی کی اطلاع ملی۔ یہ محض اتفاق ہے کہ آپ کا ایک خط حکیم اسرار احمد صاحب کے نام دو روز سے یہاں رکھا تھا۔ (حکیم صاحب ابھی تک طیب میں ہیں) ان کے مددگار نے وہ خط کھول لیا اور میرے پاس بھیج دیا اس سے تاریخوں کے تعین کا حال معلوم ہوا۔ میں نے حکیم صاحب سے کہہ دیا کہ وہ آپ کو لکھ دیں کہ تاریخوں کا تعین کرتے وقت مجھ سے دریافت کرلیں۔ یہاں ۳ سے ۷ اپریل تک سائنس کانفرنس ہے میں نے سائنس والوں (کو) انجمن میں مدعو کیا ہے نیز اردو کی سائنس کتابیں کانفرنس میں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ سائنس کی تعلیم کے لئے اردو میں کتابوں کا کافی ذخیرہ ہے۔ علاوہ اس کے یہ کوشش کر رہا ہوں کہ ان حضرات سے رسالہ سائنس میں مضامین لکھنے کا وعدہ لوں۔ یہ رسالہ اپریل میں جاری ہو جائے گا اور مجلس سائنس میں جو ہم نے حال میں قائم کی ہے اردو میں لیکچر دلانا چاہتا ہوں۔

ان تمام امور کے پیش نظر ممکن ہے کہ ۷ اپریل کو مجھے فرصت نہ ہو۔ تاہم میں کوشش کروں گا کہ ۷ کی شام تک سکھر پہنچ جاؤں۔ قطعی وعدہ نہیں کر سکتا۔ کانفرنس کا پروگرام ابھی وصول نہیں ہو سکا۔ اس کے وصول ہونے کے بعد تاامکان اس بات کی کوشش کروں گا کہ ٦ اپریل تک جمع فراغت ہو جائے اور ۷ کو آپ کی کانفرنس میں شریک ہو جاؤں۔

خیر طلب عبدالحق

(۴)

اسپتال روڈ۔ کراچی۔ ا
۳۱ مارچ ۵۰ء

مکرمی صدیقی صاحب تسلیم

آپ کا خط پہنچا۔ ۷ اپریل کو پاکستان ایکسپریس سے روانہ ہو کر شام کو سکھر پہنچ جاؤں گا۔ کیا روہڑی پر کار مل سکتی ہے۔ اس کے متعلق مجھے کچھ علم نہیں۔ آپ کا کوئی نمائندہ روہڑی پر آجائے تو اس میں مجھے سہولت ہو گی۔

خیر طلب عبدالحق

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی دہلوی کے نام

(۱)

اورنگ آباد (دکن)

۲۸ر جون ۱۹۲۹ء

مخدوم و مکرم بندہ!

تسلیم۔ دونوں غزلیں پہنچیں۔ اس لطف خاص اور یاد آوری کا تہ دل سے شکر ادا کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف ردیف اور قافیے ہی کے اعتبار سے انہیں غزلیں کہہ سکتے ہیں ورنہ نہایت عمدہ مسلسل نظمیں ہیں۔ آپ نے خوب کیا کہ غزل گوؤں کو ایک اور رستہ سجھا دیا۔ اب کے میرا ارادہ کوئٹے جانے کا تھا سب انتظام بھی کر لیا تھا مگر دو ایک کام ایسے آ پڑے کہ میرا یہاں سے کہیں جانا ممکن نہ تھا۔

دونوں نظمیں چھپنے کے لئے دے دی ہیں۔ جولائی کے نمبر میں شائع ہوں گی۔

نیاز مند

عبدالحق

(۲)

حیدر آباد (دکن)

۱۲ر اپریل ۱۹۳۸ء

شفیق و مکرم و مخدوم بندہ!

تسلیم۔ معافی چاہتا ہوں کہ بہت دنوں کے بعد یہ عریضہ آپ کی خدمت میں لکھ رہا ہوں۔ کچھ روز ناگپور، الہ آباد، پٹنہ وغیرہ کے سفر میں صرف ہوئے اور آنے کے بعد ایسا مصروف رہا کہ آپ کو لکھنے کی نوبت نہ آئی۔

اب میں ۱۴ر اپریل کو کلکتے جا رہا ہوں۔ وہاں بنگالیوں سے اردو کی اشاعت وغیرہ کے متعلق گفتگو کرنی ہے۔ وہاں چند روز قیام کرکے سیانگ چلا جاؤں گا۔ یہ مقام نہایت پر فضا ہے۔ اگر آپ بھی تشریف لائیں تو زہے سعادت۔ وہاں آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ دار جیلنگ بھی قریب ہے اور ہر قسم کی آسانیاں موجود ہیں۔ آپ کی صحت کو بھی فائدہ ہو گا۔

اڑھائی سو ڈرافٹ بذریعہ سنٹرل بنک بھیج رہا ہوں اس میں ۱۵۰ جگ بیتی کے اور ۱۰۰ لغت کی نظر ثانی کے۔

یہاں کا معاملہ طے ہو گیا۔ نظام گورنمنٹ نے پینتالیس ہزار سالانہ چھ برس کے لئے بطور امداد منظور کئے ہیں۔ اب میں ستمبر کے آخر یا اکتوبر کے شروع میں دلی چلا جاؤں گا۔ آپ کو وہاں آکر میرے ساتھ رہنا ہو گا۔ فی الحال کرایہ کا مکان تلاش کر

رہا ہوں۔

اگر آپ سیانگ آ جائیں تو بہت ہی اچھا ہو۔

جواب کا منتظر

عبدالحق

(۳)

دریا گنج، دہلی

۳۱ر جولائی ۱۹۴۶ء

مخدوم و محترم!

آداب۔ ایک مہینے کے بعد پرسوں حیدر آباد سے واپس آیا۔ وہاں انجمن کی عمارت کے لئے امداد کی درخواست لے کر گیا تھا۔ حالات ایسے ناسازگار تھے کہ کچھ کر نہ سکا اور اب تو ہمارے مہربان صدر اعظم ہو کر آ رہے ہیں۔ حالات کا انتظار کر رہا ہوں۔ اگر کوئی صورت نظر آئی تو ایک کوشش پھر کروں گا۔

رستے میں ایک دن کے لئے بھوپال بھی ٹھہر گیا تھا۔ وہاں کے صاحبان اقتدار نے یہ رائے دی کہ امداد کے متعلق ایک خط سرتیج بہادر سپرو سے نواب صاحب کے نام لکھوا کر بھیج دو اس کے آنے پر پوری تائید کی کوشش کی جائے گی اس لئے ۶ر اگست کو الہ آباد جاؤں گا۔

آپ کا خط جو میری غیر حاضری میں آیا تھا مجھے اب ملا۔ اس میں آپ نے اپنے مزاج کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ امید ہے کہ اب قرین صحت ہو گی۔ ازراہ کرم مفصل کیفیت سے مطلع فرمایئے۔

نیازمند

عبدالحق

(۴)

دریا گنج، دہلی

۳۰ر اگست ۱۹۴۶ء

مخدوم و مکرم مد ظلہ!

تسلیم۔ بہت انتظار کے بعد کل آپ کا گرامی نامہ ملا۔ الہ آباد گیا تھا۔ سرتیج بہادر سپرو سے نواب صاحب بھوپال کے نام خط لکھوا کر بھجوا دیا۔ اس ہفتے عبدالرحمان صدیقی کلکتہ سے آ گئے تھے۔ پرسوں میں نے بھوپال بھیجا ہے کہ وزرائے متعلقہ اور نواب صاحب سے مل کر اس کاروائی کی منظوری کی کوئی صورت نکالیں۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ صدیقی صاحب آئیں تو آپ

کو اطلاع دوں گا کہ کیا ہوا؟

اس سے بے حد مسرت ہوئی کہ آپ نے آخر ستمبر یا شروع اکتوبر میں دہلی آنے کا ارادہ فرمالیا ہے۔ انشاء اللہ اس وقت تک کامل صحت ہو جائے گی اور ہمیں سالہا سال آپ کی صحبت سے مستفید ہونے کا موقع ملے گا۔

خادم

عبدالحق

سپرو صاحب کی صحت اچھی نہیں۔ گھٹنوں میں درد اور تلووں میں جلن رہتی ہے۔ اٹھنے بیٹھنے سے معذور ہیں آدمی اٹھاتا بٹھاتا ہے۔ ویسے بالکل تندرست ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت افسوس اور صدمہ ہوا۔

(۵)

دریاگنج، دہلی

۱۶ر ستمبر ۱۹۴۶ء

مخدوم و محترم زاد عنایتہ!

تسلیم۔ گرامی نامہ پہنچا۔ پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ خدا کرے ڈاکٹر نیکی کی جون میں ہو اور دلی آنے کی اجازت دے دے۔ میں نے وہی کیا ہے جو آپ نے لکھا ہے۔ عرضداشت سر تیج بہادر سپرو کی طرف سے ہے۔ اب وہ ایک خط سر..... کو بھی لکھنے والے ہیں۔ میں نے اس معاملے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا اور نہ کچھ کرنے کا ارادہ ہے۔ سالانہ امداد بند کرنا چاہتا ہے شوق سے بند کر دے۔ اللہ مالک ہے۔ اب آپ تشریف لائیں گے تو سب حال زبانی عرض کروں گا۔

۱۹ر ستمبر کو کان پور جا رہا ہوں۔ حلیم کالج میں یوم اردو ہے۔ حافظ صدیق اس کے صدر ہیں۔ پرنسپل نے امید دلائی ہے کہ اس جلسے میں کوشش کی جائے گی کہ حافظ جی اپنا وعدہ ایفا کریں۔ اگرچہ امید کم ہے لیکن جاؤں گا شاید قسمت یاوری کرے۔

۲۴ر ستمبر کو حیدر آباد سندھ جا رہا ہوں۔ اردو کانفرنس ہے۔ کاش آپ کی طبیعت اچھی ہوتی تو آپ کو ساتھ لے چلتا۔ وہاں کے بعض اصحاب نے امداد کا قطعی وعدہ کیا ہے۔

موجودہ حالات میں فی الحال روپیہ مہیا کرنے کے لئے بعض ایسی ہی صورت اختیار کرنی پڑیں گی۔ حیدر آباد اور کراچی میں آٹھ دس روز لگ جائیں گے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۶)

۱۔ دریا گنج، دہلی

۲۰ر اکتوبر ۱۹۴۶ء

مخدوم و مکرم!

تسلیم۔ گرامی نامہ پہنچا میں خط لکھنے والا ہی تھا اور یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ آپ کب تشریف لائیں گے۔ رفیق نے پرسوں مجھ سے کہا کہ آپ آج کل تشریف لانے والے ہیں۔ آپ کے ڈاکٹر غیر معمولی محتاط معلوم ہوتے ہیں۔ بات اپریل پر جاپڑی۔ اپریل بہت دور ہے۔ ہم سب خوش تھے کہ آپ اس مہینے آجائیں گے مگر اس خط سے اتنی ہی مایوس ہوئی خدائے تعالیٰ آپ کو کامل صحت عطا فرمائے۔

پرسوں کانپور جا رہا ہوں۔ وہاں ۲۳ر کو اردو کانفرنس ہے۔ حافظ محمد صدیق نے پندرہ ہزار دینے کا وعدہ کیا ہے۔ وہی اس کانفرنس کے صدر ہوں گے۔ دیکھیں وعدہ وفا کرتے ہیں یا نہیں۔

کراچی کی کانفرنس اچھی رہی۔ اچھی اس اعتبار سے کہ جو کام وہاں چاہتے تھے وہ انجام پا گئے۔ عمارت فنڈ کے لئے بھی اچھی رقم ملنے کی توقع ہے۔

حیدر آباد میں ..... انتقام پر تلا ہوا ہے اور بہانے ڈھونڈھ رہا ہے۔

کل ہی نہال احمد صاحب کا خط آیا۔ آپ کا حال دریافت کیا ہے۔ آج ان کو لکھ رہا ہوں۔

باقی حالات بدستور ہیں۔

نیاز مند

عبدالحق

(۷)

دریا گنج، دہلی

۳ر نومبر ۱۹۴۶ء

مخدوم بندہ نواز!

ابھی محمود احمد اور حسن شاہ (فرزندان محمد عمر) کا خط آیا کہ "صاحبزادہ محمد عمر ۳۰ر اکتوبر کو بوقت صبح پانچ بجے اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے رحلت فرما گئے۔" جسے پڑھ کر مجھے سخت قلق ہوا اور آپ کو اس خبر سے رنج و ملال ہو گا۔ بہت خوب آدمی تھے۔ اردو کے بڑے حامی اور اچھے مولف۔ آپ کے خاص عقید تمندوں اور قدردانوں میں سے تھے۔ ان کے فرزندوں کو آپ کا پتہ معلوم نہیں تھا اس لئے مجھے لکھا ہے کہ آپ کو اطلاع کر دوں۔

خادم عبدالحق

(۸)

دریا گنج، دہلی

۲۹ر نومبر ۱۹۴۶ء

مخدوم بندہ مد ظلہ!

تسلیم۔ میں حیدر آباد چلا گیا تھا۔ واپس ہوئے تین روز ہوئے۔ عنایت نامہ ملا خدا کا شکر ہے کہ آپ کی حالت رو بہ صحت ہے حیدر آباد کے حالات اچھے نہیں۔ صاحب انتقام پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ تو نہیں کہ فوراً امداد بند کر دیں لیکن وہ ایسی پابندیاں اور شرائط عائد کر دیں گے جو ناقابل قبول ہوں جس کا مطلب یہی ہو گا کہ امداد بند کر دی جائے۔ وہ انجمن پر تحقیقاتی کمیٹی بھی مقرر کرنے والے ہیں اور اس میں ایسے اشخاص رکھیں گے جو ان کے منشا کو پورا کریں۔

گورنمنٹ میں امداد کی درخواست پیش کی تھی۔ اس کی حالت بھی امید افزا نہیں معلوم ہوتی۔ سرجان سارجنٹ رخصت پر ہیں وہ ہوتے تو کامیابی کی توقع تھی۔ اب توقع کم ہے۔ انجمن سب کی نظروں میں کھٹکتی ہے۔

سپرو صاحب کو کیا لکھوں۔ بار بار انہیں زحمت دیتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ وہ لکھیں گے تو..... فرمادیں گے میں امداد بند کرنا نہیں چاہتا میں تو اس کی اصلاح چاہتا ہوں۔ آپ یہاں ہوتے یا آپ کی صحت اچھی ہوتی تو آپ سے درخواست کرتا کہ الہ آباد جا کر سپرو صاحب سے ملتے اور ان سے لکھواتے۔ کم سے کم (اگر ممکن ہو) تو ایک خط تو ان کو لکھ بھیجئے۔ صدیقی صاحب کو بھی لکھتا ہوں کہ وہ ان سے ملیں۔

اب ایک تمنا ہے کہ خدا آپ کو کامل صحت عطا فرمائے اور آپ پھر یہاں آجائیں۔

خادم عبدالحق

(۹)

دریا گنج، دہلی

۲۰ر دسمبر ۱۹۴۶ء

مخدوم بندہ مد ظلہ!

تسلیم۔ عنایت نامہ پہنچا۔ بہادر سپرو نے سر..... کو دو خط لکھے۔ بہت دنوں کے بعد جو جواب دیا وہ بہت معمولی اور ناقابل اطمینان تھا۔ میں کل الہ آباد جا رہا ہوں تاکہ سرتیج بہادر کو سب معاملہ سمجھا دوں۔ وہ ضرور کچھ نہ کچھ کریں گے۔

اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ موسم سرما کے بعد دہلی تشریف لے آئیں گے۔ ہاشمی صاحب اور عبدالرحمان صدیقی بہت بہت سلام کہتے ہیں۔

نیاز مند عبدالحق

سید حاذق علی کے نام

مکرمی سید حاذق علی صاحب۔ تسلیم

آپ کا خط مجھے پہنچ گیا تھا۔ آپ نے حیدر آباد میں اردو کے کام کے متعلق جو امید دلائی ہے۔ اس سے مجھے بہت مسرت ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ جب آپ جیسے مستعد اور ہمدرد شخص اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں گے تو ضرور کامیابی ہو گی۔

آپ نے حیدر آباد میں اردو کالج کے قیام کے متعلق جو خیال ظاہر فرمایا ہے وہ ہر لحاظ سے قابل قدر اور لائق عمل ہے اس کے متعلق میرا وائس چانسلر کو لکھنا اس وقت کچھ کارگر نہ ہو گا۔ اس کی موثر صورت یہ ہونی چاہیئے کہ آپ وہاں کی دوسری جماعتوں اور انجمنوں کے اتحاد سے حیدر آباد میں اردو کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام کریں۔ میں نے اس بارے میں سعید مبارک علی شاہ کو بھی لکھا ہے۔ ان سے آپ ضرور مشورہ کریں اور اس کانفرنس میں بالاتفاق ایک قرارداد اردو کالج کے قیام کی منظور کی جائے۔ کانفرنس کے اختتام کے بعد ہم ایک وفد لے کر وائس چانسلر کی خدمت میں حاضر ہوں اور یہ قرار داد پیش کرکے ان سے قیام کالج کے لئے امداد کے طالب ہوں۔ یہ طریقہ بہت زیادہ موثر اور کارگر ہوگا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ کانفرنس کا انعقاد سب جماعتوں کے مشورے اور اتفاق سے عمل میں آئے یہ بہت ضروری ہے۔ چونکہ یہ قومی خدمت ہے اور قوم کا کام ہے۔ اس لئے سب کا اتفاق سے کام کرنا لازم ہے۔ اگر باہم کامل اتفاق نہ ہو گا تو کامیابی مشتبہ رہے گی۔

اس کے متعلق آپ مجھے اپنی رائے سے مطلع فرمایئے۔

خیر طلب

عبدالحق

اے بی اے حلیم کے نام

(۱)

۸ر مئی ۱۹۵۱ء

مکرمی

میں نے عزت ماب مسٹر فضل الرحمان کو جو خط لکھا ہے اس کی نقل اس کے ساتھ ملفوف ہے۔ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ دفعہ ۱۶ (ا) XVI کے تحت انجمن کو نیابت دی جائے۔ تقسیم سے قبل دہلی یونیورسٹی کے کورٹ میں انجمن کو دو نشستیں دی گئی تھیں اور سنڈیکیٹ میں ایک نشست۔ کم سے کم اتنی نشستیں کراچی یونیورسٹی میں بھی انجمن کے لئے مختص ہونی چاہئیں کیونکہ زبان کے متعلق بہت اہم سوالات یونیورسٹی کو حل کرنا ہوں گے۔ انجمن کی نیابت کی حیثیت بالکل علیحدہ ہے اور یہ نیابت دفعہ ۱۶ (ا) XVIII کے تحت کسی خاص شخص کی نامزدگی سے پوری نہیں ہو سکتی۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس سلسلے میں اپنی خاص توجہ مبذول فرمائیں گے اور انجمن کو شکریہ کا موقع دیں گے۔ والسلام

خاکسار

عبدالحق

(۲)

۱۳ر ستمبر ۱۹۵۵ء

جناب مکرم۔ تسلیم

اردو خواتین کالج کی درخواست کی ایک نقل حسب ارشاد اس خط کے ساتھ منسلک ہے۔

یہ درخواست ہمارے دفتر سے ۳۱ر اگست کو رجسٹرار صاحب کے نام بھیجی گئی تھی جو اسی دن رجسٹرار صاحب کے دفتر میں وصول کرلی گئی تھی۔

عبدالحق

حمایت علی شاعر کے نام

اردو روڈ۔ کراچی

مورخہ ۱۲ر اگست ۱۹۵۱ء

عزیز من حمایت علی شاعر سلمہ اللہ تعالی

حال میں جو نظم تم نے میرے لئے لکھی ہے وہ میں نے یہاں کے ایک اردو اخبار میں پڑھی۔ اگر یہ نہ سمجھا جائے کہ اس نظم کی تعریف کے پردے میں میں اپنی تعریف کر رہاہوں۔ تو تم کو دل سے مبارک باد دیتا ہوں کہ تم نے ایسی پاکیزہ اور خوبصورت نظم لکھ کر اپنے لئے ایک مقام پیدا کر لیا ہے۔ اپنے خیال کے ادا کرنے کا جو پیرایہ اختیار کیا ہے اور جن لفظوں میں اسے ادا کیا ہے وہ بلا شبہ قابل تعریف ہے۔ جس کسی نے یہ نظم پڑھی بے ساختہ تعریف کی۔ خلوص و محبت اس کی جان ہے اور خلوص و محبت ہی ایسی نظم لکھوا سکتی ہے۔

تم نے آخری مصرع میں جس دل سے مجھے دعا دی ہے اس کا شکریہ کیونکر ادا کروں۔ میں بہت جیا' اب زیادہ جینے کی ہوس نہیں۔ جی چاہتا ہے کہ وہی مصرع "اسے" کی جگہ "تجھے" لکھ کر تمہیں لکھ بھیجوں۔ پر اس میں تمہارا کیا بھلا ہو گا۔ مشکل سے دو چار سال ملیں گے۔ مگر کیا تعجب کہ یہی دو چار سال تمہارے کمال کے دن ہوں۔ اللہ تعالی تمہیں سالہا سال زندہ و سلامت اور خوش رکھے کہ تم اس سے بہتر نظمیں لکھو اور کمال حاصل کرو۔

خیر طلب

عبدالحق

میں یہ لکھ ہی رہا تھا کہ ایک صاحب کا خط آیا' جس میں انہوں نے تمہاری اس نظم کی بہت تعریف لکھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں "ادبی و فنی اعتبار کے علاوہ صحیح و تعمیری جذبات سے لبریز ہے۔ آخری مصرع میں ان کی تمنا ان کے خلوص کی دلیل ہے مگر اس نظم کا یہ مصرع کہ "اور اس کی بزم کا ہر نغمہ گر ہے مہر بلب" بڑی حد تک قابل غور ہے۔"

حمیدہ اختر کے نام

(۱)

بہادر منزل۔ سیف آباد

حیدر آباد دکن

۲۶؍ جولائی ۱۹۳۵ء

عزیزی سلمہا

میں نے پرسوں اردو کے دو رسالے بھیجے تھے پہنچے ہوں گے۔ ان میں دو ایک مضمون تمہارے پڑھنے کے قابل ہیں۔ مجھے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی کہ تم تعلیمی ترقی اور اپنے معلومات کے بڑھانے میں بڑی کوشش کرتی ہو۔ یہ بہت خوب ہے لیکن اپنی صحت کا بھی خیال رکھنا چاہئے صحت بہت بڑی نعمت ہے۔

یوں تو تم میں ماشاء اللہ بہت سی خوبیاں ہیں لیکن سب سے بڑی خوبی جو مجھے پسند آئی وہ یہ ہے کہ تم کھانا بہت اچھا پکاتی ہو مجھے کھانے کا بہت شوق ہے اور شائد آخر عمر میں سب ہی کو ہو جاتا ہے اس لئے میں اس دن کا منتظر ہوں کہ تم اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر کھلاؤ۔ اس وقت میں سمجھوں گا کہ جو میں نے سنا تھا وہ ٹھیک تھا۔ آج کل لڑکیاں کتابیں تو فرفر پڑھ لیتی ہیں اور امتحانوں میں بھی کامیاب ہو جاتی ہیں لیکن بہت سے ایسے ہنر جن پر ان کی صحت اور مسرت کا دارومدار ہے ان سے محروم رہ جاتی ہیں جب میں نے یہ سنا کہ تم ایسی نہیں ہو تو مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

اختر سلمہ' کو دو ایک روز کے لئے بخار آگیا تھا۔ انہیں جب بخار آتا ہے تو بہت واویلا مچاتے ہیں۔ طرح طرح فیل کرتے ہیں۔ اب بالکل اچھے ہی نہیں بلکہ خوب تنومند ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ تمہاری طبیعت قرین صحت ہو گی۔

تمہارا خیر طلب

عبدالحق

(۲)

نادر منزل۔ سیف آباد

حیدر آباد دکن

۱۱؍ اگست ۱۹۳۵

عزیزی سلمک۔ تمہارا خط پہنچا جسے پڑھ کر اور تمہارے خیالات معلوم کرکے بیحد خوشی ہوئی۔ خدا تمہیں اچھا رکھے اور اس سے زیادہ روشن دماغی عطا کرے۔ تعلیم نسواں کی حالت ہمارے ملک میں بہت قابل اصلاح ہے اور تم نے جو کچھ لکھا ہے

وہ حرف بحرف صحیح ہے۔

یہاں سے چند کتابیں تمہارے مطالعہ کے لئے بھیجی گئی تھیں۔ امید ہے کہ پہنچی ہوں گی۔

تمہارے والد وہاں ہوں تو میرا بہت بہت سلام پہنچا دینا۔

تمہارا خیر طلب

عبدالحق

(۳)

نئی دہلی

یکم فروری ۳۹ء

عزیزی سلمہا۔

میں ابھی لاہور سے واپس آیا ہوں۔ تمہارا خط ملا۔ میں نے نذر الاسلام کی کتاب سرسری طور سے دیکھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کی اکثر نظمیں اس سے قبل بار بار طبع ہو چکی ہیں۔ نئی نظمیں صرف چند ہیں۔ اگر میں اس صورت اپنی کمیٹی کے سامنے پیش کروں گا تو وہ فی صفحہ ایک روپیہ پر بھی مشکل سے راضی ہو گے۔ اس لئے دو روپیہ بہت کافی معاوضہ ہے۔ میں نے اختر کو بھی لکھا ہے۔ اگر وہ اس پر رضامند ہوں تو رقم فوراً ادا کر دوں گا۔

یہ کامران اختر کہاں سے آ گئے۔ مجھے تو اس کی مطلق اطلاع نہ تھی۔ نہ تو تم نے ذکر کیا اور نہ اختر نے کبھی لکھا۔ میں جگہ جگہ مارا مارا پھر رہا ہوں۔ کہیں چین سے رہنا نصیب نہیں ہوتا اور کام کا وہ ہجوم ہے کہ کسی طرح نمٹائے نہیں نمٹتا۔ میں ۴ر فروری کو شریک نہیں ہو سکتا۔ ابھی آیا ہوں اور کام بہت زیادہ ہے۔ ۱۲ر فروری کو مجھے لکھنؤ پہنچنا ہے وہاں جاتے ہوئے ۱۱ر کو کچھ دیر ٹھہر سکتا ہوں۔ اس کے سوا کوئی وقت نہیں کیونکہ ۱۲ر کے بعد مجھے پنجاب کا دور کرنا ہے۔ کامران کو بہت بہت دعا اور پیار۔

فقط عبدالحق

(۴)

نئی دہلی

۸ر فروری ۳۹ء

عزیز من۔ تسلیم

تمہارا خط پہنچا۔ جو تم نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ پہلے ایسا ہی ہوتا تھا۔ لیکن دہلی سے آنے سے قبل انجمن کے ڈائرکٹروں کی ہدایت کے بموجب ایک سب کمیٹی نے از سر نو کل معاملات کی تنظیم کی اور اس کے قواعد مرتب کر دیے گئے۔ اس وقت

سے اسی کے مطابق برابر کام ہو رہا ہے۔ چنانچہ اختر نے چند روز قبل جو کام بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ اصل کتاب کے صفحے بھی درج کر دیے تھے۔ اسی کے مطابق حساب کرکے انہیں رقم روانہ کر دی گئی۔ انجمن میری ملک نہیں ہے کہ جو چاہوں کروں۔ مجھے ان ہدایتوں کی تعمیل کرنی پڑتی ہے جو کمیٹی نے بنا دی ہیں۔ اس میں خفا ہونے کی بات نہیں۔ میں اس میں مجبور ہوں۔ کیونکہ میں بھی تو مجلس نظما کے سامنے جوابدہ ہوں۔

اگر اختر ان نظموں کے ساتھ اصل کتاب کے صفحے لکھ بھیجتے۔ جیسا کہ انہوں نے "گورکی" کی کتاب کے صفحے لکھ بھیجے ہیں، تو فوراً" حساب کرکے رقم ادا کر دی جاتی۔ اب دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ انجمن کی تقطیع پر جو کتابیں عام طور پر چھپتی ہیں ان کا حساب کرکے رقم دی جائے۔ مسودے کے صفحوں پر سے حساب نہیں ہو سکتا۔ کسی کے مسودے میں تیس تیس چالیس چالیس سطریں ہوتی ہیں اور کسی کے مسودے میں دس بارہ۔ اس طرح مسودوں پر سے حساب کیا جائے تو ناانصافی ہوتی ہے۔ ہمیں رجسٹر میں صفحے اور معاوضہ دونوں درج کرنے پڑتے ہیں۔

اگر تم اصل کتاب بھیج دو تو اسی پر حساب کرکے رقم روانہ کر دوں گا۔ ورنہ پرسوں حساب کرکے رقم بھیج دی جائے گی۔ بعد میں کمی بیشی کا حساب کر لیا جائے گا۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

خانگی تعلقات اور چیز ہیں اور کاروباری معاملات دوسری چیز۔ ان دونوں کو گڈمڈ نہیں کرنا چاہیے۔ اب انجمن کا ہر شعبہ الگ الگ کر دیا گیا ہے اور اس کا انتظام اسی طرح ہو گیا ہے جیسا ایک کمپنی یا دکان کا ہوتا ہے۔ کسی کو اس میں خفا ہونے کی وجہ نہیں ہے۔

کامران کو بہت بہت پیار اور دعا

خیر طلب عبدالحق

(۵)

۲۴ ہارڈنگ اے وینیو

نئی دہلی

۱۰ر فروری ۱۹۳۹ء

عزیز من سلمہا

اس وقت دو سو روپے کا چیک بھیجتا ہوں تاکہ تمہیں تکلیف نہ ہو۔ صفحات کے حساب کے بعد کمی بیشی بعد میں دیکھ لی جائے گی۔ میں آج لکھنؤ جا رہا ہوں۔ امید ہے تم سب خیریت سے ہو گے۔

کامران اختر کو پیار اور دعا

عبدالحق

اس رقم کی رسید ٹکٹ چسپاں کر کے ضرور بھیج دینا۔

(۶)

سری نگر کشمیر

عزیزی سلمہا۔

تمہارا خط دہلی سے ہوتا ہوا یہاں پہنچا۔ اختر کا ایک خط ۲۳ر اگست کا لکھا ہوا پہنچا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ سوئزرلینڈ سے واپس آگیا ہوں اور ترجمہ کی قسط آئندہ ہفتے بھیجوں گا۔ اس کے بعد ایک تار آیا جس سے معلوم ہوا کہ جو روپیہ میں نے سوئزرلینڈ کے پتے سے بھیجا تھا وہ وہیں رہ گیا' ان کو نہیں ملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کا اعلان ہو گیا تھا اور وہ رقم وہیں روک لی گئی اور پیرس نہیں بھیجی گئی۔ اس کے بعد سے کوئی خط نہیں آیا۔ جس سے تشویش ہے۔ روز انتظار کرتا ہوں۔ فرانس جنگ میں شریک ہے۔ شائد اس لئے خط و کتابت میں دقت ہے اور جس جہاز میں خط تھا وہ ڈبو دیا گیا ہے' کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کچھ دن اور صبر کرنا چاہئے' شائد کوئی خط آجائے۔

میں آخر اکتوبر تک دہلی پہنچ جاؤں گا۔

دعاگو عبدالحق

(۷)

۱۵ر مئی ۱۹۳۶ء

عزیزی سلمہا۔

تمہارا خط پہنچا۔ اس سے خوشی ہوئی کہ تمہاری صحت اب اچھی ہے۔ میں متواتر سفر میں رہا۔ ۱۰ر مئی سے ہم اورنگ آباد آگئے۔ محبوب اور نور الٰہی بھی ہمارے ساتھ آئے۔ نور الٰہی کے دشمن بہت ہو گئے ہیں۔ آخر اس روز جب تمہارا خط پہنچا اسے وطن واپس کر دیا گیا۔ میاں اختر کسی طرح اس کے رکھنے پر راضی نہیں ہوتے تھے اور زبردستی اسے بھیج دیا۔ محبوب کی ہر وقت تعریف ہوتی ہے۔

تم ضرور جاؤ۔ وہ بہت اچھا مقام ہے وہاں رہ کر تمہاری صحت اور اچھی ہو جائے گی۔ اور تم ہٹی کٹی ہو کر آؤ گی۔ تمہارے والد کو ایسی کیا مصروفیت ہے رخصت لے کر آئے ہیں۔ کچھ دنوں آرام کرنا چاہئے ایسی شدت کی گرمی میں انہیں کیا سوجھی ہے۔ آخر یہ نیا کام ایسا کون سا آگیا ہے۔ بلیاں اور بلاؤ یہاں بہت ستاتے ہیں۔

کل یہاں ایک چھینٹا پڑ گیا۔ اس سے امن ہو گیا۔ ورنہ گرمی یہاں بھی اچھی خاصی تھی۔

عبدالحق

خان فضل محمد خان کے نام

جناب مخدوم بندہ تسلیم

تیر کے مہینے میں آپ کے سررشتہ میں بہت کچھ ردوبدل ہو گا۔ اس میں شیخ چاند صاحب کا ضرور خیال رکھئے گا۔ اگر کوئی صورت ایسی نکل آئے کہ ان کا تقرر بلدۂ حیدر آباد یا اورنگ آباد میں ہو سکے تو میں نہایت ممنون ہوں گا۔ کیونکہ ایسی حالت میں وہ میرا بھی تھوڑا بہت کام کرتے رہیں گے اور مجھے اپنے کام میں بہت سہولت ہو جائے گی۔

نیاز مند

عبدالحق

(۳۰ اپریل ۳۶ء)

سید خورشید علی کے نام

حیدر آباد دکن

۲۶ر جولائی سنہ ۱۹۰۸ء

شفیقی و مکرمی!

میں آپ کو اس وقت دو ضرورتوں سے خط لکھ رہا ہوں۔ ایک اورنگ زیب کے خطوط کی نقل کے لئے جس کی نسبت مولوی محمد اختر صاحب بھی کہہ چکے ہیں اور اب میں بہ التجا و بہ تاکید آپ کو کہتا ہوں کہ آپ اپنے زمانہ قیام مدراس میں میرے لئے اس کی نقل کرواتے لائیے۔ جو خرچ ہو گا میں بخوشی دینے کو تیار ہوں اور جب آپ کہیں بھجوا دوں' اور اگر آپ کا آنا جلد ہو اور اپنے سامنے اس کی نقل نہ لے سکیں تو براہ کرم روانگی سے قبل کوئی ایسا انتظام کرتے آیئے کہ بعد میں اس کتاب کی نقل ہو جائے اور آپ کے یا میرے پاس پہنچ جائے۔

دوسری تکلیف میں آپ کو یہ دیتا ہوں کہ آپ براہ کرم (Higgangbotham and Co.) کتب فروش کی دکان پر جایئے اور وہاں (International Geography) انٹر نیشنل جیوگریفی' ایک کتاب مانگ کر دیکھئے۔ اس کتاب کو (۷۰) مصنفوں نے تالیف کیا ہے اور دس گیارہ روپے قیمت ہے۔ لیکن اس سے زیادہ مجھے اس کی حالت معلوم نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ خریدنے سے پہلے اس کی تفصیلی حالت دریافت کر لوں۔ آپ ملاحظہ کرکے مجھے یہ تحریر کیجئے کہ کس قدر ضخیم ہے۔ دنیا کے کس کس حصہ پر لکھا ہے' ترتیب کیسی ہے' اور جس شہر یا ملک کا حال لکھا ہے اس میں سب باتیں آ گئیں یا نہیں' اور کون کون سے چیپٹر یا باب قائم کئے ہیں۔ غرض تفصیلی حال لکھئے' اور کسی ایسے شہر یا ملک کا حال نکال کر دیکھئے جس سے آپ پہلے سے واقف ہوں تاکہ آپ اندازہ کر سکیں کہ وہ کہاں تک لکھتا ہے۔

اس خط کا جواب آپ مجھے بہت جلد عنایت فرمائیں۔

نیاز مند

عبدالحق

ڈاکٹر داؤد رہبر کے نام

(۱)

کراچی

۲۲ جون ۱۹۵۴ء

عزیز من سلمہ، کئی روز سے ارادہ کر رہا تھا کہ تمہیں خط لکھوں کہ کل تمہارا ہی خط آگیا۔ اسے پڑھ کر مجھے افسوس بھی ہوا اور کسی قدر مسرت بھی۔ لاہور والوں کی ذہنیت کو میں خوب سمجھتا ہوں۔ اس زمانے میں مجھے ان سے بہت کچھ سابقہ پڑا ہے۔ بیشک تمہارا سب سے بڑا "قصور" یہ ہے کہ تم .... نہیں مجھے .... سے ایک صاحب نے لکھا کہ یہاں کے اخبار اور نام و نمود کے لوگ اور اہل ادب اگرچہ اردو اور انجمن ترقی اردو کو اچھا سمجھتے ہیں لیکن آپ سے للہی بغض ہے اور آپ کے اور انجمن کے کارناموں کا ذکر اچھائی سے نہیں کرتے اور نہ اخباروں میں آنے دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ .... نہیں ہیں۔ پاکستان کی سب سے پہلی برکت یہ ہے۔ میں تم سے کیا کہوں کہ اس زمانے میں کیا کیا تماشے دیکھنے میں آئے ہیں۔ تم کو یہ سن کر تعجب ہو گا کہ .... زبان کا رزولیوشن کسی .... نے پیش نہیں کیا تھا۔ یہ سعادت ایک .... بزرگ کے حصے میں آئی۔ ملک فیروز خان نے پیش کیا اور بیگم شاہ نواز، شیخ صادق حسین، خلیل الرحمان، افتخار الدین، دولتانہ وغیرہ نے تائید کی ان .... کو کچھ بھی خیال نہ آیا کہ یہ کیا کر رہے ہیں یہ بڑی لمبی داستان ہے۔ خط میں اس کی گنجائش نہیں۔ کبھی ملاقات ہوئی تو سناؤں گا۔ امید ہے کہ تم اور بیوی بچے سب بہ خیر و عافیت ہوں گے۔ پہلے تم نے ان کو انگلستان کی سیر کرائی۔ اب کنیڈا لے جا رہے ہو۔ کیا ان کی قسمت میں جلاوطنی لکھی ہے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۲)

۵ فروری ۱۹۵۵ء

مکرمی محمد داؤد صاحب۔ السلام علیکم

آپ کا خط پہنچا۔ انجمن ہر شخص کی کتاب شائع کر سکتی ہے بشرطیکہ کتاب ادبی یا علمی لحاظ سے قابل قبول ہو۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے وسیع مطالعہ اور محنت کے بعد اصول قانون پر ایک کتاب لکھی ہے۔ براہ کرم اس کے مطبوعہ جز اور اگر ممکن ہو تو پورا مسودہ بھیج دیجیے۔ اسے انجمن کی ادبی مجلس میں پیش کیا جائے گا۔ اگر کتاب قابل اشاعت سمجھی گئی تو انجمن اس کی اشاعت کا مناسب انتظام کر دے گی۔ اردو میں ایسی کتاب کی ضرورت مسلم ہے۔

مخلص عبدالحق

(۳)

کراچی

(غیر مورخہ لیکن ۱۹۵۷ء میں انقرہ میں موصول ہوا)

عزیز من سلمہ، تمہارا خط پہنچا اردو کے لئے جو کام تم وہاں کر رہے ہو وہ قومی خدمت ہے، اس کے لئے جو ایثار بھی تم کرو گے وہ داخل ثواب ہو گا۔ تم نے کمال کیا کہ اتنی جلدی تم نے ترکی زبان میں اس قدر مہارت حاصل کرلی کہ اردو کا درس بغیر امداد ترجمان دینے لگے۔

اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ترکوں کو اردو زبان سے بہت الفت ہے۔ اب چند ترک ایسے تیار کردو کہ وہ اردو میں بخوبی لکھنے پڑھنے لگیں اور ہم کسی روز ان کی تحریر قومی زبان میں شائع کریں۔

تعجب ہے کہ تم کو میرا خط اور قومی زبان کا وہ پرچہ نہیں پہنچا، یکم نومبر کے پرچے میں وہ تصویر تمہارے نوٹ کے ساتھ چھپی تھی اور اس پرچے میں تمہارا پورا خط شائع کر دیا تھا جو تم نے مجھے لکھا تھا۔ اب دوبارہ قومی زبان کے دو پرچے بھیج رہا ہوں۔ وصول سے مطلع کرنا۔ بچوں اور بیوی کو دعا و سلام۔

خیر طلب

عبدالحق

(۴)

انقرہ یونیورسٹی کے اردو طلبہ کے نام ایک پیغام

مورخہ ۲۲ جون ۱۹۵۷ء

میں ترک طالب علموں کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اردو زبان سیکھنے کا عزم کیا ہے۔ پاکستانیوں اور ترکوں میں قدیم سے مذہبی اور تہذیبی رشتہ موجود ہے۔ زبان کو انسانی تہذیب میں بڑی اہمیت حاصل ہے، اردو زبان سیکھنے سے یہ رشتہ اور زیادہ مضبوط اور قوی ہو جائے گا کسی زبان کے سیکھنے سے اس زبان والوں سے خودبخود انس ہونے لگتا ہے۔ ہم زبانی سے ہم خیالی پیدا ہوتی ہے اور ہم خیالی اتحاد کی بنیاد استوار کرتی ہے۔ یہ زبان جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ترکی سے اجنبی نہیں ترکی زبان کے بہت سے لفظ ہماری زبان میں مروج ہیں۔ ہمارا فن حرب خاص کر اس کا رہین منت ہے۔ قدیم شاہی دربار اور عہدوں کے الفاظ اکثر ترکی تھے اور بہت سے کھانوں کے نام اب بھی ترکی ہیں۔ ہماری زبان میں "رومی" کے کئی معنے ہیں اور

یہ قدیم رشتے کو یاد دلاتا ہے۔ پاکستانیوں کو ترکوں سے جو محبت ہے اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاریخ اس کی شاہد ہے۔ اردو زبان کے سیکھنے سے اس محبت میں ایک نئی تازگی اور شگفتگی پیدا ہو جائے گی۔ اگرچہ اردو نو عمر زبان ہے لیکن اس نے قلیل عرصے میں حیرت انگیز ترقی کی ہے اور اب دنیا کی زبانوں میں اس کا تیسرا درجہ ہے۔ آپ اسے حاصل کر کے اس کی تعداد میں خوشگوار اضافہ کریں گے۔

میری ساری عمر اردو زبان کی خدمت گزاری میں گزری ہے۔ جب میرے عزیز ڈاکٹر محمد داؤد رہبر نے مجھے یہ خوشخبری پہنچائی کہ آپ نے بڑے شوق سے اردو پڑھنی شروع کر دی ہے تو مجھے اس سے جو مسرت ہوئی وہ بیان نہیں کر سکتا۔ اگر مجھ میں پہلی سی توانائی ہوتی تو میں بذات خود انقرہ پہنچ کر اپنی زبان سے آپ کو یہ پیغام پڑھ کر سناتا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو علم و ادب سے مالا مال کرے اور دین و دنیا میں سرخروئی عطا فرمائے۔

آپکا خیر طلب
عبدالحق

(۵)

کراچی
۱۱ اکتوبر ۱۹۵۷ء

عزیز من سلمہ' تمہارا خط پہنچا' اسے پڑھ کر بہت افسوس اور رنج ہوا۔ یہ تو میں جانتا تھا کہ ہمارے سفارت خانے بیکار سے ہیں اور اپنی قومی زبان اور تہذیب کا انہیں کوئی درد نہیں۔ تمہارے خط سے اس بد گمانی کو اور تقویت ہوئی۔ اسلامی ممالک خاص کر ترکی میں پاکستان کو ایسے اشخاص بھیجنے چاہئیں جو پاکستان کے وقار کو بڑھائیں باہمی تعلقات میں خوش گواری پیدا کریں اور عوام سے اپنا رشتہ قائم کرنے کی صورتیں نکالیں' ان حالات میں جو کام تم کر رہے ہو وہ بہت ہی قابل قدر اور لائق تعریف ہے۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے جسے اپنی زبان و تہذیب سے محبت ہے۔ اس کے انجام دینے میں تم جو ایثار اور غیر معمولی محنت کر رہے ہو اس کی کوئی قدر کرے یا نہ کرے وہ بجائے خود بڑی نعمت ہے۔ جو تمہاری اور تمہارے بچوں کی سیرت کے بنانے اور اخلاق کے سنوارنے میں مدد دے رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ہمت میں برکت دے اور تمہیں کامیاب کرے' دسمبر میں تمہارے آنے کا انتظار ہے' اس وقت جی بھر کے باتیں کریں گے۔

خیر طلب عبدالحق

(۶)

کراچی
۵ نومبر ۱۹۵۸ء

عزیزی محمد داؤد' سلمہ ایک مدت کے بعد تمہارا خط کل آیا۔ خواجہ مشفق میرے خط جمع کر رہے ہیں نئے خبطوں میں سے ایک یہ بھی ہے کوئی ٹکٹ جمع کرتا ہے کوئی دیا سلائی کی ڈبیاں اور کوئی تیتریاں جن کو بیکاری کا کوئی اور شغل نہیں ہوتا وہ لوگوں کے دستخط ہی لئے پھرتے ہیں میں نے یہ خط کیا اشاعت کے لئے لکھے تھے؟ یہ بات تو میرے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھی کہ کوئی میرے خط حفاظت سے رکھے گا۔

اس سے تو اطمینان ہوا کہ تم خیروعافیت سے ہو لیکن خط کے آخری جملوں سے مجھے کسی قدر تشویش ہوئی میں اب تک یہی سمجھے ہوئے تھا کہ تم وہاں پورے اطمینان اور آزادی سے کام کر رہے ہو اور خوش ہو۔ اب معلوم ہوا کہ تمہیں وہ اطمینان نصیب نہیں جس کے تم جویا تھے۔

یہاں کے حالات تم اخباروں میں پڑھتے ہو گے ایک اعتبار سے اچھا ہی ہوا۔ گزشتہ حکومت کے ورزاء و عمال اور سیاست کاروں نے اودھم مچا رکھا تھا اور حالت انتہائی خراب ہو گئی تھی اب بہت کچھ روبہ اصلاح ہے گرانی کم ہو گئی ہے اشیاء کی قیمتیں گھٹ رہی ہیں جرائم میں بھی تخفیف ہے انصاف کی بھی توقع ہے ابھی انتظار کرنا چاہیے کہ اس ابتدائی مستعدی اور سرگرمی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ بچوں اور دلہن کو دعا پہنچے۔

خیر طلب عبدالحق

(۷)

کراچی

۲۴ر دسمبر ۱۹۵۸ء

میرے عزیز داؤد' اللہ تعالی تمہیں صحت و عافیت سے رکھے اور کامیابی اور خوشحالی عطا فرمائے۔ تمہارے دو خط پہنچے۔ پہلا خط پڑھ کر جس قدر افسوس اور رنج ہوا اسی قدر خوشی دوسرے خط کو پڑھ کر ہوئی۔ ہمارے اہل وطن کی بے مہری اور ناقدر دانی قابل افسوس بلکہ قابل شرم ہے تم پہلے شخص نہیں جس سے انہوں نے یہ برتاؤ کیا ہے ایسے کئی جوہر قابل ہیں جو ان کے ہاتھوں مجروح ہو چکے ہیں پروفیسر عبدالسلام کو دیکھو۔ یہاں اسے کسی نے نہ پوچھا ناچار واپس انگلستان چلے گئے وہاں ان کا ایسا اعزاز ہوا کہ ہم اب اس پر فخر کرتے ہیں اور ان کی تعریف کرتے کرتے ہمارا منہ خشک ہوا جاتا ہے قدر دانی مغربی ممالک پر ختم ہے آخر وہیں تمہارے مقالے کی قدر ہوئی اور وہیں کے ایک ملک نے اسے شائع کرنے کی ہمت کی اور وہیں ایک ادارے نے اس کی طباعت کے مصارف ادا کرنے کی ذمہ داری لی۔ انشاء اللہ اب تمہیں کسی مغربی ملک میں ضرور کوئی ایسی مستقل جگہ مل جائے گی کہ تم آسائش اور عزت کے ساتھ بسر کر سکو۔ لیکن یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تم تعلیم پانے کے بعد غیر ممالک میں مارے مارے پھرے اور وطن میں رہنا نصیب نہ ہوا۔ تمہاری اولاد بھی غیر ملکی ہے اور ان کی زبان بھی غیر ملکی ہو گی۔ یہ بھانت بھانت کی بولیاں بولیں گے کیسے غضب کی بات ہے

مجھے اب لکھنے پڑھنے میں بڑی دشواری ہوتی ہے موتیا بند میری آنکھوں میں نزول اجلال فرمانے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ کم بخت بھی ایسے وقت آیا جب انجمن کی الجھنوں کے رفع ہونے کی توقع ہے اور کام کرنے کا موقع آیا ہے آدمی کی کیا بساط ہے اتفاقات کا شکار ہے غالباً" اب قدح کروانا پڑے گا ڈاکٹر سے مشورہ کروں گا اگر اس کے بعد بینائی عود کر آئی تو سمجھو دنیا بھر کی نعمت پائی ورنہ دنیا میرے حسابوں اندھیر ہو جائے گی اور اسی کے ساتھ میری زندگی کا خاتمہ بھی ہے یہ میرا سب سے اندوہناک المیہ ہو گا اب تک میں دوں فطرت حریفوں کا رہین ستم رہا اب خود فطرت بر سر انتقام ہے۔

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

یہ خط میں نے ٹھہر ٹھہر کے اٹکل سے لکھا ہے کوئی غلطی یا سہو قلم نظر آئے تو اس کا خیال نہ کرنا۔ جس نے ہزارہا صفحے لکھ ڈالے آج وہ ایک صفحہ خط کا ٹٹول ٹٹول کر لکھ رہا ہے بچوں اور بیگم کو بہت بہت دعا۔

عبدالحق

(۸)

کراچی

۱۴ر مارچ ۱۹۶۰ء

عزیز القدر داؤد رہبر سلمہ اللہ تعالیٰ، تمہارا خط عین انتظار میں پہنچا۔ اتنے دنوں سے جو تمہارا خط نہیں آیا تھا تو بڑی تشویش تھی۔ خط پڑھ کر بہت اطمینان ہوا تم نے اردو کے متعلق جو تحریک وہاں شروع کی ہے اس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی تم اردو کے سفیر ہو اور امریکہ میں تمہاری یہ سفارت بہت کارگر ہو گی۔

امریکہ میں اردو کے ساتھ تمہارا گانا بھی کام آیا اردو سے زیادہ وہ تمہارے گانے کو پسند کریں گے یعقوب کا کوئی خط کیمبرج سے نہیں آیا۔ معلوم نہیں کیا حال ہے تمہارے پاس اگر خط آتے ہوں تو مجھے اس کے حالات سے اطلاع دو۔ باقی باتوں کا جواب خواجہ مشفق دیں گے۔ بیوی بچوں کو بہت بہت دعا

خیر طلب عبدالحق

(۹)

کراچی

۲ر جولائی ۱۹۶۰ء

عزیزم سلمہ، بہت دنوں کے بعد تمہارا خط آیا تمہاری اور بیوی بچوں کی خیریت معلوم کر کے اطمینان ہوا۔ مجھے اس سے خوشی ہوئی کہ تم وہاں[۱] خوش ہو اور حسب منشا وہاں اردو کی لائبریری قائم کرنے والے ہو۔ میں بھی تمہیں یہاں سے کتابیں

[۱] مراد امریکہ

بھیجوں گا تمہیں اردو سے جو محبت ہے اس کی وجہ سے میں تمہیں بہت عزیز رکھتا ہوں میری تمنا ہے کہ اردو انٹرنیشنل زبان بن جائے اور وہ تم ہی جیسے اردو کے شیدائی کی بدولت بن سکتی ہے۔

میری آنکھ کا آپریشن بیشک کامیاب ہوا لیکن ابھی تک بینائی نے عود نہیں کیا اس وجہ سے لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ بینائی کے آنے میں ابھی کچھ دن لگیں گے میں اس دن کے انتظار میں ہوں اب تو دوسروں کا محتاج ہوں۔ خود پڑھنے لکھنے کے قابل نہیں رہا۔ بیوی بچوں کو میری طرف سے بہت بہت دعا اور سلام

خیر طلب عبدالحق

(۱۰)

جنوری ۱۹۶۱ء

عزیز من سلمہ' تمہارا خط عین انتظار پر پہنچا۔ اتنے دنوں سے جو تمہارا خط نہیں آیا تھا مجھے بہت تشویش تھی اللہ تعالی تمہیں خوش حال اور کامیاب رکھے۔ یہ زمانہ بکواس یعنی پروپیگنڈے کا ہے اس میں بغیر بولے چارہ نہیں۔ مجھے اس سے خوشی ہوئی کہ تم نے بحیثیت پروفیسر اردو و تاریخ پاکستان اپنا افتتاحی لیکچر دیا پاکستان کس نے بنایا لوگ اس سے اب تک بے خبر ہیں یہ نہ اقبال نے بنایا اور نہ جناح نے۔ پاکستان اردو نے بنایا۔ میں اس پر ایک مقالہ لکھنے والا ہوں۔

مکاتیب عبدالحق اب تک نہیں چھپے۔ مجھے اس سے زیادہ علم نہیں اور نہ مجھے اس سے دلچسپی ہے میری سالگرہ ماسکو اور حیدر آباد میں ہوئی یہاں ایک کمیٹی اس غرض سے بنائی گئی تھی۔ آپس میں پھوٹ پڑ گئی اور معاملہ ختم ہو گیا اچھا ہوا تم نے مسلم ورلڈ میں اچھا نوٹ لکھا ہے یہ بھی یار فروشی ہے۔

انجمن کی مطبوعات کی فہرست بھیج رہا ہوں پہلے کی کتابیں کہاں سے ملیں گے دریافت کر کے اطلاع دوں گا۔ میں ابھی تک لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں تمہاری فرمائش پر یہ خط اپنے ہاتھ سے لکھ رہا ہوں لیکن جو کچھ لکھ رہا ہوں اسے خود نہیں پڑھ سکتا اس لئے مجھے معلوم نہیں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ ٹھیک لکھا گیا ہے یا نہیں۔ تمہارا خط بہت جلی حروف میں کھلا کھلا لکھا تھا اسے میں نے ذرا سی کوشش سے پڑھ لیا۔ میری دوسری آنکھ بھی متاثر ہو گئی ہے ایک آدھ مہینے میں اس کا بھی آپریشن کرانا پڑے گا۔ بیوی بچوں کو میرا سلام اور دعا پہنچے۔ تمہارے یہ بچے تو یورپین ہو گئے خدا انہیں خوش و خرم زندہ سلامت رکھے۔

عبدالحق

سید دل محمد فضا کے نام

(۱)

نادر منزل۔ سیف آباد

حیدر آباد دکن

۱۹؍ مارچ ۱۹۳۷ء

مکرمی!

میں آشوب چشم میں مبتلا ہوں۔ لکھنے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ یہ خط بہت مشکل سے لکھ رہا ہوں اور وہ مختصر۔ زیادہ لکھنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ میں نہ مشہور ادیب ہوں اور نہ مستند محقق' آپ کی طرح طالب علم ہوں۔ بہر حال مجھ سے جو خدمت ممکن ہو گی اس کے لئے حاضر ہوں۔

۱۔ جو الفاظ آپ نے لکھے ہیں ان میں سوائے کھیل' رتھ' ادرک سب مختلف فیہ ہیں۔ یہ لفظ کھیل میں نہیں سمجھا اگر کھیل سے بازی مراد ہے تو یہ مذکر ہے اور اگر یہ کھیل ہے تو مونث۔ ادرک: مونث ۔ گیند: مونث ۔ رتھ: مونث ۔ سانس: مذکر مونث دونوں میں لکھتا ہوں۔ فکر: مونث و مذکر دونوں طرح مستعمل ہے۔ میں مونث کو ترجیح دیتا ہوں۔ نشو و نما: مونث و مذکر (میں مونث کو ترجیح دیتا ہوں) برف: (مذکر' مونث بھی مستعمل ہے) مالا: مونث ۔ گیند: مونث۔

۲۔ سودا کے شعر میں دست گل خوردہ کے وہی معنی ہیں جو احسن صاحب نے فرمائے ہیں۔ یہ بہار کے قصیدے کا شعر ہے اور مبالغہ یہ ہے کہ دست گل خوردہ بھی شاخ گل کی طرح نشوونما پاتا ہے۔ افسوس کہ اس وقت کوئی ایسی مستند ڈکشنری نہیں جس میں قدیم و جدید مل سکیں۔ نور اللغات غنیمت ہے۔

میں زیادہ نہیں لکھ سکتا' بوجہ تکلیف۔

آپ کے نام کی جگہ دستخط ہیں پورا نام پڑھا نہیں گیا۔

عبدالحق

(۲)

انجمن ترقی اردو ہند

۲۴ ہارڈنگ ایونیو نئی دہلی

۲۷؍ نومبر ۱۹۳۸ء

مکرم و مہربان من!

تسلیم۔ برزو کہیں میرے دیکھنے میں نہیں آیا اور نہ مجھے اس کے متعلق کوئی علم ہے البتہ برزہ تو ایک لفظ ہے جو ایک قسم کا کپڑا ہوتا ہے' ریشم اور رعوت ملا ہوا۔ میرا کتب خانہ ابھی نہیں پہنچا۔ تحقیق کروں گا۔ اگر کچھ سراغ لگا تو لکھ بھیجوں گا۔

کالپی ایک مقام کا نام ہے (یوپی میں) جہاں کی مصری مشہور ہے۔

آپ نے جو میرے قواعد اردو کے متعلق کوشش فرمائی اس کا شکر گزار ہوں۔ میں جو کچھ لکھتا ہوں انجمن کی نذر کر دیتا ہوں اگر یہ کتاب نصاب میں شریک ہو گئی تو انجمن کا فائدہ ہو گا۔ یہ حجم میں مصباح قواعد سے زیادہ ضخیم نہیں البتہ مطالب کے لحاظ سے بڑی ہے مجھے تحریک کرنے میں تامل ہے کہیں یہ خیال نہ ہو کہ میں اپنی کتاب کے لئے کوشش کر رہا ہوں' حالانکہ اس سے میرا کوئی ذاتی فائدہ نہیں۔ البتہ انجمن کا فائدہ ہے اور یہ میں ضرور چاہتا ہوں۔ صرف و نحو اردو میں نے میٹریکولیشن کے طلبہ کے لئے لکھی ہے جو ریاست حیدر آباد دکن کے ہائی اسکولوں کے نصاب میں داخل ہے۔ یہ بھی انجمن کی ملک ہے۔ اس کی قیمت ایک روپیہ ہے۔

زمانہ حال کے زندہ شعرا کا کوئی تذکرہ میری نظر سے نہیں گزرا۔

میری لغات کی تکمیل میں ابھی اور مدت درکار ہو گی۔ دو جلدیں بعد نظر ثانی طبع کے لئے تیار ہیں لیکن وہ صرف الف تک ہیں۔

عبدالحق

(۳)

انجمن ترقی اردو ہند

مینڈول :۔ ایک راگ کا نام ہے۔

مرغول :۔ بالوں کی شکن' گھونگھر والے بال' مختلف معنے ہیں۔

چوڈول :۔ پالکی کی ایک قسم ہے۔

جھکول :۔ جھکولنا کے معنی ہیں پانی کو ڈھکیل ڈھکیل کر نکالنا۔ پانی میں جھلکے اڑانے کو بھی کہتے ہیں۔

۱۔ رحم :۔ چاول کا حلوا ہوتا ہے جو عورتیں خاص اللہ میاں کی نیاز کے لئے بناتی ہیں۔

۲۔ اگر کسی کے گھر میں بیری ہو اور بیر لگے ہوں تو لوگ خواہ مخواہ بیروں کے لئے پتھر ماریں گے' مطلب یہ ہے کہ جہاں' دولت' علم یا کوئی اور خوبی یا کار آمد شے ہوتی ہے لوگ وہاں ٹوٹے پڑتے ہیں یا نظر رکھتے ہیں۔

کنولے :۔ سنترے' نارنگیاں' نرم کے معنی بھی لئے جاتے ہیں۔

میوڑے :۔ میو کو حقارت سے کہا گیا ہے۔

شھوڑا:۔ یہ لفظ شھورا معلوم ہوتا ہے جو زچہ کو کھانے کے لئے دیا جاتا ہے۔ ایک قسم کا حلوا ہوتا ہے جس میں سونٹھ قند وغیرہ ڈالتے ہیں۔

انگا:۔ انگر کھے کی ایک قسم ہے۔

ناچیز عبدالحق

(۴)

انجمن ترقی اردو

نادر منزل۔ سیف آباد

حیدر آباد دکن

مکرمی بندہ!

سلام مسنون۔ عنایت نامہ پہنچا۔ مرسلہ استفسارات کے جوابات حسب ذیل ہیں:۔

ص۷۸ ناؤ سنجوگ کے معنی ہیں وہ ساتھ جو ناؤ میں ہو، یعنی تھوڑی دیر کا ساتھ جیسے ریل کی ملاقات۔

ص۷۷ ام جانا کے معنے ہیں اچک جانا' بھر جانا' شل ہو جانا' میر انیس نے ایک مرثیہ میں اس لفظ کو انہی معنوں میں استعمال کیا ہے۔ پھوڑے کی شکل میں وہ حالت مراد لیجا سکتی ہے کہ جب ٹیس پیدا ہو جائے۔

ص۱۷۴ روکھن :۔ سودا لینے کے بعد بنیا یا کوئی دوکاندار جو ذرا سی مقدار کسی چیز کی اوپر سے دے دیتا ہے یعنی جنس خریدنے کے بعد اس کے علاوہ۔

ص۱۹۱ بے پینڈی کے بدھنے :۔ ایسے شخص کو کہتے ہیں جو ڈانواں ڈول ہو اور کسی اصول پر قائم نہ ہو۔

ص۱۹ پکی چھیتسی :۔ اس لڑکی کو کہتے ہیں جو عمر میں کم مگر عقل اور باتوں میں بہت تیز ہو۔ چالاک' ہوشیار عورت کو بھی کہتے ہیں۔

کھیم کسل :۔ کھیم دراصل کشیم ہے جس کے معنے امن' خوشحالی وغیرہ ہیں۔ برہمنوں میں سلام کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ کھیم کسل یعنی صحت و عافیت' سلامتی۔

طرز :۔ دونوں طرح مستعمل ہے۔ نقاب :۔ یہ بھی دونوں طرح مستعمل ہے۔

جلیل صاحب کی مولفہ کتاب اب دستیاب ہونا دشوار ہے۔

عبدالحق

نواب ذوالقدر جنگ بہادر کے نام

عالی جناب نواب ذوالقدر جنگ بہادر

میں جناب کی توجہ اپنے لائق شاگرد اور جامعہ عثمانیہ کے قابل تعلیم یافتہ نوجوان شیخ چاند صاحب ایم اے' ایل ایل بی' سابق ریسرچ اسکالر (عثمانیہ) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

شیخ چاند صاحب اصلی اور ٹھیٹ ملکی اور قصبہ ٹپن (ضلع اورنگ آباد) کے قدیم باشندے ہیں۔ انہوں نے انٹرمیڈیٹ تک اورنگ آباد کالج میں تعلیم پائی' اور بی اے' ایم اے اور ایل ایل بی کے امتحانات میں جامعہ عثمانیہ سے کامیابی حاصل کی۔ ایم اے میں خاص امتیاز کے ساتھ کامیاب ہوئے تھے۔ اس لئے ان کا انتخاب ریسرچ کے لئے کیا گیا۔ دو سال تک میری نگرانی میں ادبی تحقیق کا کام کیا۔ اس دو سال میں انہیں (۷۵) روپے ماہانہ وظیفہ ملتا رہا۔ لیکن ان کا تحقیقی مقالہ "سودا کی حیات اور کلام" پر تھا۔ یہ مقالہ اظہار رائے کے لئے ریسرچ بورڈ کی جانب سے نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کی خدمت میں بھیجا گیا۔ انہوں نے مطالعہ کے بعد اس کے متعلق اعلیٰ درجے کی رائے ظاہر کی اور درحقیقت یہ مقالہ ادبی تحقیق کے لحاظ سے خاص حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں مولف نے سودا کی زندگی اور ان کے کلام کے متعلق بھی جدید تحقیقات کی ہے اور بعض ایسی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے جو اب تک اردو ادب کی تاریخ میں ہوتی چلی آ رہی تھیں۔ میں تو یوں کہہ سکتا ہوں کہ جامعہ عثمانیہ کے جن طلبہ اور پروفیسروں نے السنۂ مشرقیہ میں یورپ سے پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اگر ان کے مقالوں سے اس کا مقابلہ کیا جائے تو وہ ان کے مقابلہ میں کسی طرح کم نہ پایا جائے گا بلکہ اکثر سے افضل نکلے گا۔ یہ مقالہ یونیورسٹی کی طرف سے زیر طبع ہے۔

اس کے علاوہ انہوں نے دو اور کتابیں بھی تالیف کی ہیں ایک "ملک عنبر" جس میں اس کی حیات اور اس کے ملکی اور مالی انتظامات' اصلاحات وغیرہ کے حالات بڑی محنت اور تحقیق سے لکھے ہیں۔ اس پر اہل الرائے نے بڑی اچھی رائیں ظاہر کی ہیں۔ دوسری کتاب مرہٹی کے بڑے مشہور شاعر ایکناتھ پر ہے جو اردو میں بالکل نئی چیز ہے۔

یہ متواتر پانچ سال سے میرے ساتھ کام کر رہے ہیں اور انگریزی اردو لغات جو زیر طبع ہے اور اردو زبان کی لغات جو زیر ترتیب ہے۔ ان دونوں کی ترتیب میں انہوں نے بڑے شوق اور محنت سے کام لیا ہے۔ نیز انجمن ترقی اردو کی تالیفات میں مجھے ان سے بہت مدد ملی ہے۔ رسالہ اردو میں ان کے بعض محققانہ مضامین شائع ہوئے ہیں' جو عام طور پر بہت پسند کئے گئے۔ ۱۹۴۳ء کی

آل انڈیا کانفرنس میں جس کا انعقاد بڑودہ میں ہوا۔ انہوں نے ایک تحقیقی مقالہ پڑھا جو کانفرنس کی رپورٹ میں شائع کیا گیا۔ طالب علمی کے زمانے سے ان میں ادبی ذوق پایا جاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ ایم اے کے طالب علم تھے تو مجلہ عثمانیہ کے ایڈیٹری پر ان کا انتخاب کیا گیا۔ اس زمانے میں وہ...... طور پر...... صاحب کی جگہ کام کر رہے ہیں اور مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ اپنے لکچر بڑی محنت اور تحقیق سے تیار کر رہے ہیں ان کا کام کسی طرح ایک تجربہ کار اوفیسر سے کم نہیں۔

ان حالات سے ظاہر ہے کہ شیخ چاند صاحب کی حیثیت ایک تجربہ کار تعلیم یافتہ کی نہیں ہے بلکہ وہ مسلسل چھے سال سے ادبی اور علمی کام کر رہے ہیں۔ میں انھیں اپنے سے کبھی جدا نہ کرتا لیکن چونکہ چند ماہ کے بعد ان کی عمر تیس سال ہو جائے گی اور انہیں سرکاری ملازمت میں داخل ہونا دشوار ہو جائے گا۔ اس لئے میری التجا ہے کہ جناب ازراہ قدر دانی میرا یہ عریضہ جناب ناظم صاحب تعلیمات کی خدمت میں بھیج کر خاص طور پر سفارش فرمادیں کہ ان کا تقرر سررشتہ تعلیمات میں (جس کے لئے یہ خاص طور پر موزوں ہیں) کسی ایسی خدمت پر رکھیں جس کا مشاہرہ کم سے کم دو سو روپیہ ہو' اگرچہ میری رائے میں وہ بہ لحاظ اپنی قابلیت اس سے زیادہ کے مستحق ہیں۔

جناب کا خادم

عبدالحق

سر راس مسعود کے نام

(1)

Auragabad

May 10th, 1921

My Dear Syed Ross Masood,

Thanks for your very kind letter. I do not know how to thank you for all you have done for me. Words are insufficient to express my sense of gratitude. But why do you trouble yourself with such trivial matters.

I am not very fond of going to Hyderabad. Besides there are no strict restrictions laid on me in this respect, if you read the Farman carefully. This is the only reward, I have earned throughout the whole of my service. I shall regret if it is cancelled. It is very hot here, it has never been so hot during the last ten years, I have been here. People at Hyderabad also complain of heat there and say it is more oppressive than ever. You want me at Hyderabad before 15th of May. It would be very inconvenient, June or July will be more pleasant.

How is that Mr. Hydari (not) yet Sadrul Mahan. There are rumours that Mr. Abdullah Yousaf Ali will succeed Rai Sahib. I am very sorry for Mr. Hydari. If Mr. Glancy is going away. Why not Mr. Hydari should take his place. He is the fittest person for that post.

Yours very sincerely,

ABDUL HAQ

(۲)

اورنگ آباد

۱۱ر اپریل ۱۹۲۳ء

میرے شفیق اور محترم۔[۱] تسلیم

میں آپ کے پر محبت اور شفقت آمیز خط اور مہربانیوں کا کس طرح شکریہ ادا کروں میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے کہ آپ کی ماتحتی میں کام کر رہا ہوں۔

آپ کے ارشاد اور مشورے کے مطابق اس خط کے ساتھ ان ناموں کی فہرست ارسال کرتا ہوں جو میں نے انگریزی اردو ڈکشنری کی تیاری کی غرض سے مرتب کی ہے۔ براہ مہربانی اسے ملاحظہ فرمالیں اور جلد سے جلد اپنی رائے سے مطلع فرمائیں تاکہ میں ان اصحاب سے خط وکتابت کرکے ان کی منظوری حاصل کرسکوں۔ اس اثنا میں ہم دیگر متعلقہ معاملات طے کرلیں گے۔ اگر آپ کا خیال ہو کہ میرے حیدر آباد آنے کی ضرورت ہے تو فوراً تحریر فرمائیں کیونکہ میں جلد سے جلد کام شروع کردینا چاہتا ہوں۔

آپ کو یہ سن کر افسوس ہوگا کہ کل رات بیچارے نور خان کا انتقال ہوگیا۔ مجھ سے جو کچھ ممکن تھا میں نے کیا۔ غریب حقیقی معنوں میں ایک شریف انسان تھا۔ مجھے اس کی وفات کا بے حد صدمہ ہے۔ یہ میرا ذاتی نقصان ہے۔

کپڑا تیار ہو رہا ہے اور تیار ہوتے ہی خدمت عالی میں بھیج دیا جائے گا۔

خادم

عبدالحق

(۳)

اورنگ آباد

حوض قتلغ

۱۵ر اپریل ۲۴ء

جناب والا مدظلہ۔

والا نامہ پہنچا۔ سر آنکھوں پر رکھا۔ میں اپنے قصور کا اقبال کرتا ہوں کہ اس عرصے میں کوئی خط نہ لکھ سکا۔ چار پانچ روز ہوئے میں آپ کی خدمت میں سنتروں کا پارسل بھیجنے والا تھا لیکن ایک خط سے معلوم ہوا' آپ مدراس تشریف لے گئے ہیں۔ انشاء اللہ اب دو تین روز میں ضرور بھیجوں گا۔ سنترے ایسے خوش ذائقہ ہیں کہ آپ بے اختیار تعریف کریں گے۔

آج کل میں حوض قتلغ والے مکان میں ہوں۔ جو دولت آباد اور خلد آباد کے درمیان پہاڑیوں میں لب تالاب

---

[۱] اصل خط انگریزی میں تھا، اُردو ترجمہ جلیل قدوائی کا ہے۔

ہے۔ بہت ہی پر فضا مقام ہے اور منظر ایسا وسیع اور دلکش ہے کہ آپ دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔ آپ بہت دنوں سے اورنگ آباد تشریف نہیں لائے۔ اب کے برسات میں ضرور آیئے۔ میں یہ مقام آپ کو ضرور دکھاؤں گا۔

ان تعطیلوں میں میرا ارادہ کشمیر جانے کا ہے۔ غالباً" ۲۲ر اپریل کو میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔ ایک آدھ روز بمبئی ٹھہر کر گھر جاؤں گا اور وہاں سے کشمیر۔

آپ نے جس کتاب کے متعلق تحریر فرمایا ہے اسے ضرور منگا کر پڑھوں گا۔ آپ کی اس عنایت کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اسے آپ کی سب سے بڑی عنایت خیال کرتا ہوں اور سچی اور ایمان کی بات یہ ہے کہ آپ کے الطاف و عنایات اس قدر ہیں کہ میں ان کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ یہ چند سال جس طرح عزت و اطمینان سے آپ کی ماتحتی میں گزرے ہیں اس کی قدر میں ہی کر سکتا ہوں۔ اب دو سال اور باقی ہیں۔ خدا نے چاہا تو یہ بھی بسر ہو جائیں گے۔ اس کے بعد زندگی رہی تو میں آزاد اور اپنے وقت کا مالک ہوں گا۔

اگر آپ فرمائیں تو ہاپوڑ پہنچ کر پاپڑ بھیجوں۔ آپ کو بہت پسند ہیں۔ کشمیر کی کوئی سوغات پسند ہو تو فرمایئے لیتا آؤں۔

آپ نے گرمی کی بہت شکایت لکھی ہے اب کے اورنگ آباد میں بھی خوب گرمی پڑی ہے مگر میں جس مکان میں ہوں یہاں گرمی نہیں، نہ تپش ہے۔ نہ پسینہ آتا ہے اور نہ ہوا گرم چلتی ہے۔ افسوس میرے پاس تھرمامیٹر نہیں ورنہ لکھتا کہ یہاں تپش کس درجہ کی ہے اس سے صحیح اندازہ ہو جاتا۔ دوسرے یہ مکان بالکل تالاب کے کنارے پر ہے۔ میں دوسری منزل پر رہتا ہوں۔ ہوا تالاب پر سے ٹھنڈی آتی ہے۔

جناب والدہ صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں میرا بہت بہت آداب فرما دیجئے گا۔

مسز مسعود صاحبہ کی خدمت میں سلام۔ بچوں کو دعا۔

آپ کا خادم

عبدالحق

(۴)

اورنگ آباد

۲۸ر نومبر ۱۹۲۴ء

میرے پیارے نواب مسعود جنگ بہادر

ہم آذر کے ختم پر اورنگ آباد میں آپ سے دوبارہ ملاقات کرنے کے مشتاق تھے مگر معلوم ہوتا ہے اپنی چند در چند مصروفیات کے باعث آپ کو حیدر آباد سے باہر نکلنے کی فرصت نہ مل سکی۔

میں اپنی پنشن کے نقشہ جات تیار کرا رہا ہوں اور جیسے ہی تیار ہو گئے آپ کی خدمت ارسال کر دوں گا۔ مجھے یقین ہے

کہ آپ اس کام میں میری ہر ممکن امداد فرمائیں گے۔ مجھے اپنی قسمت پر ہمیشہ ناز رہا ہے کہ میں نے آپ کی ماتحتی میں کام کیا۔ اور اپنی ملازمت کے خاتمہ سے پہلے پنشن لینے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ مگر یہ نہ ہو سکا۔ موجودہ حالات میں میں کام نہیں کر سکتا اور اس لئے طے کرلیا کہ جلد سے جلد سبکدوش ہو جاؤں۔ آزاد ہوتے ہی حیدر آباد آکر مہمان ہوں گا اور اپنے آئندہ منصوبوں کے بارے میں آپ سے مشاورت کروں گا۔ بہترین خواہشات اور تمناؤں کے ساتھ۔ میں ہوں آپ کا شکر گزار۔

عبدالحق

(۵)

اورنگ آباد دکن

۲۸ر اپریل ۲۶ء

جناب محترم زاد مجدہ'

کل جناب کا تار آیا اور پرسوں محبت نامہ پہنچا۔ میں آج ہی روانہ ہو جاتا مگر بعض ایسے ضروری کام آپڑے کہ آج روانہ نہ ہو سکا۔ انشاء اللہ کل چلوں گا اور پرسوں حاضر خدمت ہوں گا۔ اس تاخیر کی معافی چاہتا ہوں۔

میں حقیقت میں بہت نادم ہوں کہ اتنے دن آپ کو خط نہ لکھ سکا۔ کچھ عذر بھی نہیں کر سکتا۔ روز ارادہ کرتا تھا مگر لکھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

آپ گالیوں سے کیوں ڈرتے ہیں؟ یہ تو اب آپ کی غذا ہو گئی ہے۔ یہ ورثہ آپ کو اپنے دادا سے ملا ہے۔ آپ ان کے سچے جانشین ہیں۔ یہ تمغہ سیادت ہے' پھر آپ برا کیوں مانتے ہیں۔

Love کے متعلق آپ کا مقولہ نہایت خوب ہے اور بالکل سچا مجھے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ خدا آپ کو خوش رکھے۔
اب آپ کے قدموں میں حاضر ہو کر باقی باتیں عرض کروں گا۔

گرمی پرسوں سے یہاں خوب پڑنے لگی ہے۔

خادم
عبدالحق

(۶)

اورنگ آباد

۲۲ر ستمبر ۲۶ء

میرے مہربان اور محسن

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی۔ خوشی آپ کے ہر خط اور خط کے ہر لفظ سے ہوتی ہے۔ لیکن

رنج آپ کی پریشانیوں سے ہوتا ہے۔ خدا نے آپ کو دل ایسا دیا ہے کہ ذرا سی خلش سے بے تاب ہو جاتا ہے۔ آپ ملازمت کے لئے نہیں بنے اور یوں خاص کر ایسی جگہ جہاں برے بھلے کی کوئی تمیز نہیں۔ ہم اپنی کتابوں میں تقدیر اور قسمت کا حال پڑھا کرتے تھے۔ مگر کبھی اس کا صحیح مفہوم سمجھ میں نہ آیا۔ یہاں آکر کھلا کہ قسمت کیا چیز ہے۔ اگر قسمت یہی ہے تو لعنت ہے اس قسمت پر۔ یہ انتہائے زوال کی علامت ہے۔ آپ کیوں یہاں کی بے عنوانیوں سے پریشان ہو کر اپنی طبیعت اور صحت کو خراب کرتے ہیں۔ یہاں کا رنگ یہی رہا اور یہی رہیگا۔ تھوڑے دن اور باقی ہیں۔ یہ بھی کٹ ہی جائیں گے۔

میں کل ساڑھے تین بجے کی گاڑی سے روانہ ہو کر جمعہ کی صبح کو حیدر آباد پہنچوں گا اور نہا دھو کر ناشتہ کرکے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ آپ سے مل کر دل کو جو اطمینان اور مسرت ہوتی ہے میں اس کا اظہار لفظوں میں نہیں کر سکتا۔

میری ہر وقت یہ دعا ہے کہ آپ کی صحت اچھی رہے اور آپ کے دلی مقاصد پورے ہوں۔

خادم

عبدالحق

(۷)

اورنگ آباد، دکن

۳۰ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

جناب محترم!

والا نامہ پہنچا۔ کیا عجیب بات ہے کہ جس روز آپ نے خواب دیکھا اسی شب مجھے بھی خواب آیا کہ آپ اصرار کر رہے ہیں کہ اپنا روپیہ لے لو اور میں نے کہا کہ میں نہیں لیتا اور کبھی نہ لوں گا۔ اسی تکرار میں آنکھ کھل گئی۔

آپ کی تشریف آوری کی خبر سے بے انتہا مسرت ہوئی۔ میں اپنی خوشی کا اظہار الفاظ میں نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ نے یہ کیا فرمایا کہ میں لیکچر نہیں دوں گا۔ لیکچر آپ کو دینا پڑے گا۔ لوگ یہاں اس کے بہت مشتاق ہیں، بلکہ اس کے سننے کے لئے دوسرے مقامات سے بھی آنے والے ہیں خدا کے لئے ایسا نہ کیجئے گا۔ ورنہ میری بڑی سبکی ہوگی۔ سلائڈز اپنے ساتھ یاد کرکے لائیے گا۔ کاش، حیدری صاحب بھی آجائیں تو کیا اچھا ہو۔ ان کا خط آیا لکھا ہے کہ میں ضرور کوشش کروں گا مگر میرا وقت دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ ہم سب کی دلی تمنا ہے کہ انہیں اجازت مل جائے۔ اور وہ ہمارے کالج ڈے میں شریک ہو سکیں۔ آپ بھی انہیں ترغیب دیجئے اور یہاں لانے کی کوشش کیجئے۔ رضا نمائش دیکھنے کے لئے پونا چلے گئے ہیں مگر آپ کی تشریف آوری تک واپس آجائیں گے۔

آپ کی تشریف آوری کا منتظر

عبدالحق

مقبرے کے مکان کی منظوری کی اطلاع پہنچی۔ اس ہمدردی اور نوازش کا شکریہ کیوں کر ادا کروں۔ آپ کے الطاف و احسانات اس قدر ہیں کہ اگر ان کا شکر ادا کرنے بیٹھوں تو عمر بھر ختم نہیں کر سکتا۔ عبدالحق

(۸)

اورنگ آباد دکن

۸ر نومبر ۲۶ء

میرے شفیق محترم

مجھے حیرت ہے کہ میں آپ کے احسانات اور عنایات کا کیونکر اور کن الفاظ میں شکریہ ادا کروں۔ یہ میری خوش قسمتی اور خدا کی مہربانی ہے کہ مجھے آپ جیسے ہمدرد نیک دل اور صاحب ذوق افسر کے تحت میں کام کرنے کا موقع ملا ہے آپ نے جو اس موقع پر زحمت فرما کر کالج ڈے کی تقریب میں شرکت فرمائی اس کا کالج کے اساتذہ اور طلبہ پر بے حد اثر ہوا۔ گویا آپ نے ہم سب کے دلوں کو موہ لیا۔ نہ معلوم آپ میں یہ کیا جادو ہے یہاں ہر شخص آپ کی تقریر کی تعریف کرتا ہے جس سے مجھے بے انتہا خوشی ہوتی ہے میں نے یہ جو کچھ لکھا ہے اس میں ذرہ برابر مبالغہ یا تصنع نہیں ہے ہم سب سچے دل سے آپ کی صحت اور کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں اور ہماری یہ دلی تمنا ہے کہ آپ ہمیشہ خوش رہیں آپ کی دلی مرادیں بر آویں اور آپ علمی اور ادبی میدان میں امتیاز اور نام حاصل کریں۔

آپ کا بندہ احسان

عبدالحق

(۹)

اورنگ آباد (دکن)

۱۴ر مئی ۱۹۲۸ء

جناب محترم مدظلہ۔ تسلیم

جناب کا تار پہنچا۔ یہ ایسی بڑی خوشخبری تھی کہ دل باغ باغ ہو گیا۔ آپ نے اس معاملے میں ایسی کوشش فرمائی ہے کہ دوسرے کی مجال نہ تھی اور آپ ہی کا کام تھا۔ خدا آپ کو خوش رکھے کہ دوسروں کے کام آتے ہیں۔

اس کے بعد کل آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ یہ سن کر بیحد ملال اور رنج ہوا کہ علی گڑھ والے پھر ضیاء الدین کو لینا چاہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ذلت اور نالائقی کیا ہو گی۔ مگر آپ یقین رکھیں کہ یہ اب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسا ہوا تو[1] یونیورسٹی ہمیشہ کے لئے ڈوب جائے گی۔

آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ آپ سے بڑھ کر کوئی شخص مسلم یونیورسٹی کے لئے موزوں نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی اس ڈوبے

---

[1] سہواً "کہ" درج تھا

ہوئے بیڑے کو ترا سکتا ہے تو آپ ہی ہیں۔ اگر قوم نے اس کی قدر نہ کی تو خود اس کی سزا بھگتے گی۔

مہاراجہ بہادر پرسوں تشریف لائے۔ میں نے کل شب جمعہ کو بلایا ہے۔ اس وقت اڈریس وغیرہ پیش کروں گا اور ڈراما دکھاؤں گا۔ جالنہ میں ان کی طبیعت ناساز ہو گئی تھی مگر اب اچھے ہیں۔

کپڑے کی قیمت آپ کیا دریافت فرماتے ہیں' یہ کیا چیز ہے۔ آپ کے لئے مجھے جان سے بھی دریغ نہیں ہے۔ یہ سب کچھ آپ ہی کا ہے اور میں خود سراپا آپ کا ہوں۔

امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیروعافیت ہو گا۔ مہاراجہ بہادر نے ایک صاحب کی سفارش کی تھی۔ ان کا خط آپ کے دفتر میں ہے۔ ان کا نام علی حسین ساحل بلگرامی ہے۔ وہ مجھے پوچھتے تھے کہ اس کے متعلق کیا ہوا۔ میں نے گول سا جواب دے دیا تھا۔ براہ کرم اس کے لئے کچھ فرما دیجئے۔ وہ منشی فاضل اور لائق شخص ہے۔

اور ------ کی خدمت مل سکتی ہے۔ کوئی صورت نکال دی جائے تو بہتر ہے۔

خادم

عبدالحق

(۱۰)

اورنگ آباد (دکن)

۲۲ر اپریل ۲۹ء

جناب محترم۔ تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا' بہت ممنون فرمایا۔ میں اپنے خط میں محض جوش محبت سے سب کچھ لکھ گیا ورنہ خدانخواستہ میرا مطلب آپ کو نصیحت کرنا یا لیکچر دینا نہ تھا۔ وہ عالم بہت پریشانی کا تھا اور طرح طرح کے وسواس ہوتے تھے۔ ایسی حالت میں آپ جانتے ہیں کہ آدمی کی طبیعت قابو میں نہیں رہتی۔ آپ نے ہمیشہ میری غلطیوں اور نالایقیوں سے درگزر کیا۔ امید ہے کہ اسے بھی آپ معاف فرمائیں گے۔

ایک خبر آپ کو بہت بری سناتا ہوں۔ کورٹ کی آخری میٹنگ کے بعد جس میں دوبارہ آپ کا انتخاب ہوا۔ میں نواب حمید اللہ خان اور ہرہائی نس بیگم صاحبہ سے ملا اور ان سے ایک خط اعلحضرت کے نام اس مضمون کا لکھوایا کہ سید راس مسعود صاحب مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر بالاتفاق انتخاب ہوئے ہیں۔ مسلم یونیورسٹی کی حالت بہت نازک ہے اور چونکہ یہ قومی کام ہے اور آپ بھی یونیورسٹی کے سرپرست ہیں۔ اس لئے امید ہے کہ آپ سید مسعود صاحب کو علی گڑھ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے وغیرہ وغیرہ افسوس ہے کہ اعلحضرت نے اس کے جواب میں انکار کر دیا۔ اب سارا معاملہ آپ کے خط پر ہے اگر آپ نے خط پورے زور اور اپنے دلاویز طریقے سے لکھا ہے تو غالباً" وہ مان جائیں گے۔ ورنہ آپ کو خود آ کر اس

معاملے کی یکسوئی کرنی پڑے گی۔ میں نے اس بارے میں حیدر صاحب سے بھی گفتگو کی ' ان کی رائے بھی یہی ہے۔ عجیب بات ہے کہ اس معاملے میں طرح طرح کی پریشانیاں اٹھانی پڑیں مگر مجھے یقین ہے کہ انجام کار ہمیں اس میں کامیابی ہو گی۔ امید ہے کہ آپ کی یونیورسٹی کا تار اور کاغذات پہنچ گئے ہونگے۔ کورٹ نے آپ کی تمام باتوں کو مان لیا ہے۔ اور آپ کے اکتوبر میں آنے اور جائزہ لینے میں کسی کو عذر نہیں ہے۔

آپ آج کل انگلینڈ میں ہیں۔ کسی طرح آغا خان کو پکڑیئے اور اس سے رقم وصول کیجئے۔ وعدہ کرنے کے بعد اسے نہیں چھوڑنا چاہیے اور جو اسکیم آپ کی تھی اسے بھی پورا کرنے کا وقت ہے۔ ورنہ پھر انگلستان جلد آنا آپ کو نصیب نہ ہو گا۔

دوسری اسکیم آپ کی یہ تھی کی آپ انگلستان اور یورپ کی یونیورسٹیوں کے پروفیسروں اور دوسرے باکمال ادیبوں سے دریافت کریں گے کہ ان کی زبان میں کون کون سی ایسی کتابیں ہیں جن کا مطالعہ کلچر کے لئے نہایت ضروری اور لازم ہے۔ اگر آپ اس کے متعلق خط و کتابت شروع کر دیں یا مل کر دریافت فرمائیں تو بہت ہی اچھا ہو۔

میں علی گڑھ میں بیگم صاحبہ سے ملا تھا۔ وہ آپ کے آنے پر بہت خوشیاں منا رہی ہیں۔ میں نے انہیں بہت تسلی اور تشفی دی۔

خادم
عبدالحق

(۱۱)

اورنگ آباد
۷ر نومبر ۱۹۳۴ء

میرے شفیق اور محترم۔ تسلیم

آپ کا شفقت نامہ مجھے اورنگ آباد میں ملا' میں یہاں اورنگ آباد کالج ڈے کے سلسلے میں آیا تھا اور پرسوں یہاں سے واپس حیدر آباد چلا جاؤں گا۔ آپ کی خیروعافیت کا حال معلوم کرکے بہت اطمینان ہوا۔ کالج ڈے میں سید محی الدین صاحب نے آپ کا پیغام پڑھ کر سنایا جسے سن کر میرا دل بھر آیا اور آپ کی محبت' عنایات اور احسانات کی یاد دل میں تازہ ہو گئی۔ اس وقت آپ کی جگہ خالی دیکھ کر میں نہیں کہہ سکتا کہ میری کیا کیفیت ہوئی۔ حیدری صاحب صدر تھے۔ کالج ڈے کی تقریروں میں کئی بار آپ کا ذکر آیا جس سے مجھے خوشی ہوئی کہ یہاں والے آپ کو بھولے نہیں۔

سید ہاشمی جنگ ہوم آفس میں منتقل ہو گئے ہیں اور یہ ان کے لئے بہتر ہوا۔ کیوں کہ دارالترجمہ کی حالت قابل اطمینان نہیں۔ اور اب اس کی نئی تنظیم ہونے والی ہے دو بار یونیورسٹی کونسل نے بالاتفاق نظامت دارالترجمہ کے متعلق ان کی سفارش

کی اور ہر بار رد کر دی گئی۔ ایسی حالت میں ان کا وہاں رہنا مناسب نہ تھا۔

میکنزی صاحب نے کام شروع کر دیا ہے مگران کی نظر اب تک قواعد و ضوابط اور ڈسپلن پر ہے دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے ایسی افواہ ہے کہ وہ مجھے رکھنا نہیں چاہتے۔ واللہ اعلم بہر حال میں خوش ہوں کہ اس بہانے سے مجھے کسی دوسری جگہ رہ کر لغت کا کام کرنے کی اجازت مل جائے گی۔ میں محض لغت کی خاطر حیدر آباد پڑا ہوا ہوں۔

آپ کا کہیں رہنے کا ٹھکانا ہو جائے تو میں ضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ میں آپ سے ملنے اور باتیں کرنے کے لئے بے تاب ہوں۔ خدا آپ (کو؟) ہمیشہ صحت و عافیت کے ساتھ شادمان اور کامران رکھے۔

آپ کا خادم

عبدالحق

(۱۲)

بنجارہ روڈ، حیدر آباد، دکن

۲۲ر جنوری ۱۹۳۵ء

جناب محترم۔ تسلیم

میں خط لکھنے والا ہی تھا کہ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ میں ۲۰ر دسمبر کو بھوپال پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ علی گڑھ تشریف لے گئے ہیں عین کانوکیشن کے روز علی گڑھ آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی ابھی آپ واپس چلے گئے۔ میرے بدقسمتی کہ ملاقات سے محروم رہا۔ واپسی میں بھوپال ٹھہرنے کا ارادہ تھا لیکن کلکتہ میں بسلسلہ جائزہ زبان اردو بہت دن لگ گئے۔ ایک تو رمضان دوسرے بڑا دن لوگوں کو اپنی دل چسپیوں سے فرصت نہ تھی خدا خدا کرکے عزیز الحق صاحب نے خاص خاص لوگوں کو دعوت دی اور جائزے کے کام کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی اور کام شروع ہو گیا اب دوسری مشکل یہ پیش آئی کہ ایک تو میری واپسی کے ٹکٹ گم ہو گئے اور اس کے ساتھ روپیہ بھی دوسرے دن کم رہ گئے اس لئے میں براہ ناگپور واپس آگیا بھوپال نہ جا سکا آپ سے نہ ملنے کا مجھے بڑا قلق رہا اب انشاء اللہ آخر ماہ مارچ یا شروع اپریل میں حاضر ہوں گا۔ امید ہے کہ ان دنوں آپ وہیں تشریف رکھیں اپنے آنے کی تاریخوں سے پہلے اطلاع کر دوں گا۔

سر اکبر حیدری آج کل دہلی میں براج رہے ہیں۔

خادم

عبدالحق

(۱۳)

اورنگ آباد

روز جمعہ

جناب والا مدظلہ

آپ کا شکایت نامہ پہنچا۔ میری کیا مجال کہ آپ کے ارشاد کی تعمیل نہ کروں۔ محض شدید ضرورت کی وجہ سے میرے آنے میں تاخیر ہوئی۔ اب انشاء اللہ اتوار کے روز روانہ ہو کر پیر کی صبح حیدر آباد پہنچوں گا۔ اور قدم بوسی حاصل کروں گا امید ہے کہ جناب کا مزاج بخیر و عافیت ہو گا اور یہ دورہ شگفتگی مزاج کا باعث ہوا ہو گا۔

اس قیام میں گارساں دتاسی کے ایک لکچر کا ترجمہ آپ سے ضرور لوں گا اور خود آپ کے پاس بیٹھ کر لکھتا جاؤں گا۔

خادم

عبدالحق

(۱۴)

سیف آباد' حیدر آباد' دکن

۲۰ر فروری ۱۹۳۵ء

جناب محترم

شفقت نامہ پہنچا۔ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ میں آپ کو بھول جاؤں۔ آپ کی محبت کا نقش مرتے دم تک میرے دل پر رہے گا میں نے اپنی حد تک پوری سعی کی کہ آپ سے ملوں لیکن میری بدقسمتی کہ ملاقات سے محروم رہا۔ انشاء اللہ اب مارچ کے آخر یا اپریل کے شروع میں ضرور حاضر ہوں گا۔ آپ سے مجھے ایک ضروری معاملے میں مشورہ بھی کرنا ہے۔

گارسان دتاسی کے خطبات کا ترجمہ ختم ہو چکا ہے۔ آپ نے اس کے لئے ایک مقدمہ لکھ کر مجھے دیا تھا۔ آپ فرمائیں تو اسے میں آپ کی خدمت میں بھیج دوں اس پر ایک نظر ڈال لیجئے اور ترمیم و اصلاح کی ضرورت ہو تو فرما دیں۔ میں ان لکچروں کو الگ کتاب میں شائع کرنا چاہتا ہوں یہ ترجمہ آپ ہی کے ارشاد اور ہدایت کے مطابق ہوا تھا اسی لئے آپ ہی کا دیباچہ بھی ہونا چاہیے۔ جواب آنے پر صاف لکھوا کر بھیج دوں گا۔

آپ کا سچا خادم

عبدالحق

(۱۵)

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن

۲۴ر اپریل ۱۹۳۷ء

جناب والا!

انجمن ترقی اردو کے مقاصد کو زیادہ وسعت دینے اور اردو زبان کی ترقی و اشاعت کی تحریک زیادہ قوی کرنے کی غرض سے ایک اردو کانفرنس ۲۴، ۲۵ ر اکتوبر کو منعقد کی گئی تھی اور اس کی رپورٹ جناب کی خدمت میں بھیج دی گئی تھی اس کا ایک نسخہ مکرر اس عریضے کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

اس کانفرنس نے متفقہ طور پر جو امور طے کیے وہ اغراض و مقاصد کی صورت میں جناب کے ملاحظے میں پیش کیے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ اس کی منظوری عطا فرمائی جائے گی اگر کوئی امر قابل ترمیم و اصلاح ہو تو اس سے ایما فرمایا جائے تاکہ مجلس نظما میں پیش کر کے قطعی فیصلہ کرلیا جائے۔

چونکہ کانفرنس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ انجمن کا مستقہ دہلی ہو گا۔ لہٰذا اس امر کی ضرورت ہے کہ برٹش انڈیا میں ازروئے سوسائیٹیز رجسٹریشن ایکٹ نمبر۲۱ بابت ۱۸۶۰ء اس کی باقاعدہ رجسٹری کرالی جائے۔ براہ کرم اس کی بھی منظوری عطا فرمائی جائے۔

عبدالحق

آنریری سیکرٹری انجمن ترقی اردو

رخشاں ابدالی کے نام

ا۔ دریا گنج، دہلی
۶ فروری ۱۹۴۷ء

مکرم بندہ۔ السلام علیکم!

آپ کا خط پہنچا، جس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں آپ نے اپنے خاندان کے نوادر انجمن ترقی اردو کے حوالے کر دینے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ بہت مبارک اور قابل قدر ہے۔ انجمن میں ان کی کامل حفاظت کی جائے گی۔ انجمن کو گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک بہت اچھا قطعہ اراضی نئی دہلی میں دیا ہے اور انشاء اللہ عنقریب وہاں انجمن کی عمارت تعمیر کی جائے گی۔ جس میں سب سے اچھا اور پائیدار کتب خانہ ہو گا اور انجمن کے نادر قلمی نسخے وغیرہ بہت حفاظت سے رکھے جائیں گے۔

بانکی پور پٹنہ کے مولوی ابو العاصی صاحب نے بھی اپنا کتب خانہ انجمن کے حوالے کر دیا ہے۔ جو جلد وہاں سے منتقل کر کے انجمن میں پہنچا دیا جائے گا۔

آپ کے ہاں کی بعض چیزیں تو قابل طبع ہوں گی۔ ان کے طبع کا بھی انتظام کیا جائے گا۔

بہار کے قتل و غارت کے حالات اخباروں نیز ان صاحبوں سے سن کر جو بہار سے آئے ہیں ایسا صدمہ اور قلق ہوا جو بیان سے باہر ہے۔ اس ہولناک سانحہ نے مسلمانوں پر بہت گہرا اثر کیا ہے۔ آپ بلاتامل اپنے مسودے بھیج دیجئے۔ ان کی پوری پوری احتیاط کی جائے گی اور اس کا اعلان انجمن کے اخبار "ہماری زبان" میں بھی کر دیا جائے گا۔

خیر طلب
عبد الحق

مولوی رشید الدین خان کے نام

۱۳؍ فروری ۱۹۵۰ء

جوابات

نمبر۱ ☆ کتاب تقریباً ۶ ـ ۷ ماہ کے اندر مطبع میں جاسکے گی۔

نمبر۲ ☆ کتاب کے متعلق صرف یہ معاہدہ ہوگا کہ اس کا حق طبع انجمن کے لئے محفوظ رہے گا۔ آپ کو چھپائی کی کوئی رقم نہ دینی پڑے گی بلکہ کتاب چھپ جانے کے بعد آپ کو جتنے نسخے چاہیں بھیج دیئے جائیں گے۔

نمبر۳ ☆ کتاب کے اجزا اگر تیار ہوں تو ارسال فرمادیں۔ ورنہ دو تین ماہ کے اندر بھیج دیں۔

نمبر۴ ☆ کتاب سال رواں کے آخر تک چھپ جائے گی۔

نمبر۵ ☆ مکمل اجزائے کتاب موصول ہونے کے بعد اس پر دیباچہ لکھا جائے گا۔

نمبر۶ ☆ کتاب کی تقطیع انجمن کی دیگر مطبوعات کی طرح ۲۲ x ۱۸ ہوگی اور کاغذ ۱۸ تا ۲۰ پونڈ کا لگایا جائے گا۔

نمبر۷ ☆ کاغذ کا نمونہ (جس پر کتاب طبع ہوگی) ملفوف ہے۔

عبدالحق

ڈاکٹر ریاض الحسن کے نام

(۱)

انجمن ترقیٔ اردو پاکستان

اردو روڈ کراچی

۴ اکتوبر ۵۶ء

مشفقی و مکرم زاد لطفکم السلام علیکم

آپ نے غضب کیا کہ دفعتہ" یہاں سے چل دیئے اور اطلاع تک نہ کی۔ آخری ملاقات میں آپ نے فرمایا تھا کہ دو دن بعد آؤں گا آپ کے لئے گلستان اور بوستان کے نسخے بھی نکال رکھے تھے جب کئی روز ہو گئے اور آپ نہ آئے تو مجھے بہت تشویش ہوئی کئی صاحبوں سے آپ کے قیام گاہ کا پتا دریافت کیا اس شہر ناہنجار میں کسی نے بھی نہ بتایا۔ خالد حسن قادری صاحب کو اس مہم پر خاص طور سے متعین کیا۔ محلے محلے پوچھتے پھرے۔ کچھ معلوم نہ ہوا۔ آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اخبارات میں اشتہار دیا جائے میں نے اس کا مسودہ تیار کیا اور اردو کے کئی اخباروں کو اشاعت کے لئے بھیج دیا حسن اتفاق دیکھئے کہ دو تین گھنٹے بعد آپ کا خط ملا۔ میں نے فورا" فون سے ان اخبارات سے کہا کہ اطلاع گمشدہ کا اشتہار اب شائع نہ کریں پتا مل گیا ہے خدا کا شکر ہے کہ آپ کولمبو کے سفارت خانے میں بہ خیر و عافیت سیٹھ صاحب کی جانشینی کر رہے ہیں پالی زبان کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ بہت دلچسپ ہے اگر وہاں رہنے کا اتفاق ہو تو اس کا مطالعہ کیجئے۔

چائے کا پارسل اب تک نہیں ملا۔ شاید اب آ جائے میرے لئے وہ بہت اچھا تحفہ ہے اب یہاں چائے اچھی نہیں ملتی۔ اس لئے میں نے صبح کو کافی پینی شروع کر دی ہے۔ افسوس آپ کے دفعتا" چلے جانے سے حیات جاوید والا مضمون رہ گیا مجھے اس کا انتظار تھا وہاں تو شاید آپ نہ لکھ سکیں گے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۲)

کل پاکستان انجمن ترقی اردو

اردو روڈ کراچی

۹ مئی ۱۹۵۷ء

شفیق مکرم زاد لطفکم السلام علیکم

آپ کی عنایت کا کیونکر شکریہ ادا کروں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو الہام ہوتا ہے آپ نے اس سے پہلے پارسل سیلونی چائے کا بھیجا تھا وہ ختم ہونے کو تھا اور صرف دو چار دن ہی کی چائے رہ گئی تھی کہ اتنے میں یوسف صاحب نے دو پیکٹ

آ کر دیئے جو آپ نے اپنی عنایت سے میرے لئے ان کے ہاتھ بھیجے تھے میں اس چائے کو احتیاط کے ساتھ خرچ کرتا ہوں۔ کیونکہ اچھی چائے یہاں نہیں ملتی۔ آج کل پاکستان کے لوگوں میں ۵۷ء کی جنگ آزادی کا خبط سمایا ہوا ہے حکومت نے ایک شوشہ چھوڑ دیا ہے بس کیا تھا لوگ اس کی طرف اس طرح لپکے جیسے بھوکا کھانے پر ٹوٹ کے گرتا ہے آج کل کارپوریشن کا نمائندہ چادر لے کر رنگون گیا ہے کل پاکستان کی طرف سے بہادر شاہ ظفر کی مزار پر چڑھائے گا کیسا خوش قسمت اور مبارک ہے یہ شخص کہ جس نے باپ دادا کی سلطنت کھوئی اور ابدی زندگی پائی وہ جنگ آزادی میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا جنگ آزادی اس طرح کی جاتی ہے جیسی ۵۷ء میں کی گئی تھی کل ۱۰ر مئی ہے رات سارے پاکستان میں چراغاں ہو گا جلوس نکلیں گے۔ اور مشاعرے۔ یہ سلسلہ کئی دن تک رہے گا۔ ایک ساٹھ فٹ کا مینار آزادی کی یادگار میں بنایا جائے گا۔ ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق۔ یہ ہنگامے یوں ہی ہوتے رہیں گے۔ اور گھر بے رونق ہوتا رہے گا۔

ایک صاحب نے ایک کتاب (Eccolitaliano (Italino Uzdu کا مسودہ انجمن میں پیش کیا ہے جس کا مقصد پاکستان کو اتالوی زبان سے متعارف کرانا ہے یعنی اردو کے ذریعے اتالوی کا سکھانا۔

یہاں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو اردو اور اتالوی دونوں زبانیں جانتا ہو۔ اگر آپ اس کو دیکھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں تو آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب اس قابل ہے کہ انجمن کی طرف سے شائع کی جائے اور اس کی اشاعت پاکستان کے لئے مفید ہو گی۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ نواب صدیق علی خاں کو میرا سلام پہنچا دیجئے۔

مخلص

عبدالحق

(۳)

کل پاکستان انجمن ترقی اردو

اردو روڈ کراچی ۱

۱۳ مئی ۵۷ء

مکرمی ڈاکٹر صاحب۔ تسلیم

آپ کی پے در پے عنایتوں کا شکریہ الفاظ میں ادا کرنا ممکن نہیں ابھی چھے روز ہوئے کہ آپ نے یوسف صاحب (مالک نارتھ ویسٹرن ہوٹل) کے ہاتھ چائی کا بنڈل بھیجا تھا۔ کل ایک دوسرا بنڈل وصول ہوا۔ جو اسٹیٹ بنک پاکستان کے ایک افسر نے پہنچایا۔ میں یہ چائے بڑی احتیاط سے استعمال کرتا ہوں۔ کیوں کہ یہاں چائے اچھی نہیں ملتی۔ چائے پیتے وقت بے ساختہ آپ یاد آ جاتے ہیں اب پرانے ملنے والے بہت کم رہ گئے ہیں صرف آپ جیسی دو چار صورتیں باقی ہیں خدا آپ کو خیروعافیت کے ساتھ خوش و خرم رکھے۔

اس زمانے میں جیساکہ اردو پر اور خاص کر انجمن ترقی اردو پر طرح طرح کی آفتیں نازل ہو رہی ہیں عبدالرحمٰن صدیقی بہت یاد آتے ہیں وہ زندہ رہتے تو ہماری بہت سی مشکلات رفع ہو جاتیں۔ اب کوئی ایسا نہیں رہا جو ہمارا ہاتھ بٹائے یا آگے بڑھ کر انجمن کی حمایت کرے۔ اس وقت جن لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار ہے انہیں اردو سے کوئی لگاؤ نہیں۔ بلکہ ایک گونہ عداوت ہے اس پر انجمن کے بعض ارکان کی بے وفائی اور غداری سخت تکلیف دہ ہے غرض انجمن کا بیڑا منجھدار میں ڈانواں ڈول ہے بظاہر انجام اچھا نظر نہیں آتا۔ دعا کیجئے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۴)

انجمن ترقی اردو پاکستان

اردو روڈ کراچی ا

۳۱ جولائی ۵۷ء

شفیق مکرم زاد لطفکم۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ اس سے قبل آپ کا ایک خط جس میں اٹالوی اردو قواعد کے متعلق رائے درج تھی وصول ہوا تھا کتاب کا مسودہ بھی وصول ہو گیا تھا میں انفلوئنزا میں مبتلا ہو گیا تھا اس کے بعد پیچش ہو گئی۔ اب اچھا ہوں مگر نقاہت بہت ہے زیادہ دیر کام نہیں کر سکتا۔ اور نہ زیادہ چل پھر سکتا ہوں۔

اصغر کے شعر کی شرح پر آپ نے بہت خوب تبصرہ کیا ہے وہ میں رسالہ اردو میں شائع کروں گا۔ اثر صاحب اس کا جواب ضرور لکھیں گے۔ وہ چوکنے والے نہیں اردو کے رسالے آج کل آپ کی نظر سے کہاں گزرتے ہوں گے۔ اگر آپ یہاں ہوتے تو میں آپ کو دکھاتا۔ جہاں کسی نے ان کی رائے سے اختلاف کیا یا ان کی تعریف میں کمی کی تو فوراً اس کے جواب میں ان کا مضمون شائع ہو جاتا ہے جس میں وہ اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہیں ہر مہینے ایک دو مضمون اس نوعیت کے نکلتے رہتے ہیں۔

آپ نے اصغر صاحب کے شعر پر جو کچھ لکھا بہت خوب لکھا لیکن آپ کا مضمون مولانا حالی پر بحیثیت سیرت نگار اب تک نامکمل ہے کیا اس کی تکمیل کی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ اسے آپ ضرور پورا کر دیجئے۔

آپ اپنے خطوں میں میری درازی عمر کی دعا فرماتے ہیں یہ اچھی بات نہیں۔ میں اسے اپنے حق میں بددعا سمجھتا ہوں اس ملک میں اور اس کے پڑوسی ملک میں بھی آج کل زیادتی عمر اور زیادتی اولاد دونوں عذاب ہیں یہاں آکر مجھے اپنے ساتھیوں سے جو تکلیفیں اور روحانی اذیتیں پہنچی ہیں وہ بیان نہیں کر سکتا۔ ایک دوسری تکلیف دہ بات یہ ہے کہ آج کل جن حضرات کے ہاتھوں میں حکومت ہے وہ انجمن اور انجمن کے کاموں سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ یہ اسے لایعنی ہی نہیں سمجھتے بلکہ اس کے

خلاف ہیں اب آپ ہی فرمائیں کہ میں کروں تو کیا کروں۔ آپ اپنی دعا واپس لے لیجئے۔

خیر طلب
عبدالحق

(۵)

کل پاکستان انجمن ترقی اردو
اردو روڈ کراچی ا

۱۲ اکتوبر ۵۷ء

مشفقی و مکرمی زاد لطفہ ۔ تسلیم

آپ کا تحفہ یعنی چائے کا پارسل تین چار روز میں اب پہنچا ہے میں تو مایوس ہو چکا تھا اور سمجھا کہ کسٹم والوں نے ہضم کر لیا۔ خیر اب مل گیا بہت شکر گزار ہوں۔

آپ نے اپنے خط میں پالی اور اردو کی مشابہت کے متعلق کچھ اشارہ کیا تھا آپ کا خیال صحیح ہے پالی اور اردو دونوں کا سرچشمہ ایک ہی ہے پالی نے رفتہ رفتہ ترقی پا کر ادبی صورت اختیار کر لی تو وہ سنسکرت کی طرح ادب و فلسفہ کی زبان ہو کر رہ گئی اردو (ہندوستانی) عوام کی اور روزمرہ کی بول چال زبان کی حیثیت سے بدلتی اور بڑھتی رہی پالی اور اردو میں بہت سی بنیادی چیزیں مشترک ہیں۔ آپ نے اگر اس زبان کا مطالعہ کیا تو تحقیق میں بہت سی ایسی باتیں مل جائیں گی۔

یہ فرمایئے آپ کب تک راون کے مقدس وطن میں رہیں گے۔ غالباً" آپ کا یہ قیام عارضی معلوم ہوتا ہے دیکھیے اس کے بعد آپ کہاں دھکیلے جاتے ہیں۔ آپ تو سچ مچ زمین کا گز بن گئے ہیں کبھی کبھی خط لکھتے رہیے۔ پرانے ملنے والوں میں اب دو چار ہی رہ گئے ہیں خدا ان کو سلامت رکھے۔ میں تو طویل عمر سے بیزار ہو گیا ہوں عبدالرحمٰن بہت یاد آتے ہیں۔ وہ بہت سچا' ہمدرد اور وفادار دوست تھا اب تو کوئی ایسا بھی نہیں رہا کہ جس کے پاس گھنٹہ آدھ گھنٹہ بیٹھ کر لطف صحبت حاصل کریں اور کسی معاملے میں مشورہ کر سکیں۔ زندگی اجیرن ہوتی جاتی ہے انجمن کی مالی حالت بہت سقیم ہو گئی ہے اور اس کا چلنا دشوار معلوم ہوتا ہے حکومت نے ادارہ کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کیا ہے پاکستان میں جتنے علمی ادبی ادارے ہیں ان میں سب سے کم امداد انجمن کو ملتی ہے حالانکہ اس کا کام سب سے زیادہ ہے اور جو کچھ نہیں کرتے انہیں سب سے زیادہ رقمیں ملتی ہیں۔ میں "قومی زبان" کا ایک پرچہ بھیجتا ہوں۔ اس سے اس کی کیفیت معلوم ہو گی۔

خیر طلب
عبدالحق

(٦)

کل پاکستان انجمن ترقی اردو

اردو روڈ کراچی
۲۶ جنوری ۵۸ء

مشفقی و مکرمی السلام علیکم

آپ کے دونوں خط مجھے پہنچ گئے تھے جس کے لئے آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ آشوب چشم کی وجہ سے لکھنے پڑھنے سے قاصر رہا اس لئے جواب نہ لکھ سکا۔ اب بھی لکھنے پڑھنے میں کسی قدر دشواری ہوتی ہے۔

اپنے آخری خط میں جو مشورے آپ نے کتب خانے کے متعلق دیئے ہیں وہ نہایت مناسب اور معقول ہیں ٹرسٹ میں جانے کے بعد ان کو پیش نظر رکھوں گا۔ اور خاص احباب سے اس بارے میں مشورہ کروں گا۔ سیلون میں سیلاب نے بڑی تباہی مچائی۔ امید ہے آپ خیروعافیت سے ہوں گے۔

خیر طلب
عبدالحق

(۷)

کل پاکستان انجمن ترقی اردو
اردو روڈ کراچی ۱
۱۷ فروری ۵۸ء

شفیقی زاد لطفکم ۔ السلام علیکم

آپ کا خط جو آپ نے عبدالغنی خاں صاحب کو لکھا تھا۔ مجھے ملا۔ جنوری کا اردو زیر طبع ہے پریس کی حالت اچھی نہیں۔ وقت پر کوئی چیز نہیں چھپتی۔ جب سے پریس کمیٹی کی زیر نگرانی آیا ہے اس کی حالت ابتر ہو گئی ہے ایک پریس ہی کیا خود انجمن معرض انحطاط میں ہے پارٹی بازی ہمارے ملک کا محبوب مشغلہ ہے آپس کے نزاع کی وجہ سے کتب خانہ بند ہے کھلے تو آپ کے بکس دیکھوں۔ اس عرصے میں آپ کراچی کئی بار آئے آپ نے کبھی ان بکسوں کا ذکر نہ کیا۔ اور نہ ان کے دیکھنے کی تکلیف گوارا کی۔ کئی سال ہو گئے مجھے تو بالکل یاد نہیں۔ آپ کا مضمون (شعر کی تشریح) جنوری کے پرچے میں چھپے گا۔ آشوب چشم کی وجہ سے زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ لکھنا پڑھنا موقوف ہے۔

عبدالحق

(۸)

کل پاکستان انجمن ترقی اردو
اردو روڈ کراچی ۱
۱۲ اپریل ۵۸ء

شفیق مکرم زاد لطفہ ۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ نے سالانہ تقریب کی چہل پہل کا تو ذکر کیا مگر اس لسانی چہل پہل کا ذکر نہ کیا جو آج کل راون

علیہ الرحمہ کی ارض مقدس میں بپا ہے۔

مجھے اس سے بے حد خوشی ہوئی کہ آپ کا تبادلہ کراچی ہو گیا ہے کم سے کم ایک ہم خیال اور ہمدرد تو کراچی میں ہو۔ عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد یہاں کوئی ایسا نہ رہا جس سے میں دل کھول کر بات کر سکوں اور جو وقت پر میرا ساتھ دے۔ آپ کے آ جانے سے ایک گونہ یہ اطمینان تو رہے گا کہ کراچی میں ہمارا بھی کوئی ہے۔

آپ کی کتابیں محفوظ ہیں اطمینان رکھیے۔ میں نے بغرض حفاظت صندوقوں میں سے نکلوا کر الگ ایک خاص الماری میں رکھا دی تھیں۔ مخالفین نے کتب خانے کو سر بمہر کر دیا ہے اس کا جھگڑا چل رہا ہے اس کے کھلنے پر پوری طرح اطمینان کر لیا جائے گا۔

احباب نئے اعزاز کی مبارکباد دے رہے ہیں مجھے اس سے کوئی خوشی نہیں۔ البتہ حکومت میرے کام میں مدد دیتی تو اس سے بلاشبہ مجھے مسرت ہوتی۔ اور شاید میری زندگی اور بڑھ جاتی۔ آپ کا خیال صحیح ہے۔ اس نے خالی خطاب دے کر اپنا دامن بچا لیا۔ اس کے بعد انشاء اللہ زبانی باتیں ہوں گی اور ڈاک کا غیر قدرتی پردہ اٹھ جائے گا۔

خیر طلب

عبدالحق

سید سبط حسن کے نام

(۱)

اردو روڈ کراچی۔
۱۶ ستمبر ۱۹۵۴ء

عزیزی و مکرمی

تمہارا خط پہنچا۔ افسوس کہ تم پھر وہیں پہنچ گئے جہاں سے چھوٹ کر آئے تھے اور زیادہ افسوس اس کا ہے کہ تمہیں ہسپتال سے لے کر گئے۔

پچھلی مرتبہ بہت سی کتابیں اور رسالے بھیجے تھے وہ تمہیں نہ ملے اور پارسل واپس آ گئے اور خط بھی نہ ملے۔ فی الحال اردو' سائنس اور تاریخ و سیاسیات' معاشیات اور قومی زبان کے پرچے بھیجتا ہوں۔ خدا کرے تم کو مل جائیں۔

ترجمہ کے لئے کتاب غور کرنے کے بعد بھیجوں گا اس وقت ذہن میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے۔

درد گردہ بہت موذی مرض ہے۔ اس میں دوا سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور احتیاط بھی غذا کی۔ معلوم نہیں مہمان خانہ شاہی میں اس طرف توجہ کی جاتی ہے یا نہیں۔

خیر طلب
عبدالحق

(۲)

اردو روڈ کراچی۔۱
۶ اکتوبر ۱۹۵۴ء

مکرمی و عزیزی سلمہ

چند کتابیں رجسٹری کے ذریعے بھیج چکا ہے امید ہے وصول ہو گئی ہوں گی۔

آپ کا کہنا صحیح ہے کہ قوم کا زاویہ نظر سائنسی بنایا جائے تاکہ لوگ تمام علوم و فنون اور قدیم روایات اور عقائد اور زندگی کی دوسری حقیقتوں کو سائنسی نظر سے دیکھیں انجمن نے اپنے کالج میں سائنس کا شعبہ بھی قائم کیا ہے۔ اس کے افتتاح کے وقت میں نے یہی بات کہی تھی کہ ہمارے نوجوان کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں سائنس پڑھتے ہیں۔ امتحان دیتے ہیں پھر کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں

اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہوتا ہے مگر سائنسی مزاج پیدا نہیں ہوتا مجھے اکثر سائنس دانوں سے ملنے کا اتفاق ہوا مگر میں نے انہیں اس سے خالی پایا۔ سر رامن جیسے نامور سائنس دان کے ساتھ بعض کمیٹیوں میں کام کرنے کا اتفاق ہوا۔ یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ عام مسائل کو سائنسی نظر سے نہیں دیکھتے۔ میاں افضل حسین وائس چانسلر پنجاب یونی ورسٹی بڑے سائنس دان سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان سے گفتگو کرنے پر معلوم ہوا سائنس چھو تک نہیں گئی۔ ان سے اس بات پر اکثر جھڑپ ہوئی کہ سائنس کی تعلیم اردو میں بھی ہو سکتی ہے وہ اس کے قائل نہیں اور فضول بحثیں کرنے لگتے ہیں۔ تین سال ہوئے میں نے کراچی اردو کانفرنس کی اور اس میں ایک دن اور شب خاص سائنسی مقالات اور سائنسی اسباق کے لئے رکھا۔ ہرچند میاں صاحب کو بلایا مگر وہ نہ آئے۔ وہ اس بات کو سننا تک گوارا نہیں کرتے۔ جب میں نے اصرار کیا تو فرمایا آپ یہ کیوں کرتے ہیں؟ میں نے کہا آپ صاحبوں کا کفر توڑنے کے لئے۔ غرض یہ حال ہے ہمارے سائنس دانوں کا۔ ترجمہ کے لئے آپ کے واسطے کوئی تجویز کروں گا غور کر رہا ہوں۔ درد گردہ کا ایک چٹکلا بتاتا ہوں۔ جس وقت درد اٹھے تو موم کی ایک گولی (جھڑبیری کے بیر کی برابر) گرم پانی یا چائے کے ساتھ نگل لی جائے۔ فورا" آرام ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ عارضی چیز ہے۔ میں نے اس کا کئی دوستوں پہ تجربہ کیا ہے۔ بیشک میں بہت بیمار ہو گیا تھا زندگی باقی تھی بچ گیا اب بالکل اچھا ہوں۔

خیر طلب
عبدالحق

(۳)

اردو روڈ کراچی۔ ۱
۱۲ دسمبر ۱۹۵۴ء

عزیز وسلمہ

تعجب ہے میرا خط جو لاہور کے پتے پر تھا آپ کو نہیں ملا۔ ایسا ہونا خلاف توقع نہیں۔ کیمبل پور منتقلی کی وجہ معلوم نہ ہوئی۔ یہ مقام زیادہ سرد ہو گا۔

یہاں آج کل مشاعروں کا خوب چرچا رہا۔ جوش، جگر، روش، آزاز، وغیرہ وغیرہ بھارت سے تشریف لائے تھے کئی مشاعرے ہوئے۔ ایک شاعر نے بڑی اچھی سچی بات کہی کہ آج کل ہماری زندگی ریلوں میں بسر ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ ملک میں مشاعرے مسلسل ہوتے رہتے ہیں۔ آج یہاں کل وہاں شاعر بھی اسی حساب سے پھرتے رہتے ہیں۔ گزر اوقات معاش کا یہ نیا ذریعہ نکل آیا ہے۔

مور لینڈ کا کہنا ٹھیک ہے پہلا پریس پرتگالیوں ہی نے گوا تھا میں قائم کیا۔ ہمارے پریس کی تاریخ پڑھنے کے قابل ہے۔ اتنی مدت میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہوا۔ چند روز کے بعد کچھ کتابیں اور بھیجوں گا۔

عبدالحق

(۴)

اردو روڈ کراچی۔ ۱
مورخہ ۴ فروری ۱۹۵۵ء

مکرمی و عزیزی سلمہ

آپ کا خط ملا۔ آپ کی رہائی سے (اور وہ بھی ضمانت پر) کچھ زیادہ خوشی نہیں ہوئی خصوصا" جب لاہور سے باہر نہیں جا سکتے۔ میرا خط آپ کو نہیں ملا۔ کوئی ایسا ضروری بھی نہ تھا۔ میں آج کل بہت معروف ہوں۔ میرے دونوں مددگار بیمار ہیں۔ سب کام مجھی کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ ایک دن کے لئے بھی باہر نہیں جا سکتا۔

انجمن جب حیدر آباد اور دہلی میں تھی تو ہر مضمون کا معاوضہ دیتی تھی۔ یہاں انجمن میں اتنی استطاعت نہیں رہی۔ اب تک پانچ رسالے شائع کرتے تھے۔ قومی زبان' اردو' سائنس' معاشیات' تاریخ و سیاسیات۔ گزشتہ سال ان میں انجمن کو پندرہ ہزار روپے کا خسارہ ہوا۔ مجبور ہو کر اس سال تاریخ و سیاسیات کو بند کرنا پڑا۔ باقی رسالے بھی بہت خسارے سے چل رہے ہیں۔ ایسی حالت میں انجمن کیا معاوضہ دے سکتی ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو اور رسالے بھی بند کرنا پڑیں گے۔ دیکھئے فیڈرل کورٹ کیا فیصلہ کرتی ہے۔ اگر فیڈریل کورٹ سے آپ بری ہو جائیں تو پھر آپ بھارت چلے جائیں غالبا" وہاں حالت بہتر ہو گی۔

عبدالحق

(۵)

اردو روڈ کراچی۔ ۱
۳ مارچ ۱۹۵۵ء

مکرمی و عزیزی سلمہ

آپ کا خط ملا اور یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ پاکستان اپنی خوشی سے آئے ہیں اور پاکستان کو اپنا وطن بنا لیا ہے۔ مجھے آپ کے اس خیال سے مکمل اتفاق ہے کہ زندگی فقط سیاست ہی تو نہیں۔

قوم کی خدمت دوسری طرح بھی ہو سکتی ہے۔ اسکول قائم کرنے کا خیال بہت اچھا ہے۔ اچھے اسکول کی شدید ضرورت ہے۔ تعلیم کی بری طرح مٹی خراب ہے۔ اس کام کے لئے مخلص مددگاروں کا ملنا شرط ہے۔ اگر آپ کو ایسے چند صاحب مل گئے ہیں تو گویا کامیابی کی پہلی شرط پوری ہو گئی ہے۔ خدا کرے آپ کی یہ تمنا حسب دل خواہ پوری ہو جائے۔ معلوم نہیں آپ کو لاہور کا کچھ تجربہ ہے یا نہیں۔ آپ کی بیوی کہاں ہے۔ آپ اتنے عرصہ مارے مارے پھرے اور جیلوں میں بسر کی وہ بیچاری کہاں رہی اور اس کی خبرگیری کس نے کی؟

خیر طلب
عبدالحق

(۶)

اردو روڈ کراچی۔ ۱
19-1-59ء

عزیزم سید سبط حسن

آج اخباروں میں یہ خبر پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ تم قید و بند سے آزاد کر دیئے گئے۔ آزادی قید سے کچھ کم کٹھن نہیں ہوتی۔ اس کی پابندیاں ایک قیدی کی پابندیوں سے شاید ہی کچھ کم ہوں۔ لیکن باوجود اس کے دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ خدا کرے یہ گرفت آخری ہو اور تم آئندہ زندگی خوش حالی اور آزادی سے بسر کرو۔

خیر طلب
عبدالحق

(۷)

اردو روڈ کراچی۔ ۱
۱۴ مارچ ۱۹۵۹ء

عزیز من سلمہ

میری طرف سے فیض صاحب کو مبارک باد کہنا کہ وہ خیر و عافیت سے سرکاری مہمان خانے سے اپنے گھر آ گئے اب دونوں میں سے کون سا گھر اچھا ہے یہ میں نہیں کہہ سکتا۔

اس وقت اپنی کتاب "چند ہم عصر" کے لئے خالدہ ادیب خانم کا حال لکھ رہا ہوں۔ مجھے خیال آیا کہ تم نے مجھ سے اپنے سالانہ نمبر کے لئے مضمون کی فرمائش کی تھی۔ معلوم نہیں آپ اسے

"لیل و نہار" میں شائع کرنا پسند کریں گے یا نہیں۔ ہر اخبار کا ایک مسلک ہوتا ہے اور وہ اسی نوعیت کا مضمون اپنے اخبار میں چھاپتا ہے۔ اس کے علاوہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا مضمون ہو وہ نہیں چھاپے گا مثلا" میرا رسالہ اردو ہے۔ اس میں زبان' لسانیات'ادبی تنقید وغیرہ سے بحث ہوتی ہے۔ اگر کوئی فلسفہ یا تاریخ کا اعلیٰ درجہ کا مضمون اردو میں شائع کرنے کے لئے بھیجے گا تو شائع نہیں کروں گا۔ اس میں برا ماننے کی بات نہیں۔ اس لئے اگر یہ مضمون تمہارے اخبار کے مسلک کے خلاف ہو تو بلاتامل صاف انکار کر دینا۔ میں ہرگز برا نہ مانوں گا۔ اگر خلاف نہ ہو تو لکھ بھیجو۔ ایک دو روز میں بھیج دوں گا۔ میرے پاس خانم کی بہت اچھی تصویر تھی افسوس وہ دلی میں اور بہت سی عزیز چیزوں کی طرح رہ گئی۔ کس کس کو روؤں۔

خیر طلب
عبدالحق

(۸)

اردو روڈ کراچی۔ ۱
۲۱ مئی ۱۹۵۹ء

عزیز من سلمہ

خط پہنچا اخباروں سے پہلے سب حال معلوم ہو چکا تھا میں یہی سوچ رہا تھا اب تم کیا کرو گے۔ مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ لسانیات پر کتاب لکھنا چاہتے ہو۔ ایسی کتابوں کی بہت ضرورت ہے۔ اردو میں اس موضوع پر صرف دو چار ہی کتابیں ہیں اور وہ بھی ایسی نہیں کہ تحقیق کے لحاظ سے مستند ہوں۔ لیل و نہار کی ادارت کی نسبت میں اس کام کو زیادہ ضروری اور مفید سمجھتا ہوں۔ کتابوں کی کم یابی کے متعلق تمہاری شکایت بجا ہے۔ لاہور میں تو پھر بھی اچھی اچھی لائبریریاں اور کتابیں مل جاتی ہیں۔ کراچی اس معاملے میں بہت ہیٹا ہے۔

تم لاہور کی گرمی کی شکایت کرتے ہو کہ درجہ حرارت ۱۱۰ تک پہنچ گیا ہے۔ یہاں پرسوں ۱۱۳ تھا۔ ایسی گرمی کراچی میں کبھی نہیں پڑی تھی۔

اپنے حالات سے کبھی کبھی ضرور اطلاع دیتے رہو۔

خیر طلب
عبدالحق

سراج الدین کے نام[1]

۲۷ر مارچ ۱۹۵۱ء

مکرم و معظم زاد لطفہ ۔ السلام علیکم

غالباً" آپ کو اطلاع پہنچی ہو گی کہ انجمن ترقی اردو پاکستان اعلا پیمانے پر ایک اردو کانفرنس کر رہی ہے جس کے اجلاس ۱۳ر۱۴ر۱۵ر اپریل کو منعقد ہوں گے۔ اس کا افتتاح عالی جناب گورنر جنرل دولت پاکستان فرمائیں گے اور کانفرنس کی صدارت جناب عبدالرب نشتر صاحب گورنر صوبہ پنجاب کریں گے۔

علاوہ لسانی اور دیگر مسائل کے جو بحث اور مشورے کے لئے پیش کئے جائیں گے اس امر کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے کہ ثابت کیا جائے کہ اردو زبان میں علمی مضامین کے اظہار کی پوری صلاحیت ہے چنانچہ اس غرض کے لئے علمی مقالے پڑھے جائیں گے اور سائنس و دیگر علوم کا درس دے کر عملی طور پر یہ مظاہرہ کیا جائے گا۔ کہ اردو زبان میں سائنس وغیرہ علوم کی تعلیم اسی خوبی اور آسانی سے دی جا سکتی ہے جیسی انگریزی زبان میں۔

اس اعتبار سے یہ کانفرنس بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے اور تجربہ کار فاضل سائنس دانوں نے اپنی قومی زبان کی خاطر اس ذمہ داری کو بہ خوشی منظور کر لیا ہے ان میں ڈاکٹر رفعت حسین صدیقی صدر شعبہ کیمیا گورنمنٹ کالج لاہور بھی (ہیں) اس لئے آپ سے یہ التماس ہے کہ از راہ کرم ڈاکٹر صاحب موصوف کو اس کانفرنس میں شرکت کی اجازت عنایت فرمائی جائے۔ مجھے آپ کی علم دوستی سے کامل توقع ہے کہ آپ انجمن کی اس درخواست کو شرف قبول بخشیں گے۔

نیاز مند
عبدالحق

سلیم تمنائی کے نام

۱۴ر دسمبر ۵۰ء

مکرمی تسلیم!

آپ کے خط سے یہ معلوم کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ اس ماہ کے آخر میں ایک ادبی نمائش کا انعقاد کر رہے ہیں آپ کی انجمن نہایت مفید کام کر رہی ہے میرے دل میں اس کی بہت قدر ہے کاش دوسرے مقامات پر بھی اس قسم کی انجمنیں قائم ہوں اور جو کام آپ کر رہے ہیں اس سے سبق حاصل کریں آپ کی ادبی نمائش کا بہت اچھا اثر ہو گا اردو زبان

[1] مکتوب الیہ کی جگہ " بنام پرنسپل گورنمنٹ کالج لکھا ہوا ہے ۔ اے ہسٹری آف گورنمنٹ کالج لاہور (مطبوعہ ۱۹۶۴) کے مطابق ۱۹۵۱ء میں سراج الدین مذکورہ کالج کے پرنسپل تھے ۔

کے حق میں بہت مفید ہوگی اس میں جہاں تک ممکن ہو میسور کے اردو ادب کو خاص طور پر پیش کیا جائے۔ آپ کو مخطوطات اور مطبوعات کی صورت میں کافی سامان مل جائے گا۔ عام طور پر لوگ ابھی پورے طور پر واقف نہیں کہ میسور نے اردو زبان کی کیا خدمت کی ہے اس نمائش میں اس کے اظہار کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ مجاہد اعظم سلطان ٹیپو کی فوجی اردو اصطلاحات اور اشعار ضرور پیش کئے جائیں۔

اس قسم کی نمائشیں ادبی ذوق اور علمی معلومات کے لئے بہت مد ہوتی ہیں میں اس کی کامیابی اور تفصیلی حالات سننے کا متمنی رہوں گا --- آپ نے جو اشیاء طلب کی ہیں۔ ان کے بھیجنے کا انتظام کر رہا ہوں۔

عبدالحق

سہیل عظیم آبادی کے نام

دریا گنج دہلی

۵ر مارچ ۱۹۴۴ء

مشفقی و عزیزی سلمہ۔ تسلیم

آپ کی رپورٹ میں نے بڑے شوق سے پڑھی۔ ایسے ناساز گار زمانے میں جو کچھ آپ نے کیا ہے وہ ہزار تحسین کے قابل ہے۔ جنگ ختم ہوتی نظر نہیں آتی اور زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ کی ہمت مردانہ سے امید ہے کہ باوجود ان تمام مشکلوں کے کام جاری رہے گا۔

آپ کی علالت سے مجھے بہت تشویش ہو گئی تھی اس خط سے کسی قدر اطمینان ہوا اپنی صحت سے ضرور اطلاع دیتے رہیے رانچی جانے کو بہت جی چاہتا ہے لیکن کام ایسے آپڑے ہیں کہ ان سے نجات کی کوئی توقع نہیں۔

خیر طلب

عبدالحق

مولانا سید احمد ندوی کے نام

(۱)

خلیق منزل محلہ چوڑی والاں

دہلی - ۱۳؍ نومبر ۱۹۴۸ء

مشفقی و مکرمی - السلام علیکم

آپ کا خط کراچی سے ہوتا ہوا یہاں پہنچ گیا تھا۔ حالات معلوم ہوئے مگر میں ان دنوں ایسا پریشان رہا اور ہوں کہ جواب نہ دے سکا۔ اسی اثنا میں الہ آباد اور علی گڑھ بھی جانا پڑا۔ یہاں آکر ایسی الجھنوں میں پھنس گیا ہوں جو ناقابل بیان ہیں۔

خواجہ صاحب سے ملا تھا وہ ہر طرح کی مدد دینے کے لئے آمادہ ہیں لیکن اس کے بعد مجھے یہاں آنا پڑا۔ یہاں سے اگر صحیح سلامت نکل آیا تو پھر مشرق کا رخ کروں گا۔

آپ بڑے اچھے وقت پر اپنے مستقر سے ادھر چلے آئے۔ آپ کے ساتھی بچارے بہت مصیبت میں ہیں۔ ملاقات پر تفصیلی حالات بیان کروں گا۔

عبدالحق

(۲)

۲۲؍ مارچ ۱۹۶۱ء

شفیقی سید صاحب - السلام علیکم

کئی مہینے سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا آپ جب یہاں سے گئے تھے تو علیل تھے۔ کوئی اطلاع نہ آنے سے بہت تشویش ہے میں نے ایک خط لکھا تھا اس کا جواب بھی نہیں آیا مہربانی کر کے صحت مزاج اور دیگر حالات سے فوراً اطلاع دیجئے میں آپ کی صحت کے لئے ہر روز سونے سے پہلے دعا کرتا رہتا ہوں۔ مجھے تو آپ سے بہت کام لینا ہے یہ وقت کام کا ہے۔ بیماری کا نہیں۔ میں آپ کے جواب کا انتظار کروں گا۔

عبدالحق

منشی شاکر حسین سہسوانی کے نام

حیدر آباد
۷ اکتوبر ۱۹۲۹

مکرم مہربان بندہ۔ تسلیم

آپ کی کتاب خیر الکلام آج مجھے عزیز ابن علی سلمہ نے دی۔ آپ کی اس یاد آوری اور عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انشاء اللہ بوقت فرصت اس سے مستفید ہوں گا اور آپ کو اپنی رائے سے مطلع کروں گا۔

مجھے آپ کی ملاقات خوب یاد ہے اور اس وقت سے میں آپ کی فضیلت اور وسیع النظری کا قائل ہوں۔ آپ کی پریشانی سے مجھے بھی ایک گونہ پریشانی ہوئی۔ یہاں کا معاملہ عجیب و غریب ہے۔ بعض اوقات ایسے ایسے کام جن کا ہونا ناممکن ہوتا ہے' منٹوں میں ہو جاتے ہیں اور بعض وقت معمولی سے کام میں برسوں لگ جاتے ہیں۔ بہرحال میں اس پر غور کروں گا اور جہاں تک میرے امکان میں ہو سکا کوشش میں دریغ نہ کروں گا۔

نیاز مند
عبدالحق

اردو روڈ کراچی

۱۲ر نومبر ۱۹۵۸ء

مشفقی و مکرمی!

آپ کا خط پہنچا۔ آپ کے باقی مشترک الفاظ اردو میں چھپ چکے ہیں عنقریب رسالہ شائع ہو گا تو آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گا۔ زبان زنان دہلی کے الفاظ ضرور بھیجیں یہ آئندہ رسالہ میں شائع کر دی جائیں گی۔

مشفق خواجہ ہمارے ریسرچ اسکالر ہیں کراچی یونیورسٹی سے انہوں نے ایم اے اردو میں امتیاز کے ساتھ پاس کیا تھا۔ قومی زبان کے ایڈیٹر ہیں بہت قابل اور مستعد اور قابل اعتماد نوجوان ہیں میرے خاص مہربانوں میں سے ہیں اور میرے بہت کام آتے ہیں اور مجھے اپنے کاموں میں ان سے بہت مدد ملتی ہے جس کے لئے میں ان کا بہت شکر گزار ہوں۔ چند دنوں سے انہیں میرے خط جمع کرنے کا خبط سمایا ہے اور بہت سے خط جمع بھی کر لئے ہیں آپ کا خیال صحیح ہے کہ سب خط اشاعت کے قابل نہیں ہوتے اور ظاہر ہے کہ میں نے یہ خط اشاعت کی خاطر نہیں لکھے تھے۔ بے تکلف دوستوں کو لکھے تھے جن میں بہت سی ایسی باتیں بھی ہیں جن کی اشاعت مناسب نہ ہو گی مجھے ان کی اس تجویز سے اتفاق نہیں لیکن آج کل یہ عام دستور سا ہو گیا ہے کہ مشہور لوگوں اور ادیبوں کے خطوں کے مجموعے شائع کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ میرا شمار ایسے اشخاص میں نہیں اور نہ میں اپنے تئیں ایسا سمجھتا ہوں اس پر بھی بعض اشخاص غلط فہمی میں مبتلا ہیں اس سے قبل بھی جن صاحبوں نے اس کی کوشش کی میں نے یہ سمجھا کر روک دیا کہ ایسے کام میں وقت اور روپیہ صرف کرنا بے فائدہ ہے کوئی اور بہتر ادبی کام کرو یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی اور انہوں نے یہ خیال ترک کر دیا مگر مشفق خواجہ اپنی دھن کے پکے ہیں میرے کہنے اور سمجھانے کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ میں نے بھی زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا لیکن میں نے ان سے یہ اقرار لے لیا ہے کہ وہ کوئی خط مجھے دکھائے بغیر شائع نہ کریں اس لئے کہ میں کسی ایسے خط کی اشاعت کی اجازت نہ دوں گا جو کسی کو ناگوار گزرے۔

چاٹگام میں انجمن کی بہت پرانی شاخ ہے لیکن یہ کبھی سرسبز نہ ہوئی۔ اصغر مینائی مرحوم نے یہ کام بڑے خلوص اور محنت سے شروع کیا تھا ان کی بدولت انجمن میں جان پڑ گئی تھی اردو کا ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا مجھے ان سے بہت توقعات تھیں لیکن افسوس صد افسوس وہ جوان مر گئے آپ ذرا اس کی خبر لیجئے وہاں کے کالج میں پروفیسر احسن بہار کے رہنے والے ہیں ان کی سپرد یہ کام کیا گیا تھا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سے یہ کام نہ چلا۔ غالباً بعض اصحاب کی مخالفت سے گھبرا گئے آپ ان سے مل کر دریافت حال کیجئے۔ چاٹگام میں اردو کی اشاعت و فروغ کی بہت گنجائش ہے صرف ایک مخلص اور ہمدرد کام کرنے والے کی ضرورت ہے ایسا موقع ہاتھ سے جانے دینا نہیں چاہئے۔ کام کی کوئی اور صورت ضرور نکالئے۔ بم پولس کی اصل کے متعلق جو آپ نے لکھا ہے اس کا حوالہ آپ نے نہیں بتایا اس سے ضرور مطلع کیجئے۔ میری رائے میں وہ درست ہے۔

اردو بورڈ کے متعلق ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا کام کی کوئی کل بیٹھے تو معلوم ہو کہ کیا صورت ہو گی ابھی کمیٹیاں ہی جاری ہیں۔

عبدالحق

لے اس خط کا نامکمل عکس "مجموعہ قدراتی" کے آغاز میں موجود ہے۔ یہاں مکمل متن پیش کیا جا رہا ہے۔

قدرت اللہ شہاب کے نام

اردو روڈ کراچی

۱۰ر اکتوبر ۱۹۵۹ء

عزیز مکرم۔ سلمہ اللہ تعالی

آپ نے ایسے نازک وقت میں میری اور انجمن کی دست گیری فرمائی جبکہ دونوں کی حالت ڈانوا ڈول تھی۔ میں اس احسان کا کن الفاظ میں شکر ادا کروں۔ جس نے مجھے نئی زندگی اور نئی ہمت عطا کی ہے۔

مجھے ایک قدیم مہربان نے جو بعد میں پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر میری اذیت کا باعث ہوئے تھے دور دراز مقام سے ' جہاں وہ اپنی کھوئی ہوئی صحت بحال کرنے گئے تھے' مجھے یہ لکھا کہ میں اچھا ہونے پر انجمن کے معاملات کو سلجھانے کی کوشش کروں گا۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ آپ اپنی پوری توجہ اپنی صحت کی بابت کریں انجمن کو اس کی حالت پر چھوڑ دیجئے اور اللہ تعالی کی قدرت کا تماشا دیکھئے جنھوں نے مجھے اذیتیں پہنچائیں مجھے اور انجمن کو رسوا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی ان پر عذاب نازل ہو گا۔ ایسا عذاب جو عبرت ناک ہو گا۔ اللہ تعالی کی قدرت کا تماشا قدرت اللہ کے روپ میں ظاہر ہوا اور میرا لکھا پورا ہوا۔

اللہ تعالی آپ کو خوش رکھے بلند درجات عطا فرمائے اور دین و دنیا میں سرخ رو رکھے۔

دعا گو

عبدالحق

حبیب الرحمٰن شیروانی کے نام

جناب!

والا نامہ پہنچا۔ میں نہایت ممنون ہوں کہ جناب نے اردو کو اس غور اور شغف سے ملاحظہ فرمایا۔ اور اس کے معائب پر مطلع کیا۔ یہ جناب کی عین ہمدردی ہے اور حقیقت میں اس کی ضرورت ہے کہ جو نقص نظر آئے اس سے مطلع کر دیا جائے۔ اصلاح کی یہی ایک صورت ہے۔ ٹائپ کے متعلق جناب کی رائے درست ہے میں نے ہندوستان کے مختلف اردو کے ٹائپ بہم پہنچائے اور بہت غور کے بعد یہ ٹائپ انتخاب کیا اس سے بہتر یہاں کوئی ٹائپ دستیاب نہیں ہو سکتا۔ نستعلیق کا ٹائپ تیار ہو رہا ہے جس وقت وہ تیار ہو گیا تو انشاء اللہ استعمال کیا جائے گا لیکن چھپائی کی جو صفائی ٹائپ میں آتی ہے وہ لیتھو میں نہیں آ سکتی۔ آپ کو تعجب ہو گا کہ اکثر صاحبوں نے اس تبدیلی ہیئت اور ٹائپ پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اور مجھے مبارک باد کے خط لکھے ہیں جن میں سے بعض ایسے حضرات بھی ہیں جن کی ساری عمر تالیف و تصنیف' مختلف رسالوں اور اخباروں کی اڈیٹری اور مطبع کے نظام میں گزری ہے لیکن پرچہ اس سے بہتر چھپے گا۔ کاغذ گزشتہ نمبروں سے بہتر ہے شاید جناب نے غور نہیں فرمایا اب اردو کے لئے خاص کاغذ تیار کیا گیا ہے اور جنوری کا نمبر اسی پر طبع ہو گا۔ امید ہے کہ جناب اسے پسند فرمائیں گے۔

عظمت اللہ خاں صاحب کی نظم کے متعلق آپ کی رائے بہت سخت ہے غالباً" اس کی وجہ یہ ہے کہ مضمون انوکھا ہے ہم لوگ ان چیزوں کے عادی نہیں۔ پہلی نظر میں ایسا مغالطہ ہونا کچھ بعید نہیں۔ ہم لوگ اپنے عادات و خصائل میں برہمن ہو گئے ہیں خاص طبقے کے سوا بنی نوع انسان کے باقی طبقے ہمارے نزدیک اچھوت اور ناقابل التفات ہیں ہم میں سے کتنے ہیں جو ان بیسواؤں سے بہتر ہیں جن پر یہ نظم لکھی گئی ہے ہم نے اپنے گرد طرح طرح کی ٹٹیاں کھڑی کر رکھی ہیں کہیں جاہ و ثروت کی، کہیں علم و فضل کی، کہیں قوت و حکمت کی اور کہیں نسب و شرافت کی اور ان کی آڑ میں وہ وہ شکار کھیلتے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر بے حیا سے بے حیا رنڈیاں بھی مارے شرم کے پانی پانی ہو جائیں اور اس کے بعد اپنے خلوت کدوں سے ایسے مقدس ماب بن کر نکلتے ہیں کہ گویا حضرت بایزید بسطامی اپنے حجرے سے باہر آئے ہیں کیا خوب فرمایا ہے۔

شیخے بہ زن فاحشہ گفتہ مستی۔ کز خیر گستی و بہ شر پیوستی

زن گفت چنانکہ می نمایم ہستم۔ تو نیز چنانکہ مئی نمائی ہستی

اس دھوکے میں ہم اپنے آپ کو نیک سمجھنے لگتے ہیں اور نیکی کا غرور ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ ان بے پناہ گناہگاروں کو جو ریا کی باڑ اپنے گرد کھڑی نہیں کر سکتے' لائق التفات سمجھیں۔ کیا وہ انسان نہیں ہیں؟ کیا ان کے دل نہیں ہیں؟ کیا وہ جذبات نہیں رکھتے؟ پھر اگر کوئی شاعر ان کے جذبات کو بیان کرتا ہے تو کیا برا کرتا ہے؟ اور شاعر ہی کو اس کا حق ہے مجھے حضرت عیسیٰ کا وہ قول جو ہر نیک و بد کو یاد رکھنا چاہیے کبھی نہیں بھولے گا جو آپ نے اس وقت فرمایا تھا جبکہ یہودی ایک زانیہ کو بستی

سے باہر سنگسار کرنے کے لئے لائے تھے اتفاق سے حضرت مسیح بھی وہاں موجود تھے۔ وہ بلکتی ہوئی ان کی طرف دوڑی اور پناہ کی طالب ہوئی۔ حضرت نے یہودیوں سے جو عورت کو سنگسار کرنے آئے تھے فرمایا کہ تم میں سے پہلے وہ شخص پتھر مارنے کو اٹھائے جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو یہ سن کر سب سن ہو گئے اور کسی کا ہاتھ نہ اٹھ سکا۔ یہ تھی اس شخص کی تعلیم جو خدا کا نبی تھا اور معصوم تھا مگر ہم جو سراپا گناہوں میں آلودہ ہیں دوسرے کی ذری سی خطا بھی معاف کرنی نہیں چاہتے یہ گناہگار کا خاصا ہے اور اس پر اپنی نیکی کا وہ غرور ہے کہ خطا کار کی صورت دیکھنی تو درکنار اس کا درد دل بھی سننا نہیں چاہتے۔ افسوس کہ ہم یہودی بھی ہیں اور برہمن بھی۔ ہمارے دل اور خیال اس قدر تنگ ہو گئے ہیں کہ ان میں رواداری کی گنجائش نہیں رہی۔ نہ مذہب میں نہ ادب میں۔

مولانا! اس نظم میں ایک لفظ بھی تو فحش نہیں۔ ہاں! ایک راہ گم کردہ بدنصیب عورت کے جذبات ہیں جسے حالات اور اتفاقات نے جن پر اسے قدرت نہ تھی اس رستے پر لا ڈالا۔ اور جس نظر سے وہ دنیا کو دیکھتی ہے اس کا بیان ہے اور اس کی زندگی دوسروں کے لیے باعث عبرت ہے۔

اگرچہ میں سخن فہم اور سخن سنج نہیں ہوں مگر میں نے بھی اردو فارسی شاعری کا کچھ کچھ مطالعہ کیا ہے خیر اوروں کا تو کیا نام لوں۔ شیخ سعدی 'ملا جامی' امیر خسرو' مولانا روم کا کلام بھی کبھی کبھی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے یہ پاک نفس بزرگ تھے۔ ان کی شان میں کچھ کہنا گستاخی ہے لیکن ان کے طفیل میں کم سے کم اتنا ضرور سمجھنے لگا ہوں کہ فحش کسے کہتے ہیں۔ دور جانے کی کیا ضرورت ہے چند ہی سال ہوئے نواب اسحاق خان مرحوم کی کوشش و سرپرستی سے حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کا کلام مرتب ہوا اور معتدبہ حصہ چھپا بھی۔ اس میں ایک مثنوی خضر خان دیول دیوی کی بھی ہے اسے غالباً" جناب ہی نے اڈٹ فرمایا تھا۔ خوب اڈٹ کیا ہے اور بہت عمدہ مقدمہ تحریر فرمایا ہے سخن فہمی اور سخن سنجی کی داد دی ہے اس مثنوی میں حضرت امیر نے دو جگہ شب زفات کی تصویر کھینچی ہے جناب نے نہ وہ مقامات خارج کیے اور نہ انہیں اپنے مقدمے میں حیا سوز فرمایا۔ پھر ہم کس منہ سے اس نظم کو حیا سوز کہہ سکتے ہیں جس میں ایک بیسوا اپنے جذبات دل کا اظہار کرتی ہے اس میں کم سے کم حسرت و عبرت تو ہے یہاں تو یہ بھی نہیں۔

دیدہ بدبیں بپوشاں ای کریم عیب پوش
از دلیری ہا کہ من در کنج خلوت می کنم

میں یہ الزام کے طور پر نہیں کہتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ایسے فحش لٹریچر اور خاص کر فحش شاعری میں پرورش پائی ہے کہ فحش و غیر فحش میں امتیاز باقی نہیں رہا اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم فحش کو اخلاق اور اخلاق کو فحش خیال کر بیٹھتے ہیں انتہا ہے کہ ہمارے ہاں کے مقدس بزرگوں نے نہایت حیا سوز اور فحش قصوں سے اعلے درجہ کے اخلاقی نتیجے نکالے ہیں۔

انیسویں صدی کی نصف آخر اور بیسویں صدی میں یورپ میں بڑے بڑے ادیب شاعر اور ڈراما نویس ہوئے ہیں لیکن

بحیثیت مجموعی کوئی شخص ٹالسٹائی کی ٹکر کا نہیں ہوا ہے بڑے سے بڑے ادیب اور شاعر کا سر اس کے سامنے جھک جاتا ہے تمام عالم میں اس کا کلام پڑھا جاتا ہے اور اس کا ادب کیا جاتا ہے وہ ایک زبردست اعلے درجہ کا ادیب ہی نہیں بلکہ مصلح اخلاق اور مصلح بنی نوع انسان بھی ہے اس کی سب سے بہتر کتاب ایک بیسوا کے متعلق ہے جس میں اسنے اس کے جذبات اور کیریکٹر کو دکھایا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ایک ایسی کتاب ہے کہ کسی لٹریچر میں اس کی نظیر نہیں اور ہر نوجوان اور طالب علم اور ہر صاحب ذوق کو پڑھنی چاہیے۔

نظیر اکبر آبادی ہماری ہاں کا ایسا شاعر ہے جس کا رنگ سب سے الگ ہے ہمارے شاعروں اور صاحب ذوق سخن فہموں نے اسے کبھی شاعر نہیں مانا اور عجیب بات یہ ہے کہ اکبر تو لسان الغیب خیال کئے جائیں اور نظیر شاعر بھی نہ سمجھا جائے اب کہیں انگریزوں کے طفیل سے وہ شاعر سمجھا جانے لگا ہے اس نے بہت کچھ لکھا ہے اور بہت سی عجیب و غریب نظمیں لکھی ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ اردو میں ان کی نظیر نہیں۔ انہی میں سے ایک نظم آدمی پر ہے جو پڑھنے کے قابل ہے اور اس کا آخری مصرعہ یاد رکھنے کے لائق۔

اور سب سے جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اگر ہم اس نکتے کو سمجھ لیں تو ہمارے ادب اور اخلاق میں کس قدر وسعت ہو جائے۔

مجھے تعجب ہے کہ آپ نے اس مضمون سے فردوسی کی تکفیر کہاں سے پیدا کر لی۔ صاحب مضمون اسے مذہبی شخص اور پکا خدا پرست اور موحد کہتا ہے پھر ایسا شخص کافر کیونکر ہو سکتا ہے البتہ یہ اس کا خیال ہے کہ فردوسی پرجوش مسلمان نہ تھا۔ یہ اس کا ذاتی خیال ہے ان خیالات سے فردوسی کی تکفیر ثابت نہیں ہوتی۔ ان معاملات میں کوئی شخص آزادی رائے کو نہیں روک سکتا۔ اگر اظہار رائے پر اس قسم کی سخت قیود لگا دی جائیں تو تحقیق کا رستہ بند ہو جائے۔ میں سمجھتا تھا کہ (یادش بخیر) مولوی صفی الدین صاحب کے ساتھ یہ رسم اٹھ گئی لیکن معلوم ہوا کہ ابھی بہت سے صفی الدین ہم میں موجود ہیں دیکھتا ہوں کہ صدر الصدوری کے عہدے کے ساتھ آپ میں تنگ دلی پیدا ہوتی جاتی ہے یہ بڑی خطرناک چیز ہے اس قسم کا اثر نامعلوم طور پر ہوتا ہے اور شاید آپ محسوس نہیں فرماتے۔ علاوہ اس کے اگر اس مضمون میں تکفیر کا کوئی شائبہ پایا بھی جاتا ہے تو کہاں یہ تکفیر اور کہاں مولوی کی تکفیر۔ اس میں وہ ڈنک نہیں جو اس میں ہے اور یہی اصل چیز ہے۔

یہ مضمون میں نے اس لئے بھی شائع کیا ہے کہ جنوری کے نمبر میں ایک اور مضمون فردوسی کے مذہب پر شائع ہونے والا ہے جسے آپ پسند فرمائیں گے۔

عبدالحق

صالحہ عابد حسین کے نام

انجمن ترقی اردو ہند نمبرا
دریا گنج دہلی ۲۰ اکتوبر ۴۸ء

عزیزی صالحہ خاتون سلمہا!

آپ کا خط پہنچا میں مولانا حالی کے متعلق بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔ کوئی نئی بات اس وقت خیال میں نہیں۔ علاوہ "چند ہم عصر" کے جس میں مولانا کی سیرت کا بیان ہے یوم حالی منعقدہ حیدر آباد میں ایک جامعہ خطبہ پڑھا تھا۔ یہ رسالہ اردو میں شائع ہو چکا ہے اس وقت ہماری سب کتابیں اور کاغذ بند ہیں اس لئے سنہ اور مہینے کا حوالہ نہیں لکھ سکتا۔

مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ مولانا حالی پر کتاب لکھ رہی ہیں جو کام ان کے فرزند اور نواسے نہ کر سکے قدرت آپ کے ہاتھ سے لے گی۔

خیر طلب عبدالحق

مولانا صفی لکھنوی کے نام

اورنگ آباد دکن
۲ر اکتوبر ۲۷ء

مخدومی مکرمی۔ تسلیم

میں اس وقت حیدر آباد جا رہا ہوں اور وہاں ہی سے یہ خط آپ کی خدمت میں لکھ رہا ہوں یہ محض حسن اتفاق ہے کہ اورنگ آباد اسٹیشن پر آپ کے بھائی صاحب سے ملاقات ہو گئی وہ بھی اسی ٹرین سے حیدر آباد تشریف لے جا رہے ہیں۔ انہوں نے حتمی وعدہ کیا ہے کہ واپسی میں ضرور اورنگ آباد بھی ٹھہریں گے اور کالج کے جلسے میں بھی شریک ہوں گے جو ۲۵ ر ۲۶ اکتوبر کو ہونے والا ہے جناب کو یاد ہو گا کہ میں نے گذشتہ سال بھی آپ کی خدمت میں دعوت بھیجی تھی مگر آپ کہیں دوسری جگہ وعدہ فرما چکے تھے۔ اس لئے یہاں آنے میں مجبوری تھی اب میں پہلے سے اطلاع کرنا چاہتا ہوں کہ اس سال آپ اپنی تشریف آوری سے ہمیں ضرور ممنون فرمائیں۔ یہاں بہت سے اصحاب آپ سے ملنے اور آپ کا کلام سننے کے شائق ہیں اگر آپ اس موقع پر کوئی نئی نظم پڑھنے کی زحمت فرمائیں تو یہ بہت بڑا احسان ہو گا چونکہ بھائی صاحب بھی پہلے سے یہیں ہوں گے۔ اس سے صحبت اور پر لطف ہو جائے گی انہوں نے بھی آپ کی خدمت میں لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے امید ہے کہ آپ میری اس التجا کو ضرور قبول فرمائیں گے۔ براہ کرم جواب ضرور عنایت فرمائیے۔ اخراجات سفر یہاں سے جناب کی خدمت میں بھیج دیئے جائیں گے۔

تابعدار عبدالحق

سید صمد حسین رضوی کی نام

(۱)

۱۹ر اپریل ۱۹۵۹ء

مکرم و مہربان بندہ رضوی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط پہنچا جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی کہ مہا بھارت کی جلدیں اب آپ کو دستیاب ہو گئی ہیں اور اب امید ہوتی ہے کہ آپ کی توجہ سے کتاب الہند کا یہ مرحلہ طے ہو جائے گا۔ غالباً" فضل الدین قریشی صاحب نے کتاب الہند کا عربی نسخہ بھیج دیا ہو گا۔ اس کے دیکھنے اور ڈاکٹر سخاؤ کے ترجمہ کا اصل متن سے مقابلہ کرنے کے بعد آپ نے اردو ترجمہ کی اصلاح یا از سرِ نو ترجمہ کرنے کے متعلق جو رائے قائم کی ہو اس سے ضرور مطلع فرمایئے۔ مجھے اس کی بڑی فکر ہے۔ یہ کام جس قدر جلد انجام پا جائے مناسب ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ موجودہ اردو ترجمہ بھی ناپید نہ ہو جائے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۲)

۲۷ر مئی ۱۹۵۹ء

مکرمی جناب رضوی صاحب! السلام علیکم

عنایت نامہ پہنچا۔ بہت شکر گزار ہوں۔ میری بڑی آرزو ہے کہ یہ کتاب بعد تصحیح دوبارہ خاص اہتمام سے چھاپ کر شائع کی جائے۔ یہ بڑی اہم اور بلند پایہ کتاب ہے۔ اس کا شائع ہونا بہت ضروری ہے۔ افسوس اس کا اب ایک ہی نسخہ باقی رہ گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی توجہ اور تحقیق سے یہ کام جلد اتمام کو پہنچ جائے گا۔ آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ اس زمانہ میں مری میں ہیں۔ یہاں تو آگ برس رہی ہے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۳)

۲۶ر جولائی ۱۹۵۹ء

مکرمی سید صاحب! السلام علیکم

اس سے قبل آپ نے مجھے ازراہ عنایت مری آنے کی دعوت دی تھی جس کے لئے میں آپ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں لیکن یہاں حالات کچھ ایسے رونما ہوئے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے متعلق کچھ فیصلہ نہ کر سکا اور آپ کو خط بھی نہ لکھ سکا۔ اب بفضلہ کراچی کا موسم بہت خوشگوار ہے۔

میں اپنے ایک ہندو دوست کو آج ہی لکھتا ہوں کہ وہ کتاب الہند کا ہندی ترجمہ جہاں سے بھی مل سکے فراہم کر کے مجھے بھیج دیں۔ وصول ہوتے ہی آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا۔

خیر طلب

عبدالحق

(۴)

۲ر مارچ ۱۹۶۰ء

مکرم و کرم فرما! سلمہ

عنایت نامہ پہنچا۔ البیرونی کی نادر کتاب کا حال پڑھ کر بہت خوشی ہوئی' آپ اس کا ترجمہ مع حواشی کے ضرور مجھے بھیجئے۔ انجمن کی طرف سے شائع کرنے کا انتظام کر دیا جائے گا آپ نے یہ کام بہت اچھا کیا ہے

کتاب الہند کے متعلق آپ جو کام کر رہے ہیں اسے جاری رکھیے۔ اس عرصے میں البیرونی کا بھارت کا پہلا حصہ بھی طبع ہو کر آپ کے پاس آ جائے گا۔ اس وقت اس کی تکمیل ہو جائے گی۔ آپ کے یہ دونوں کام بڑے پایے کے ہیں۔ میں اور انجمن آپ کے بہت شکر گزار ہیں۔

میں نے اب تک بے شمار خط لکھے ایک لاکھ یا اس سے زیادہ اور ہر خط اپنے ہاتھ سے لکھا ہے لیکن آج کل ضعف بصارت کی وجہ سے میں لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں۔ کچھ دنوں کے بعد آنکھوں کا آپریشن ہو گا تو بصارت عود کر آئے گی اور میں آپ کو بڑی خوشی سے اپنے قلم سے خط لکھ کر بھیجا کروں گا۔

خیر طلب

عبدالحق

(۵)

۲۴ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

مکرمی و شفیقی! سلمہ اللہ تعالی

عنایت نامہ ملا۔ بیرونی کی تالیفات کے متعلق آپ نے جو امور دریافت فرمائے ہیں ان کے لئے میں نے ڈاکٹر عبدالستار

صدیقی کو لکھا ہے جو کچھ ان کے علم میں ہو لکھ بھیجیں اور جو امور ایسے ہیں جن کے لئے دریافت کرنے کی ضرورت ہے تو اس کے لئے بھی زحمت فرمائیں۔ ان کا جواب آنے پر آپ کو اطلاع کروں گا۔

میں ابھی تک لکھنے پڑھنے کے قابل نہیں ہوں۔ یہ خط میں نے اپنے قلم سے محض اٹکل سے لکھا ہے۔ جو کچھ لکھا ہے وہ میں خود نہیں پڑھ سکتا۔ شاید آپ پڑھ لیں۔

یہاں کئی روز سے گرمی شروع ہو گئی ہے۔ کراچی کا موسم بھی اپنا جواب نہیں رکھتا۔

امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔

عبدالحق

افسر الاطبا حکیم سید ضیاء الحسن بھوپالی کے نام

حیدر آباد۔ دکن

۱۱ر اگست ۴۳ء

جناب محترم و معظم۔ سلام مسنون

بھوپال سے واپسی کے بعد یاد فرمائی سے ممنون نہیں فرمایا' معلوم ہوتا ہے مصروفیت زیادہ رہی جناب نے وہ اخبار کا پرچہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا جس میں لڑائی کے متعلق کئی سال قبل پشین گوئی درج ہونے کا تذکرہ آپ نے فرمایا تھا۔

حضرت شاہ صاحب قبلہ جناب کے ہاں مقیم رہے نہ معلوم برادر عزیزم علی احمد کو بھی شرف ملاقات حاصل ہوا یا نہیں؟ سنا ہے اب دہلی تشریف لے گئے ہیں۔ واپسی کا انتظار ہے۔ نہ معلوم شاہ صاحب قبلہ اس دور افتادہ خادم کو بھول گئے یا کیا؟ مجھے میر صاحب قبلہ سے معلوم ہوا تھا کہ شاہ صاحب آپ کے ہاں مقیم ہیں۔

خدا کرے مزاج عالی ہر طرح قرین صحت و عافیت ہو۔

خاکسار

عبدالحق

طاہر فاروقی کے نام

(۱)

کل پاکستان انجمن ترقی اردو

اسپتال روڈ کراچی

۲۶ر فروری ۱۹۵۰ء

شفیقی و مکرمی! زاد لطفہ

السلام علیکم۔ کرم نامہ پہنچا جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے لکھا ہے کہ دوسرے ارباب فکر سے بھی مشورہ کر لیا جائے۔ وہ کون سے ارباب فکر ہیں۔ مجھے لفٹنٹ کرنل علی اختر صاحب نے کاکول میں زبانی دعوت دی اور پشاور پہنچ کر برابر اصرار کر رہے ہیں ...... ایبٹ آباد میں بھی پشاور کے ایک دو صاحب ملے انہوں نے بھی مدعو کیا۔ سرحد کے وزیر اعظم بھی انجمن کے دفتر میں آئے' کالج کتب خانہ کا معائنہ کیا اور میرے ساتھ چائے نوش کی ایبٹ آباد میں وزیر تعلیم اور ڈائرکٹر تعلیم سے بھی ملاقات ہوئی۔ ڈائرکٹر تعلیم (کھٹک صاحب) مجھے کئی مقامات پر لے گئے اور اپنے مدرسے دکھائے مگر اب تک سرحد والوں میں اپنے ڈھب کا کوئی آدمی نہ ملا۔

جس کمیٹی کا آپ نے ذکر کیا ہے بے شک ان میں ایک دو کے سوا اردو کا پرجوش حامی کوئی نہیں لیکن سب اردو کے بہی خواہ ہیں۔ ایسا ایک بھی نہیں جو رکاوٹ پیدا کرے۔ یہ کمیٹی تو صرف اپنی تجویز پیش کرے گی۔ عمل حکومت کے ہاتھوں میں ہے' کیونکہ لاکھوں کا خرچ ہے۔ یہ بہت اہم کمیٹی ہے مگر کام اسی قدر مشکل ہے۔ آپ نے اس ضمن میں ...... کا نام لکھا ہے لاحول ولاقوۃ ایسا نکما بے کار' بے عمل آدمی دیکھنے میں نہیں آیا۔ پنجاب کی انجمن ترقی اردو جو میں نے لاہور میں قائم کی تھی اس کا سکرٹری ...... صاحب کو بنایا۔ اس بندہ خدا نے باوجود میرے تاکید کرنے اور جھنجھوڑتے رہنے کے کچھ نہ کیا۔ یہ اشتہاری لوگ ہیں' کام کے نہیں۔

پاکستان میں صرف پنجاب ہی ایسا صوبہ ہے جو اردو کو زندہ رکھے گا۔ آپ کو سندھ کا حال معلوم نہیں اس کے مقابلے میں آپ کا صوبہ بہت غنیمت ہے۔ آپ "قومی زبان" منگائیے اور اسے پڑھا کیجئے اس میں اردو زبان کی معلومات اور خبریں آپ کو ملیں گی۔

اپریل کے شروع میں انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ ہے اس میں ایک دن "یوم اردو" کے نام اردو کے لئے وقف ہے' اس کی صدارت کے لئے وہاں والوں کا بہت اصرار ہے۔ وہاں جانا ہوا تو اس کے بعد پشاور کا نمبر آئے گا۔

آپ مایوس نہ ہوں۔ کام کرتے رہنا چاہئے' جو کچھ بھی ہو سکے۔ اسی طرح کرتے کرتے کچھ ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں

اردو کا مستقبل کچھ بہت اچھا نظر نہیں آتا' خصوصاً" مشرقی پاکستان نے بڑی الجھن میں ڈال دیا ہے لیکن یاد رکھیے اردو پھیل کر رہے گی آپ لفٹیننٹ کرنل علی اختر سے ضرور ملئے۔ بہت شریف آدمی ہیں اور ہماری طرف کے ہیں۔ پلول کے ہیں ان کا پتہ یہ ہے۔

ہیڈ کوارٹر نمبر 9 (فرنٹیر) ڈویژن پشاور

سرحد میں جو با اثر اصحاب میرے ملنے والے تھے وہ سب یہاں آگئے مثلاً" عبدالرب نشتر اورنگ زیب خان شاہ' عالم خان وغیرہ اور بھی کئی صاحب تھے ان کے نام بھول گیا ہوں۔

خیر طلب

عبدالحق

(۲)

کل پاکستان انجمن ترقی اردو

اسپتال روڈ کراچی

۱۸ر مارچ ۱۹۵۰ء

مشفقی و مکرمی!

السلام علیکم۔ آپ کا خط پہنچا۔ لاہور کی تاریخوں کی اطلاع ابھی تک موصول نہیں ہوئی۔ خلیفہ شجاع الدین صاحب نے صرف اتنا لکھا تھا کہ اپریل کے شروع میں کرنے کا ارادہ ہے اس لئے یہ نہیں کہہ سکتا کہ کونسی تاریخیں ہوں گی لیکن جیسا کہ آپ نے لکھا ہے اپریل میں تعطیلیں ہوں گی اور اس کے بعد امتحانات تو یہ زمانہ ہمارے کام کے لئے مناسب نہ ہو گا۔ آپ علی اختر صاحب سے بھی مل لیجئے اور ان کے ذریعے سے شاید دوسرے صاحبوں سے بھی ملاقات ہو جائے۔ مجھے اس کا علم نہیں کہ وہاں سیکرٹریٹ وغیرہ میں ممتاز عہدوں پر کون کون صاحب ہیں۔ ان کے نام معلوم ہو سکیں تو ضرور لکھ بھیجئے شاید ان میں کوئی ملنے والا نکل آئے۔

کچھ دن ہوئے اسلامیہ کالج پشاور سے پروفیسر زیدی اور ایک دوسرے پروفیسران کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ دونوں صاحب سائنس کے شعبے سے تعلق رکھتے ہیں ان کا بھی اصرار تھا کہ پشاور آؤں

خیر طلب

عبدالحق

(۳)

انجمن ترقی اردو پاکستان

اسپتال روڈ کراچی - ۲۲ر مارچ ۱۹۵۳ء

شفیقی و مکرمی زاد لطفکم!

السلام علیکم - میں بیس روز کراچی سے باہر رہا- جوبلی اور آئندہ کام کے لئے اعانت حاصل کرنے لاہور اور بہاولپور گیا تھا- پرسوں واپس آیا تو آپ کا عنایت نامہ ملا-

میں سید شوکت سبزواری صاحب کو لکھنے والا تھا کہ وہ جوبلی کے اجلاس کے لئے کوئی مقالہ تحریر فرمائیں اور جوبلی کے جلسے میں شریک ہوں سفر سے واپس آنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ سید صاحب نے اپنی عنایت سے میری درخواست قبول فرما کر مقالہ لکھ بھیجا ہے میں آپ کے وائس چانسلر صاحب کو لکھنے والا ہوں کہ وہ سید شوکت صاحب کو یونیورسٹی کے نمائندے کی حیثیت سے جوبلی کے جلسوں میں شرکت کے لئے بھیجیں اگر انہوں نے مان لیا تو فبہا ورنہ میں نے ایک دوسری تدبیر کی ہے میں اوریئنٹ ایرویز کے ڈائریکٹر سے بات چیت کر رہا ہوں کہ جوبلی کے مندوبین سے ایک طرف کے کرایہ کی رعایت کریں وہ اس پر آمادہ معلوم ہوتے ہیں اگر یہ ہو گیا تو ایک طرف کا کرایہ میں انجمن سے ان کی خدمت میں پیش کر دونگا اور ان سے گفتگو کر کے آخری شرط بھی پوری کردوں گا لیکن جوبلی کے کام اس قدر پھیلے ہوئے ہیں کہ میرا یہاں رہنا نہایت ضروری ہے خصوصاً سرمایہ کی فراہمی کا مسئلہ ایسا ہے کہ وہ میرے بغیر سر نہیں ہو سکتا ہے جوبلی کے اجلاس میں آئندہ پنج سالہ منصوبہ پیش کرنے والا ہوں یہ منصوبہ میں نے ایسا تیار کیا ہے کہ اگر انجمن کو کافی سرمایہ مل گیا تو وہ ادبی و علمی اعتبار سے غیر زبانوں کی محتاجی سے یکسر مستغنی ہو جائے گی- اس کی دو نقلیں آپ کے ملاحظہ کے لئے الگ بھیج رہا ہوں ایک سید شوکت صاحب کی خدمت میں میری طرف سے پیش فرما دیجئے گا-

میں بہت خوش ہوں کہ آپ ڈھاکے آ گئے وہاں آپ کے سے اور شوکت صاحب جیسے اصحاب کی بہت ضرورت ہے آپ ہرگز افسوس نہ کیجئے اور ناسازگار حالات کا مقابلہ کیجئے-

جو تجویز میں نے شوکت صاحب کے متعلق کی ہے اگر آپ کو اس سے اتفاق ہو تو بہتر ورنہ پھر جو آپ تحریر فرمائیے گا اس کی تعمیل کی جائے گی-

خیر طلب

عبدالحق

(۴)

انجمن ترقی اردو پاکستان

اردو روڈ کراچی نمبر۱ ۲۹ نومبر ۱۹۵۳ء

مشفقی و مکرمی زاد لطفہ!

السلام علیکم ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ عجب بات ہے کہ آپ کے خط سے ایک روز پہلے خالد سلمہ آئے اور انہوں نے بیان کیا کہ طاہر صاحب پھر پشاور یونیورسٹی چلے گئے ہیں مجھے سن کر بہت حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے اب آپ کے خط سے پوری کیفیت معلوم ہوئی۔ علالت کا حال پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ آپ کا خیال صحیح ہے ڈھاکے کی آب و ہوا نہایت ناقص اور مضر ہے۔ ایک ڈھاکہ کیا سارے مشرقی پاکستان کا یہی حال ہے اللہ تعالی آپ کو جلد کامل شفا عطا فرمائے اور پھر ڈھاکے نہ لے جائے۔

میں پروفیسری سے برابر انکار کرتا رہا کیونکہ پہلے ہی سے کام کی اس قدر کثرت ہے کہ میں کسی دوسرے کام کے قابل نہیں رہا لیکن جب وائس چانسلر نے یہ کہا کہ اگر آپ اعزازی پروفیسری قبول نہ کریں تو یونیورسٹی میں یہ شعبہ قائم نہ ہو سکے گا۔ مجبوراً" کچھ دنوں کے لئے قبول کرنا پڑا۔ جن صاحب کا تقرر منظور کیا گیا تھا۔ وہ نہیں آئے اس لئے میں پکڑا گیا۔

جوبلی کی پوری کاروائی قومی زبان میں شائع ہو گئی ہے آپ کی خدمت میں بھیجنے کے لئے ہدایت کر دی ہے۔

خیر طلب

عبدالحق

مرزا ظفرالحسن کے نام

(۱)

اسپتال روڈ کراچی نمبرا
۲۱ اپریل ۱۹۵۰ء

عزیز من سلمہ

تمہارا خط پہنچا۔ تم جنگ کا اداریہ پڑھ کر کیوں کڑھتے ہو۔ میں ہمیشہ ہدف مطاعن رہا ہوں۔ میرے لئے یہ معمولی بات ہو گئی ہے۔ مجھے ان باتوں سے کبھی رنج نہیں ہوتا اور نہ کبھی میں ایسی باتوں کا جواب دیتا ہوں۔ تم ہرگز ہرگز جواب لکھنے کا خیال نہ کرنا۔ ان اخباروں کے یہ ذاتی خیال نہیں۔ عہدہ داروں کو خوش کرنے کے لئے لکھتے ہیں۔

مجھے یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ تم اس قدر علیل ہو کہ حرکت تک نہیں کر سکتے اور صاحب فراش ہو۔ معلوم نہیں وہاں تمہاری غور پرداخت کرنے والا بھی کوئی ہے یا نہیں۔ خدا کرے تم جلد اچھے ہو جاؤ۔

خیر طلب
عبدالحق

(۲)

اسپتال روڈ کراچی نمبرا
۷ مئی ۵۰ء

عزیز من سلمہ

خط پہنچا۔میرے پاس تقریر کی کوئی نقل نہیں البتہ قومی زبان کے اڈیٹر حکیم اسرار احمد صاحب نے ریڈیو والوں سے حاصل کر لی ہے۔ وہ ۱۶ مئی کے پرچے میں شائع کریں گے۔ ان سے کہہ دوں گا کہ وہ پرچہ آپ کو بھیج دیں۔ میں نے بے شک دہلی، حیدر آباد اور اورنگ آباد سے بھی بعض تقریریں نشر کی تھیں۔ ایک ڈھاکے سے بھی۔ مجھے اس کا مطلق شوق نہیں۔ جب یہ لوگ بہت مجبور کرتے ہیں تو ناچار اس کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔ جب سے میں کراچی آیا ہوں ریڈیو والے میرے سر تھے۔ بار بار ان کی فرمائش رد کی ہے اب کے انہوں نے ایسا تنگ کیا کہ میں انکار کرتے ہوئے خود شرما گیا۔

مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ اب تمہاری صحت اچھی ہے شاہین میں تمہارا مضمون ضرور پڑھوں گا۔

خیر طلب
عبدالحق

(۳)

اسپتال روڈ کراچی۔۱
۱۶ مئی ۱۹۵۰ء

عزیز من سلمہ

تمہارا خط پہنچا۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ تمہیں ریڈیو پاکستان پشاور میں جگہ مل گئی اور صحت بھی اچھی ہے۔ خدا مبارک کرے۔ میں بہت دنوں سے پشاور جانے کا ارادہ کر رہا ہوں لیکن کچھ ایسا مصروف رہا کہ موقع نہ ملا۔ انشاء اللہ کبھی نہ کبھی ضرور آؤں گا۔ اب تمہیں اردو کی اشاعت کا اچھا موقع ہاتھ آگیا ہے۔

خیر طلب
عبدالحق

(۴)

اردو روڈ۔ کراچی۔ ۱
۱۶ مارچ ۱۹۵۵ء

عزیز من سلمہ

آپ کا خط پہنچا۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ علاوہ اپنے منصوبے کے مفید ادبی کام بھی کرتے رہتے ہیں اور اس ذوق کو نہ صرف آپ نے قائم رکھا ہے بلکہ اس میں ترقی کی ہے۔ صوبہ سرحد کے متعلق آپ نے جو معلوماتی کتاب تالیف کی ہے وہ آپ کا قابل تعریف کارنامہ ہے۔ اس قدر تفصیلی معلومات جو سرحد کی زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہیں کسی دوسری جگہ یک جا نہیں مل سکتیں۔ آپ نے اس کی تالیف میں اپنی ذاتی تحقیق، مشاہدے اور مطالعہ سے جو کام لیا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ یہ کتاب گویا صوبہ سرحد کی معلومات کی قاموس ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی سعی مشکور و مقبول ہو گی۔

خیر طلب
عبدالحق

ظفر عمر کے نام

(1)

My Dear Z.O.

I received your letter of 10th June yesterday. It was redirected to Aurangabad.

Yes, Syed A.H. has been working with me here. During the period I had ample opportunity to study him.

I am glad to say that I have formed a very high opinion of his character and abilities.

He is a young man of scholarly bent of mind, and one of the ablest students I have ever come across. He is not a good scholar of English but possesses good knowledge of Urdu, Persian, Hindi, Bengali, Gujrati and a prominent writer of Hindi and Urdu,

I have ever come across. He is highly cultured modern young man imbued with modern ideas. He is out spoken frank and most independent chap. He has some principles and sticks to them. He has natural aptitude for literary work and in my opinion eminently fitted for it. He is not inclined to enter into Govt. Service and to force him to join any competitive exam for service will be utter ruin.

At present he is engaged in the dictionary work that is being compiled under my supervision. After that he is thinking to take up journalism as his profession. I am sure that if he gets sufficient help which I am quite willing to give will make a very successful journalist and will make a name in the Indian journalism.

My Dear Z.O.

I do not know how to express my heartfelt thanks for your exceedingly graceful and kind letter of 27th June.

I am really happy that you have decided once for all to marry Hameeda to Akhtar. Akhtar was deeply moved by the very affectionate and kindly tone of your letter.

For some time he was in such a state of joy that I was rather alarmed. This very fact shows his nature. He has a very noble character. You may rest assured that he will prove a worthy son-in-law of yours. I send you my heartiest congratulations on your prompt decision.

After discussing the matter with him, we are of the opinion that the marriage should take place during Christmas week immediately after Eid, say on the 29th December. In that case I shall be able to come with him to join the happy marriage.

I quite agree with you that the marriage ceremony should be as simple as possible, as Akhtar also approves of it, as he is naturally against all sorts of ostentations and waste.

With kindest regards,

I am

Yours very sincerely,

ABDUL HAQ

I know very little about his family, but this much I know that he is not on good terms with his father for no fault of his. It is all due to his step mother. You can easily make inquiries about this either from his uncle Waheed-ul-Haq Siddique. Who is lecturer in the College Muslim University Aligarh or from his other uncle S.W.A. Rizvi C.I.A. President of L. Assembly V.C.P. I have given you my true and exact opinion about his character and talents. He has an ardent desire to serve his country and I think he is highly qualified for that I would rather encourage him to do this noble work than to force him to adopt some other profession against his will and nature. With all his independence he has charming manners and due respect for his elders. I like and appreciate A.H. very much for his good qualities of mind and heart. I can enter in to your feelings and therefore am writing this to you most confidentially as if Hameeda were my own daughter. My frank opinion is that you should have no hesitation in the matter and make up your mind to marry her to him.

If you will allow him to see you, you will no doubt verify my reading his character and ....

ABDUL HAQ

The last word is not legible.

ڈاکٹر عابد حسین کے نام

(۱)

بنجارہ روڈ حیدر آباد دکن

۱۳ر دسمبر ۱۹۳۲ء

شفیقی و مکرمی!

تسلیم - میں ابھی مدراس سے واپس آیا ہوں میں وہاں کے بورڈ آف سٹڈیز کا ممبر ہوں۔ یہ رکنیت میں نے اس شرط سے قبول کی تھی کہ مجھے مدراس جانے کی زحمت نہ دی جائے۔ مجھے اس شہر سے للّٰہی بغض ہے یونیورسٹی اردو فارسی کا نصاب از سر نو مرتب کرنا چاہتی تھی ایک سال سے ان کا تقاضا تھا اس لئے اب کے چلا گیا مگر اس ضمن میں ایک بہت اچھا کام یہ ہو گیا کہ میں نے وہاں جا کر اردو اکاڈیمی کی بنیاد ڈال دی۔ یہ آپ کی یا الہ آباد کی سی اکاڈیمی نہ ہو گی۔ کتابیں لکھنے اور چھاپنے کا کام مدراس سے بہتر دوسرے مقامات پر ہو سکتا ہے وہاں اس کا بڑا مقصد یہ ہو گا کہ اردو زبان کی اشاعت و ترویج میں کوشش کی جائے اور جو لوگ اردو نہیں جانتے انہیں اردو پڑھانے کا اور جو اردو جانتے ہیں ان کے لئے اردو زبان کے مطالعہ کا کام کیا جائے۔ میں نے اس کی بنیاد بہت مستحکم طور پر قائم کر دی ہے اور ایک دو ہفتے کے بعد کام شروع ہو جائے گا۔ اور میں وقتاً فوقتاً اس کی نگرانی کرتا رہوں۔

وہاں سے ابھی واپس آیا ہوں آپ کا خط ملا۔ میں نے بنک کو دو سو روپیہ ذاکر حسین خان صاحب کے نام بھیجنے کے لئے لکھ دیا ہے میں چار سو ہی بھیجتا لیکن جامعہ پریس کے بار بار خط آ رہے تھے انہیں روپیہ کی شدید ضرورت ہے پانسو روپیہ خاں صاحب کے نام بھیجوا دیئے۔

حسن امام صاحب کا خط آیا ہے وہ جنوری میں کسی تاریخ کو پٹنہ میں ملیں گے اب مجھے اپنا پروگرام اس کے لحاظ سے بنانا پڑے گا میں اسی ہفتے آپ کو علی گڑھ پہنچنے کی تاریخ سے اطلاع دوں گا۔ آپ براہ کرم اس تاریخ کو علی گڑھ آ جائیں اور سبطین صاحب کو بھی ساتھ لے آئیں۔

نیاز مند عبدالحق

P کے باقی اوراق بذریعہ رجسٹری الگ مرسل ہیں

(یہ خط پنسل) میں کل یعنی ۱۵ر دسمبر کو علی گڑھ جا رہا ہوں اور چار روز وہاں رہوں گا آپ ضرور تشریف لائیے۔ میرے ساتھ ڈاکٹر سراج الحسن صاحب بھی ہوں گے۔

(۲)

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن

۱۲/ مئی ۱۹۳۴ء

مشفقی و مکرمی زاد لطفہ!

تسلیم ۔ Q اور P کے مسودے پہنچ گئے جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایک عرض آپ سے یہ ہے کہ S کا مسودہ جس قدر آپ دیکھتے جائیں وہاں اپنی نگرانی میں کسی صاحب سے صاف لکھواتے جائیں اس کی جو اجرت ہوگی وہ میں دے دوں گا۔ بات یہ ہے کہ مسودہ پہلے ٹائپ کرانا یا صاف لکھوانا پڑتا ہے پھر میں خود اس کی نظر ثانی کرتا ہوں اور اصل کتاب سے مقابلہ کرتا ہوں اس کے بعد مطبع میں بھیجا جاتا ہے اس وقت طبع کا کام تیزی سے ہو رہا ہے ٹائپ رائٹر والا ساتھ نہیں دے سکتا اس لئے دو آدمی میں نے صاف لکھنے پر رکھے ہیں آپ اگر نظر ثانی کے ساتھ ساتھ صاف بھی لکھواتے جائیں تو ہمارے کام میں بہت سہولت ہو جائے گی امید ہے کہ وہاں کوئی آدمی مل جائے گا خوش خط ہونے کی ضرورت نہیں --- ہو تو کافی ہے لیکن صاف ہونے کے بعد ایک نظر آپ ضرور ڈال لیں ورنہ کاتبوں کا کوئی اعتبار نہیں کچھ کا کچھ لکھ دیتے ہیں۔

نیاز مند عبدالحق

غلام محمد خاں صاحب اور ان کے احباب کی مراد پوری ہو گئی کہ سید راس مسعود نے استعفا دے دیا۔ بہت اچھا کیا ورنہ نہ معلوم یہ لوگ کیا کیا خرابیاں اور فساد برپا کرتے۔ ابتدا سے اس کی کھچڑی پک رہی تھی۔ سب سے بڑا رنج ان صاحبوں کو یہ تھا کہ جس شخص کو یہ رجسٹرار بنانا چاہتے تھے وہ نہ ہو سکا۔ اب ان کو موقع ہے کہ یونیورسٹی پر قبضہ کر لیں۔

عبدالحق

(۳)

انجمن ترقی اردو

اورنگ آباد دکن یکم جون ۱۹۳۴ء

مشفقی و مکرمی!

تسلیم ۔ معلوم نہیں آپ کی بیوی کی علالت کا کیا حال ہے میں اورنگ آباد میں صرف ڈکشنری کی خاطر بیٹھا ہوا ہوں۔ کچھ حصے کی میں نے نظرثانی کی ہے اور باقی کی زیر نظر ہے مجھے عجلت اس لئے ہے کہ میں تین چار مہینے میں پورا کام ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ میرے آنے سے کام کی رفتار تیز ہو گئی ہے اور میں نے کام کو ایسے ڈھرے پر ڈال دیا ہے کہ اگر نظرثانی کئے ہوئے اجزا وقت پر ملتے رہے تو کام تین مہینے میں ختم ہو جائے گا۔ جلد ضرورت اس لئے ہے کہ نظرثانی کئے ہوئے اجزا کمپوزیٹروں کو نہیں دے سکتے ان میں بہت کانٹ چھانٹ ہوتی ہے انہیں ٹائپ کرانا پڑتا ہے اس کے بعد اصل سے مقابلہ کر کے تصحیح کرنی پڑتی ہے اور پھر میں اس کی نظرثانی کرتا ہوں۔ اس کے بعد کمپوزیٹر کو دیئے جاتے ہیں اس میں اچھا خاصا وقت لگ

جاتا ہے فی الحال میرے خیال میں یہ بات آئی ہے کہ آپ S کا نصف حصہ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کو بھیج دیں۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ بہت جلد نظرثانی کر کے بھیج دیں گے ان کا پتہ یہ ہے۔

ورود منزل سندیلہ

باقی نصف آپ چند روز کے بعد جب آپ کو اطمینان خاطر نصیب ہو ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی اس سے اتفاق ہو گا اس لئے آپ فوراً نصف حصہ ڈاکٹر صدیقی کو بھیج دیں میں انہیں لکھے دیتا ہوں۔

عبدالحق

(۴)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد ۱۴ر جولائی ۱۹۳۷ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

ترجمے کی اول قسط پہنچ گئی ہفتہ اتوار چھٹی ہونے کی وجہ سے رقم منگانے میں دیر ہو گئی ڈیڑھ سو روپے کے نوٹ (ایک سو کا، پانچ دس دس کے) بذریعہ بیمہ مرسل ہیں۔

میں ملیبار کے دورے سے پانچ جولائی کو واپس آیا بیس اردو کے مدرسے جاری کئے ہیں مدراس اور میں انجمن کی شاخیں قائم کر دی گئیں۔ جنوبی ہند میں کام کا بڑا میلان ہے اگر تھوڑا سا سرمایہ بھی مل جائے تو میں کم سے کم صوبہ مدراس کے تمام مسلمانوں کو اردو خواں بنا سکتا ہوں۔ کسی نے اب تک کام ہی نہیں کیا۔

امید ہے آپ کا اور آپ کی بیوی (کا) مزاج بخیر ہو گا۔ اب پہاڑ سے کب اتریں گے۔ اب تو ہو گئی ہو گی۔

نیاز مند عبدالحق

مولوی عبدالحمید اشرفی کے نام

اورنگ آباد

۲۰ر نومبر ۱۹۳۵ء

مکرمی السلام علیکم!

یہ دونوں کتابیں رام پور کے کتب خانے میں ہیں۔ مثنوی فدوی، تصنیف رنگیں، تحفہ رسول اور فقہ احمدی بڑی قابل قدر کتابیں ہیں اگر آپ ان پر کچھ لکھیں تو مجھے ضروری بھیجئے۔

اردو کا مطلوبہ پرچہ آپ کی خدمت میں مرسل ہے اگر آپ تحفہ رسول کی نقل کا انتظام کر دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

نیاز مند عبدالحق

پروفیسر عبدالرشید فاضل کے نام

(۱)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۱۱ر نومبر ۳۵ء

مکرم بندہ۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کی ہمدردی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر آپ جائزہ زبان اردو کا کام (جہاں تک اس کا تعلق ریاست جے پور سے ہے) اپنے ہاتھ میں لے لیں اور اپنی بزم کو اس کی تکمیل پر آمادہ کریں تو میری مشکل بہت کچھ آسان ہو جائے گی میں استفسارات وغیرہ کے کاغذات علیحدہ سے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ انہیں ملاحظہ فرمایئے اور جہاں تک ممکن ہو اس کام کو جلد شروع کر دیجئے۔ مجھے آپ کی ہمدردی اور مستعدی سے توقع ہے کہ یہ کام جلد اور خوبی سے انجام پا جائے گا۔ اس بارے میں اگر کسی امر کے دریافت کرنے کی ضرورت ہو تو آپ بلا تامل مجھ سے لکھ کر دریافت فرما سکتے ہیں۔

نیاز مند

عبدالحق

(۲)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۲۶ر نومبر

مکرم و مہربان بندہ۔ تسلیم

بہت دنوں سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر و عافیت ہو گا۔ جائزے کا (کام) کیسا چل رہا ہے۔ غالباً" اب اس میں ضرور کچھ اضافہ ہوا ہو گا ممنون ہوں گا اگر آپ اس کے متعلق کسی وقت تفصیل سے اطلاع فرمائیں۔

نیاز مند

عبدالحق

(۳)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۲۸؍ جنوری ۳۶ء

مکرمی۔ تسلیم

آپ نے اپنی عنایت سے اپنے خط مورخہ ۱۲؍ اکتوبر ۳۵ء میں جائزہ زبان اردو کے متعلق دریافت فرمایا اور اس کے متعلقہ کاغذات طلب فرمائے تھے۔ اور یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ اس کام کو اپنی ریاست میں انجام دیں گے۔

میں نے آپ کی طلب پر جائزے کے کاغذات آپ کی خدمت میں روانہ کر دیے تھے اور منتظر تھا کہ آپ نے اس بارے میں جو کاروائی کی ہے اس سے مطلع فرمائیں گے چونکہ اب تک کوئی اطلاع آپ کی طرف سے موصول نہیں ہوئی۔ اس لئے یاد دہانی کرا رہا ہوں ریاست جے پور میں اور کوئی ایسے صاحب نہیں ہیں۔ جن سے میں رجوع کروں۔

آپ جیسا ہمدرد شخص جب وہاں موجود ہے تو مجھے کسی اور سے رجوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ بہت ضروری اور قومی کام ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ اس کی تکمیل کی طرف ضرور توجہ فرمائیں گے۔

جواب کا منتظر

عبدالحق

(۴)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد ۱۲؍ فروری ۳۶ء

مکرم و مہربان بندہ۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا اورنگ آباد سے ہوتا ہوا یہاں آیا۔ بہت ممنون فرمایا۔ مجھے اس سے بے حد خوشی ہوئی کہ آپ جائزے کے کام میں مصروف ہیں اور صرف تین استفسارات کی تکمیل باقی ہے میں نے یاد دہانی اس غرض سے کی تھی کہ میرے لکھے کے بعد سے مجھے کوئی اطلاع وصول نہیں ہوئی تھی۔ اب کامل اطمینان ہو گیا۔ آپ کی اس ہمدردی اور توجہ کا دل سے شکر گزار ہوں۔ اس کام میں تحقیق لازم ہے ورنہ معترضوں کو نکتہ چینی کا موقع ملے گا اور رپورٹ کی صحت مشتبہ ہو جائے گی۔

نیاز مند

عبدالحق

خان بہادر عبداللطیف خان کے نام

(۱)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۱۴؍ اگست ۱۹۳۶ء

میرے شفیق اور مہربان جناب خان صاحب۔ تسلیم

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ جس کا میں تہ دل سے شکرگزار ہوں دلی میں مجھے کوئی کام کا آدمی یا کوئی رفیق ملے یا نہ ملے میرے لئے وہاں آپ کا وجود کافی ہے۔ اور میں زیادہ تر آپ ہی کے بھروسے پر آرہا ہوں ایک ڈاکٹر انصاری ضرور ایسے تھے جن سے مجھے بہت کچھ تقویت ہوتی لیکن ہماری بدنصیبی کہ وہ چل بسے۔ اب صرف آپ کی ایک ذات ہے اس لئے میں بار بار آپ کو زحمت دیتا ہوں۔

دلی آنا قطعی ہے سرمائے کی مجھے خود فکر ہے اور اس کی تدبیریں کر رہا ہوں۔ اب تک آثار بہت اچھے ہیں یقین ہے کہ کافی سرمایہ بہم پہنچ جائے گا۔ اکتوبر کے آخر میں علی گڑھ میں ہندوستان کے منتخب اصحاب کی ایک کانفرنس کرنے والا ہوں۔ اس میں سب معاملات طے ہو جائیں گے۔

آم پہنچے۔ میری مصروفیت یا غفلت سے ریلوے بلٹی میز پر پڑی رہ گئی۔ دوسرے روز منگائے' آدھے خراب ہو گئے باقی کھانے کے قابل ہیں لیکن جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ کثرت بارش سے آم خراب ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی مزہ دے جاتے ہیں اب انشاء اللہ آئندہ سال دیکھا جائے گا۔ یار زندہ صحبت باقی۔ میں آخر اکتوبر میں ختم کانفرنس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

نیاز مند

عبدالحق

مکان کے متعلق آپ کی رائے بہت درست ہے مجھے اس سے کامل اتفاق ہے بہرحال یہ معاملہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں جب کبھی فرصت ہو تو اسے بچشم خود ملاحظہ فرما کر اطلاع دیجئے۔

(۲)

معرفت ایف اے کریم اسکوائر

آئی سی ایس کرسیانگ

۱۳ مئی ۱۹۳۸ء

میرے مہربان اور شفیق جناب خان صاحب' زاد لطفہ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا جسے پڑھ کر بہت مسرت ہوئی خدا آپ کو ہر طرح کامیاب اور شاداں رکھے آپ کا خط آنے سے مجھے بہت اطمینان اور خوشی ہوئی ہے سب سے پہلے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ روپے کی طرف سے ہرگز فکر مند نہ ہوں۔ انشاء اللہ میں آپ کو کافی روپیہ دوں گا۔ میں حیدر آباد پہنچ جاؤں تو مسودے اور روپیہ سب بھیج دوں گا۔ اگر فوراً" ضرورت ہے تو ہزار دو ہزار اب بھی بھیج سکتا ہوں اگر انجمن کے پاس کسی وقت نہ ہوا تو میں اپنے پاس سے یا کہیں اور سے انتظام کر کے بھیجوں گا اور کبھی آپ کو تکلیف نہ ہونے دوں گا۔

اس میں کسی کی غلطی نہیں تھی۔ یہ میری غلطی تھی کہ میں نے آپ کو پہلے سے اطلاع نہ دی اور اطلاع کیونکر دیتا اس وقت دکان ہی قائم نہیں ہوئی تھی۔

شکنتلا کا مسودہ میں آپ کی خدمت میں بھیج چکا ہوں اسے آپ کیوں لکھوانا شروع نہیں کر دیتے۔

نیاز مند

عبدالحق

میں انشاء اللہ ستمبر میں آ کر مکان دیکھ جاؤں گا اور آپ سے تمام معاملات پر گفتگو کر کے ساری باتیں طے کر لوں گا۔ دلی میرے لئے نئی جگہ ہے دیکھیے کیا بنتی ہے اور کیسی گزرتی ہے۔

(۳)

معرفت ایف اے کریم اسکوائر

آئی سی ایس کرسیانگ ۱۹ مئی ۳۸ء

مکرم و مہربان بندہ جناب خان صاحب تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ بہت ممنون فرمایا خدا کرے آپ کو ریڈیو کے میگزین کا کام مل جائے۔ میں انشاء اللہ اس میں آپ کی ضرور مدد کروں گا۔ اطمینان رکھیے۔

خطوط کے فارم کا پروف پہنچا۔ مجھے پسند نہیں آیا۔ خط اچھا نہیں۔ انجمن کا نون بگڑ گیا ہے ترقی میں قی بھی اصول خط کے لحاظ سے صحیح نہیں۔ مختصر یہ کہ زیادہ خوش خط اور خوبصورت ہونا چاہیے کسی عمدہ خوشنویس سے لکھوائیے۔ اردو اور ہند کے لفظ اچھے لکھے گئے ہیں آپ کی رائے صحیح ہے کہ یہ بہت جلی ہے بلاک میں خفی ہو سکتا ہے ترقی میں جوی کے نیچے زیر ہے وہ نہیں ہونا چاہیے ایک حرف اردو کا ہونا چاہیے دوسرا انگریزی اور اردو دونوں ملے ہوں۔ تاکہ جب انگریزی میں لکھنا ہو تو اس کے ساتھ بھی اردو رہے اردو کو کسی حال میں نہیں چھوڑنا چاہیے۔ مہربانی کر کے زیادہ خوشخط لکھوائیے اور جو نمونہ بھیجا گیا تھا اس کا خیال نہ کیجئے اردو کے ساتھ جو انگریزی ہو اگر وہ کسی دوسری قسم کی ٹائپ میں ہو تو زیادہ خوبصورت ہو گی۔

انگریزی سے جگہ زیادہ گھر گئی ہے اس لئے اس کا ٹائپ کسی قدر خفی ہونا چاہیے۔

یہاں بارش شروع ہو گئی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ کاپیاں خراب ہو جائیں اگر یہ خیال نہ ہو تو شکنتلا کی کاپیاں روانہ فرما دیجئے اس کا مقدمہ بھی لکھا رکھا ہے مگر حیدر آباد میں رہ گیا وہاں جا کر بھیج دوں گا۔

ٹائپ مشین کے متعلق سکندر آباد کی ایک ایجنسی نے دریافت کیا تھا اور لکھا تھا کہ اگر فروخت کریں تو ہمیں دیجئے گا اس نے قیمت وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں کیا ہم پہلے بھی ایک مشین اس کے ہاتھ فروخت کر چکے ہیں۔

نیاز مند

عبدالحق

یہاں کے وزیر اعظم اور دیگر وزراء سے میری گفتگو ۲۹ مئی تک ختم ہو جائے گی۔ ۲۹ مئی کو کلکتے جاؤں گا وہاں انجمن کا جلسہ ہے کلکتے سے پٹنہ اور وہاں سے چند روز قیام کر کے اورنگ آباد چلا جاؤں گا۔ غالباً ۹ جون تک

(۴)

کرسیانگ

۲۹ر مئی ۱۹۳۸ء

مشفقی و مکرمی جناب خان صاحب تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ جو نمونہ آپ نے خط کا بھیجا ہے وہ پسند آیا۔ مہربانی کر کے اسی کے مطابق چھپوا دیجئے۔ انگریزی آپ اپنی پسند سے انتخاب کر لیجئے۔ ٹائپ مشین اور سامان متعلقہ آپ کے لئے محفوظ ہے۔ سکندر آباد ایجنسی وغیرہ سے دریافت کر کے آپ کو اطلاع دی جائے گی۔

حیدر آباد پہنچ کر آپ کی رقم کا انتظام کروں گا۔ انشاء اللہ میں کل کلکتے اور وہاں سے پٹنے چلا جاؤں گا۔ دونوں جگہ انجمن کے جلسے ہیں۔ پٹنے سے ۹ یا ۱۰ جون تک اورنگ آباد۔ اب آپ جو خط لکھیں تو اورنگ آباد کے پتے پر لکھیئے گا۔

نیاز مند

عبدالحق

میاں محمد عبدالمجید کے نام

انجمن ترقی اردو پاکستان

اردو روڈ کراچی ۔ ۱

۳ر مئی ۱۹۶۱ء

پیغام بسلسلہ یوم حالی: جہاں کہیں اردو زبان و ادب کا تذکرہ ہو گا وہاں حالی کا ذکر لازمی ہے ہماری زبان و ادب پر ان کے احسانات ناقابل فراموش ہیں۔ آج کی نثر حالی کی نثر ہے۔ آج کی نظم حالی کا عطیہ ہے آج کی تنقید حالی کی دی ہوئی ہے اور آج کی سوانح نگاری حالی کی تقلید میں ہے۔ مسلمانوں میں زندگی اور زندہ دلی پیدا کرنے میں حالی کے کلام نے عظیم الشان کام کیا ہے۔ ان کی ہر تصنیف منفرد حیثیت رکھتی ہے اور آپ اپنی مثال ہے ان کے مسدس نے مسلمانوں میں ایک ایسا ذہنی انقلاب پیدا کر دیا جس نے صحیح معنوں میں ان کے قومی کردار کی تشکیل کی۔ انہیں قدرت سے دل درد مند عطا ہوا تھا اور یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں جو اثر ہے کسی دوسری جگہ نہیں پایا جاتا۔ انہوں نے ہمیشہ بے کسوں کی حمایت کی اور عورتوں کے لئے ایسی نظمیں لکھیں جن کی نظیر ہمارے ادب میں نہیں ملتی۔ سرسید کے مشن کی کامیابی میں مولانا حالی کا بہت بڑا حصہ ہے۔ مسلمانوں میں بیداری اور روشن خیالی سرسید اور حالی نے پیدا کی۔ ان کی یاد منانا اور ان کے کارناموں کو اہل ملک کے سامنے پیش کرنا ہم سب کا قومی اور اخلاقی فرض ہے۔

عبدالحق

قاضی عبدالودود کے نام

(۱)

بھنور پوکھر، بانکی پور پٹنہ

راحت محل، مشوبرہ شملہ - ۱۴ مئی ۳۱ء

مکرمی و معظمی - تسلیم

آپ کا خط اورنگ آباد سے ہوتا ہوا مجھے یہاں ملا۔ تذکرہ گلزار ابراہیم تو چھپنے کے لئے بھی چلا گیا اس میں گلزار ابراہیم اور گلشن ہند دونوں شریک کر دیئے گئے ہیں آپ نے پھر خبر ہی نہ لی میں سمجھا خیال ترک کر دیا۔ شاہ کمال کا تذکرہ انجمن میں ہے لیکن آخر سے ناقص ہے مگر اسے دوسری جگہ سے مہیا کر سکتا ہوں آپ اطمینان رکھیں۔ مجھے خیال پڑتا ہے کہ مصحفی کا یہ انتخاب میرے پاس ہے لیکن حیدر آباد جانے کے بعد یہ تلاش کر کے بھیج سکتا ہوں۔ میرے پاس مصحفی کا ایک قلمی دیوان بھی ہے اگر آپ چاہیں گے تو وہ بھی بھیج دوں گا۔

اس سے خوشی ہوئی کہ چھ دیوانوں سے الفاظ منتخب ہو گئے اب صرف دو باقی ہیں ایک مہینے میں ختم ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں البتہ زیادہ دیر نہ لگے۔ عبدالواسع اور آرزو کے دونوں لغت میرے پاس موجود ہیں۔ لیکن عبدالواسع کے لغت سے آخر کے چند ورق غائب ہیں۔ ان کی نقل کی ضرورت ہو گی حیدر آباد جا کر آپ کو اطلاع دوں گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۲)

اورنگ آباد دکن

۱۶ر جون ۱۹۳۶ء

شفیق بندہ - تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ میرا ارادہ دہلی میں کانفرنس کرنے کا ہے۔ ایجوکیشنل کانفرنس کی جوبلی علی گڑھ میں ہونے والی ہے ایک خیال یہ ہوا کہ علی گڑھ میں انہیں ایام میں کی جائے تاکہ انتظام وغیرہ کا جھگڑا نہ رہے۔ بہرحال دونوں مقامات میں سے کہیں ہو گی آپ کا آنا نہایت ضروری ہے آپ نے خوب کیا کہ نام بدل کر ''انجمن ترقی اردو صوبہ بہار'' رکھ دیا۔ بشیر صاحب کو میں نے ہی آمادہ کیا تھا اب جو ان کے جواب وصول ہوئے تو مجھے بھی وہی خیال پیدا ہوا جو آپ کے دل میں آیا سوچ رہا تھا کہ انہیں لکھوں یا نہ لکھوں۔ کیونکہ اس میں ذاتی بات آ جاتی ہے یہ نہایت ضروری بات ہے تاکہ سب انجمنیں ایک لڑی میں

منسلک رہیں۔ مجھے تجربے سے معلوم ہوا کہ ہندی سمیلن کی بڑی کامیابی اسی وجہ سے ہے انہوں نے سیکڑوں انجمنیں بنا ڈالیں اور سب کا تعلق صدر انجمن سے ہے آپ بھی انہیں لکھئے۔

دیوان شاد پر منافع دینے کے لئے بالکل رضا مند ہوں۔ ابھی میں نے خواجہ سجاد حسین صاحب کو حیات جاوید کا حق طبع دیا ہے ان سے یہ قرار پایا ہے کہ نفع پر فیصدی حالی اسکول کو دیا جائے گا۔ یہی معاملہ ان سے بھی ہو سکتا ہے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۳)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۱۰ اگست ۱۹۳۷ء

شفیق و مکرم بندہ۔ تسلیم

پٹنہ کمیٹی کے کاغذات ملفوف ہیں سب صاحبوں کو بھیج چکا ہوں۔ آپ کو کئی کاپیاں زائد بھیجتا ہوں تاکہ آپ مقامی ممبروں کو دے سکیں جن صاحبوں کو میں نے مدعو کیا ہے ان میں سے کیفی صاحب، ڈاکٹر ذاکر حسین، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، میاں بشیر احمد، خواجہ غلام السیدین، رشید احمد صدیقی، مولانا سلیمان، نواب صدر یار جنگ، مولانا عبدالماجد جو اس قسم کی تقریریں کر سکتے ہیں میں ان صاحبوں کو لکھتا ہوں اگر دو چار صاحب بھی آ جائیں تو کافی ہے۔

ڈاکٹر محمود کا خط آیا تھا وہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کا کوئی ارادہ ایسا نہیں کہ عنقریب یہ مسئلہ پیش ہو۔ میں نے ان کو بھی مدعو کیا ہے۔ قدرت اللہ کا تذکرہ ساتھ لاؤں گا۔

عبدالحق

(۴)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۱۱ر نومبر ۳۷ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ شکریہ۔ یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ سید قمرالدین اور مولوی عبدالغنی نے صوبے کا دورہ کرنے کا وعدہ کیا ہے امید ہے کہ اب تک روانہ ہو گئے ہوں گے اس میں ضرور کوشش فرمایئے بہت غنیمت ہے کہ بعض شاخوں نے اردو کے مدارس قائم کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔

ڈاکٹر محمود صاحب کی اسکیم اب تک شائع نہیں ہوئی میں اس کی حمایت کس بنا پر کر سکتا ہوں۔ اور یہ انہوں نے کیونکر

کیا۔ سب سے اول زبان کی اشاعت کا کام ہے باقی باتیں بعد کی ہیں۔ اس وقت ساری قوت اور ہمت اشاعت پر صرف ہونی چاہیے۔

امید ہے کہ عرض داشتیں پیش ہو گئی ہوں گی کیا نتیجہ ہوا اس سے ضرور مطلع فرمائیے گا میں آپ کی ہر تجویز اور ہر بات کو سننے کے لئے تیار ہوں آپ بلا تکلف فرمائیں کیا اچھا ہوتا اگر آپ ایک دو روز کے لئے لکھنؤ آ جاتے۔ دسمبر میں سندھ جانے والا ہوں۔ وہاں کام شروع کرنے کا ارادہ ہے تذکرہ میر حسن کا انتظار ہے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۵)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۲۲ر نومبر ۳۷ء

مشفقی و مکرمی ۔ تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ جسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ جس ہمت اور مستعدی سے اردو کی خدمت کر رہے ہیں وہ بہت قابل داد ہے آپ اور مولانا ابوالکلام آزاد کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ پر لطف ہے میں آپ سے بالکل متفق ہوں اگر گورنمنٹ ہماری تجویز منظور نہ کرے تو بلاشبہ ہمیں اپنا حق حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی کوشش کرنی چاہیے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا خط میرے پاس محفوظ ہے اس میں انہوں نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ کمیٹی کی ضرورت نہیں۔ میں اس خط کی نقل آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں میں آپ کو پہلے خط میں لکھ چکا ہوں کہ تمام تجویزیں پیش نظر ہیں اس وقت میں سرمایہ کی فکر میں ہوں۔ یہاں جو امداد کی درخواست دی تھی وہ معاملہ روبراہ ہو رہا ہے ذرا مجھے اس سے فارغ ہو لینے دیجئے تو میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔ یہ نہ ہوا تو سب ہیچ ہے۔

انجمن دہلی پہنچتے ہی ماہانہ رسالہ شائع کرے گی جس کا نام ہو گا "ہماری زبان" اس میں افکار و واقعات جیسی چیزیں آ جائیں گی یہ رسالہ پروپیگنڈا کا کام بھی انجام دے گا اور معلومات کا بھی۔ زبان آسان ہو گی جسے سب سمجھ سکیں۔ اڈیٹر وغیرہ سب میں نے تجویز کر لیا۔

عبدالحق

(۶)

۱۰ر مئی ۱۹۳۸ء

شفیقی و مکرمی ۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ بہت ممنون ہوں۔ آرزو جلیلی صاحب کی رپورٹ ابھی تک نہیں ملی۔ حیدر آباد کی ڈاک بھی یہیں آ جاتی ہے شاید کل پرسوں تک آ جائے اپنی رپورٹ آپ میرے نام یہیں بھیج دیں۔

کتب خانہ کے حالات معلوم ہوئے بہت افسوس ہوا۔ ہماری قوم کے لوگ بھی عجیب و غریب ہیں۔ نہ خود کام کریں اور نہ دوسرے کو کرنے دیں۔ آپ کو ایسے لوگوں کے اعتراضات کی مطلق پروا نہیں کرنا چاہیے مگر آپ کو بد دل بھی نہیں ہونا چاہیے۔ کیا آپ کے الگ ہو جانے سے معاملات درست ہو جائیں گے؟ میرے خیال میں تو اور بد تر ہو جائیں گے۔

مہربانی کر کے تذکرہ میر حسن کی تکمیل (جس طرح بھی ممکن ہو) فرما دیجئے بڑی عنایت ہو گی۔ دیوان جوشش کے متعلق ذرا نظامی صاحب کو لکھئے کہ یہ کیا بات ہے چھوٹی سی کتاب ہے چند روز میں طبع ہو سکتی ہے میں کوشش کروں گا کہ یہاں سے واپسی میں پٹنہ ٹھہرتا ہوا جاؤں اور آپ کو پہلے سے اطلاع کر دوں گا۔

عبدالحق

(۷)

۱۔ دریا گنج ۔ دہلی

مورخہ ۱۴ر مئی ۱۹۴۱ء

مشفقی و مکرمی ۔ تسلیم

مصحفی کا مطبوعہ انتخاب تو پہنچ گیا لیکن قلمی دیوان جو بہت ضخیم ہے وہ ابھی تک وصول نہیں ہوا۔ براہ کرم تلاش کر کے بھجوا دیجئے۔ زیادہ ضرورت اسی کی تھی۔

نیاز مند

عبدالحق

ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کے نام

(۱)

حبشی گوڑہ حیدر آباد دکن

مکرم بندہ تسلیم

میں ابھی اورنگ آباد وغیرہ کے دورے سے واپس آیا ہوں۔ آپ کا خط یہاں ملا۔ آپ اپنا مقالہ شعرائے اردو کے تذکروں کے متعلق ضرور بھیج دیجئے۔ توجہ کے ساتھ رسالہ اردو میں شائع کر دیا جائے گا۔ براہ کرم اطلاع فرمائیں کہ آپ کی یونیورسٹی میں گرمی کی چھٹیاں کب ہوتی ہیں۔

آپ کی تصنیف کے متعلق وقتاً" فوقتاً" اطلاع دیتا رہوں گا۔

پرسوں دہلی روانہ ہو جاؤں گا۔

تابعدار عبدالحق

(۲)

دریا گنج' دہلی ۱۲ فروری ۴۲ء

مکرم و کرم فرمائے بندہ۔ السلام علیکم

عنایت نامہ پہنچا۔ شکر گزار ہوں۔ آج شب کی گاڑی سے لاہور آ رہا ہوں۔ میاں بشیر احمد کے ہاں ٹھہروں گا۔ ممکن ہو تو کسی وقت مل لیجئے گا۔ ورنہ میں خود حاضر ہوں گا۔ آپ کی کتاب کے ۸۵ صفحات لکھے جا چکے ہیں۔ آپ اطمینان رکھئے۔ کتاب اسی سال چھپ کر شائع ہو جائے گی۔

آپ کا مضمون اپریل نمبر میں ضرور شائع ہو جائے گا۔

گاندھی جی کی منطق کے کشتے ایک نہیں ہزاروں لاکھوں ہیں۔ یہ خط میں بہت جلدی میں لکھ رہا ہوں اس لئے معافی چاہتا ہوں۔

تابعدار عبدالحق

(۳)

دریا گنج' دہلی۔ ۱۲ مارچ ۴۲ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

مضمون کے پہنچنے کی اطلاع دے چکا ہوں۔ آپ کی کتاب کی کتابت ہو رہی ہے اطمینان رکھیئے۔

غرائب اللغات اور نوادر کے نسخے میرے پاس ہیں' ضرورت ہو تو لکھئے۔ بھیج دوں گا۔

میاں بشیر احمد کی صحت اور وہم ان کے رستے میں حائل ہیں۔ وہ خود بھی اس کے معترف ہیں کہ اس قسم کے دوڑ دھوپ کے کام نہیں کر سکتے۔ لکھنے کا کوئی نتیجہ نہ ہو گا۔ بہت سر مار چکا ہوں۔ اب کے آیا تو بالمشافہ گفتگو کر کے کام کرنے کا کوئی دستور العمل بنا لیا جائے گا۔ پنجاب میں بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی کرنے والا ہو۔

تابعدار عبدالحق

(۴)

دریا گنج' دہلی ـ ۱۴ مئی ۴۲ء

مکرم و مہربان بندہ ـ تسلیم۔

غرائب اللغات اور نوادر الفاظ دونوں میں نے کتب خانے سے آپ کے لئے نکلوا لی ہیں۔ نوادر الفاظ بے جلد کی ہے۔ اور کاغذ خراب۔ اسے جلد بندی کے لئے دے دیا ہے۔ دو روز میں دونوں کتابیں آپ کی خدمت میں پہنچ جائیں گی۔ آپ کے مضمون کی دس کاپیاں الگ آپ کے لئے چھپوائی گئی تھیں۔ وہ آپ کے پاس یا تو پہنچ گئی ہوں گی یا اب پہنچ جائیں گی۔

اردو انسائیکلوپیڈیا کے متعلق آپ نے میری تجویز پسند کی۔ شکریہ۔ لیکن اس میں آپ کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ میں اسے اپنے نام سے منسوب کرنا چاہتا ہوں ایسا نہیں۔ البتہ انجمن ترقی اردو سے منسوب کرنے کی خواہش ضرور ہے۔ وہ بھی اس وقت کہ آپ صاحب اسے منظور فرمائیں۔

عبدالحق

(۵)

دریا گنج' دہلی ۱۴ جولائی ۴۲ء

مشفقی و مکرمی ـ تسلیم

آپ کا خط اور اخباروں کے تراشے پہنچے۔ بہت شکر گزار ہوں۔ ماہنامے کا مضمون میں پہلے پڑھ چکا تھا۔ ابھی مجھے معاملہ مبہم معلوم ہوتا ہے۔ دیکھئے سر سکندر کا آخری بیان اسمبلی میں کیا ہوتا ہے۔ مجھے انہوں نے پورا اطمینان دلایا ہے' کہ اردو کو ہرگز کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا۔ مجھے آپ کی کانفرنس کی تحریک سے کامل ہمدردی ہے۔ یہ آپ نے بہت خوب کیا کہ ہندو حضرات کو بھی اس میں شریک کر لیا۔ اردو کے معاملے میں ہمیں فرقہ وارانہ خیال کو پاس تک پھٹکنے نہ دینا چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی کانفرنس بہت کامیاب رہے گی۔ اور اس کا اثر بھی ہو گا۔ یہ خط میں نے بہت جلدی میں لکھا ہے۔

تابعدار عبدالحق

(۶)

دریا گنج، دہلی ۱۵ر جولائی ۱۹۴۲ء

مکرم و مہربان بندہ زاد لطفکم تسلیم!

آج کل پنجاب میں اردو گورمکھی (پنجابی) ہندی کا تنازع چھڑا ہوا ہے۔ شروع شروع میں جب اخباروں میں یہ خبر نکلی کہ اکالیوں اور حکومت میں بعض مسائل کے متعلق سمجھوتا ہونے والا ہے اور اس میں زبان کا بھی مسئلہ ہے تو میں نے ایک مفصل خط سر سکندر حیات خان کو لکھا۔ انہوں نے مجھے اطمینان دلایا کہ اردو کی حیثیت کو مطلق نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور وہ جس طرح اب ذریعہ تعلیم ہے۔ آئندہ بھی رہے گی وغیرہ وغیرہ۔ بعد میں سمجھوتے کے جو شرائط اخباروں میں شائع ہوئے وہ کچھ ایسے مبہم ہیں کہ صحیح رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ یہ بھی پڑھنے میں آیا کہ ابتدا میں جن شرائط پر سمجھوتا ہوا تھا۔ ان میں کچھ ردو بدل ہی نہیں۔ غرض یہ کہ صحیح کیفیت معلوم نہیں ہوئی اس لئے میں آپ کو زحمت دیتا ہوں کہ اس بارے میں جو معلومات آپ کو ہوں اور عام خیالات جو اس تنازعہ کے متعلق پنجاب میں اس وقت پائے جاتے ہیں۔ ان سے براہ کرم مجھے مطلع فرمائیں۔ میں بہت ممنون ہوں گا۔ یہ خط بھی صیغہ راز سمجھا جائے۔ اور آپ جو کچھ تحریر فرمائیں گے وہ بھی راز میں رہے گا، اور میرے سوا کسی دوسرے کی نظر سے نہیں گزرے گا۔

میں اس تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ بواپسی ڈاک جواب عنایت ہو گا۔

عبدالحق

(۷)

دریا گنج، دہلی ۲۸ دسمبر ۴۲ء

مکرم و مہربان بندہ۔ تسلیم۔ خط پہنچا۔ شکریہ

میں خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ لیکن شیرانی صاحب کا بدل میں کہاں ہو سکتا ہوں۔

مردم دیدہ اور دوسرے فارسی تذکروں کے متعلق شیرانی صاحب سے مشورہ کرنے کے بعد اطلاع دوں گا۔ وہ یہاں آنے والے تھے لیکن علالت کی وجہ سے نہ آسکے۔ سردی سے انہیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے میں نے لکھ دیا ہے کہ جنوری کے بعد تشریف لائیں۔

فی الحال مجھے مطلق فرصت نہیں۔ ۲۲ دسمبر کو حیدر آباد سے واپس آیا۔ ۵ جنوری کو پٹنہ میں بہار گورنمنٹ کی ہندوستانی کمیٹی کا جلسہ ہے۔ شیرانی صاحب آ جائیں تو انہیں ساتھ لے کر لاہور حاضر ہوں گا۔ اور چند روز رہ کر تمام مسائل پر بحث کر لی جائے گی۔

تقریروں سے سخت بیزار ہوں۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ بکواس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور میں تو کہوں گا کہ یہ الجھنیں تقریروں سے نہیں سلجھ سکتیں۔ یہ مشکلات اسی وقت رفع ہوں گی جب آپ کا وائس چانسلر کوئی ایسی شخصیت ہو، جو

ان مسائل کو سمجھے اور سمجھ کر ہمدردی اور دلیری سے کام کرے۔ کاغذ سیاہ کرنے اور بکواس سے کام نہیں چلتا۔

آپ کی کتاب کے پروفوں کے لئے مطبع کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ کاپیاں یہاں لکھوا کر بعد تصحیح لاہور مفید عام پریس میں بھیج دی گئی ہیں ڈاکٹر اقبال سے ملاقات ہو تو میرا سلام پہنچا دیجئے۔

عبدالحق

(۸)

دریا گنج، دہلی ۱۴ دسمبر ۱۹۴۳ء

مکرم و مہربان بندہ زاد لطفکم۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ میں بالکل تندرست ہوں۔ اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ حال میں ملیبار، مدراس، سی پی کے دورے سے واپس آیا ہوں۔ آج کل کے حالات کی رو سے جو کچھ ہو گیا اسے بہت غنیمت سمجھتا ہوں۔ مطبعوں نے ہمیں طرح طرح سے ستا رکھا ہے۔ کچھ نسخے جلد آپ کی خدمت میں روانہ کئے جائیں گے۔

آپ نے اردو کانفرنس کے لئے جو مسائل تجویز کئے ہیں۔ وہ بہت ضروری اور مناسب ہیں۔ لیکن ضرورت اس کی ہے کہ کانفرنس میں منظوری کے بعد یونیورسٹی وغیرہ سے مسلسل کاروائی جاری رہے ہمارے لئے اردو کی خدمت سب سے مقدم ہو گئی ہے۔ یہ اب قوم و ملک ہی کی خدمت نہیں بلکہ دین و ایمان کی خدمت ہے۔ صدارت کے لئے کیا آپ کو کوئی اور نہیں ملا جو مجھ غریب کو گھسیٹنا چاہتے ہیں سرتیج بہادر سپرو کو کانفرنس میں لانے کے لئے تا امکان کوشش کروں گا۔

ناگپور میں ۱۹، ۲۰، ۲۱ جنوری کو انجمن ترقی اردو کی آل انڈیا اردو کانفرنس ہونے والی ہے۔ بڑے پیمانے پر انتظام کئے جا رہے ہیں۔ غالباً ایسی کانفرنس ہو گی کہ پچھلی سب کانفرنسیں گرد ہو جائیں گی۔ اس امر کی کوشش کی جا رہی ہے کہ ہر صوبے کے نمائندے شریک ہوں پنجاب سے چند صاحبوں کا شریک ہونا نہایت ضروری ہے۔ آپ چند نام لکھ بھیجیں تو میں ان کو لکھ کر آمادہ کروں۔ میاں بشیر کو تو لکھوں ہی گا کچھ اور نام بھی بتائیے۔

بیشک اردو انسائیکلو پیڈیا کا سوال بہت اہم ہے۔ اب لاہور پہنچ کر ہی اس کا فیصلہ ہو گا۔ میں مہر صاحب کے ساتھ سرحد کے دورے پر آخر نومبر میں جانے والا تھا لیکن انہیں کچھ ایسے کام درپیش آ گئے کہ وہ نہ جا سکے اس لئے میں بھی رہ گیا۔ اب آخر فروری کی لہریں ہیں مہربانی فرما کر ممکن ہو تو اردو کانفرنس لاہور کی صحیح تاریخوں سے مطلع فرمائیے تاکہ سرحد کے دورے کا پروگرام ایسا بنایا جائے کہ تاریخوں میں تصادم نہ ہونے پائے۔

بہت نادم ہوں کہ گورکی کی کتاب بہت تاخیر سے پہنچی اور آپ کو تاوان دینا پڑا۔   کا منی آرڈر ارسال خدمت ہے۔ اقبال صاحب کا کیا حال ہے ملاقات ہو تو میرا سلام پہنچا دیجئے۔

عبدالحق

(۹)

دریا گنج، دہلی ۲۲ دسمبر ۱۹۴۳ء

شفیقی و مکرمی۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ بہت ممنون فرمایا۔ افسوس پنجاب جیسا خطہ کس لعنت میں مبتلا ہے یہ سب لیڈروں کا قصور ہے۔ اب آدمی عنقا ہو گیا ہے۔ ایک شخص بھی ایسا نہیں جو بے نفسی، سچائی اور آزادی کے ساتھ رہنمائی کر سکے۔ آپ کے سرکاری عہدہ دار سب ایک رنگ کے ہیں۔ وائس چانسلر ہیں تو سبحان اللہ۔ اب بہتر یہ ہے کہ گورنر سے افتتاح کرائیے۔ اس سے بڑا عہدہ دار کون ہو سکتا ہے۔ اگر لارڈ ویول کا دورہ ادھر ہو جائے تو ان سے فرمائش کیجئے۔ وہ سب کو ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ میری رائے میں آپ عہدہ داری کے خیال کو بالکل ترک کر دیجئے۔ ان میں آدمی کہاں ہیں وہ تو بھیڑوں اور دنبوں کا گلہ ہے۔

سر تیج بہادر سپرو کے فرزند سخت بیمار ہیں اور حالت خطرناک ہے وہ ان کے علاج کی خاطر لکھنؤ میں پڑے ہیں اس لئے اب تک میں صدارت کے بارے میں انہیں کچھ نہیں لکھ سکا۔

آپ نے بہت اچھے نام لکھ کر دیئے ہیں۔ شکریہ۔ ان سب کی خدمت میں دعوت نامے بھیجوں گا۔

ٹھوس اور خشک مقالے کی ناگپور میں ضرورت نہیں۔ کوئی شگفتہ سی چیز لکھیئے۔ میں آپ کو کیا سمجھا سکتا ہوں۔ اور کوئی مضمون خیال میں نہ آئے تو "فارسی ادبیات میں ہندوؤں کا حصہ" کا خلاصہ چند صفحوں میں اس طرح لکھ ڈالیے کہ لوگ شوق سے سنیں۔ یا "آج کل پنجاب میں اردو کی حالت" پر کچھ لکھ دیجئے۔ یعنی آج کل کس قسم کی کتابیں لکھی جا رہی ہیں کن کتابوں کو لوگ شوق سے پڑھتے ہیں۔ اخبار اور رسالوں کا کیا حال ہے یہ بھی پسند نہ ہو تو اپنے اور نیٹل کالج کی مختصر تاریخ لکھ دیجئے۔ اس میں بہت سے عجیب اور مشہور بزرگوں کا ذکر آ جائے گا۔ بہت دلچسپ ہو گا۔ ان کے حالات طویل نہ ہوں۔ لیکن چند سطروں میں ان کے اصل کیریکٹر کا نقشہ کھینچ دیا جائے۔

عبدالحق

(۱۰)

دریا گنج، دہلی ۱۵ فروری ۴۴ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم۔ کیا پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں دیوان فغاں کا کوئی نسخہ ہے؟ اسے شائع کرنا چاہتا ہوں مقابلے کے لئے دوسرے نسخے کی ضرورت ہے۔

مولوی محمد شفیع صاحب سے بھی دریافت فرما لیجئے۔ غالباً ان کے پاس بھی اس کا کوئی نسخہ ہو۔ پنجاب اردو کانفرنس کے متعلق کیا طے ہوا۔

تابعدار عبدالحق

(۱۱)

دریا گنج، دہلی ۲۴ فروری ۱۹۴۴ء

شفیقی و مکرمی۔ تسلیم

خط پہنچا۔ شکریہ۔ یہ معلوم کر کے مجھے افسوس اور رنج ہوا کہ پنجاب اردو کانفرنس سے آپ نے قطع تعلق کر لیا ہے۔ آخر کیا وجہ ہوئی اور کون سے ایسے اسباب تھے جن کی وجہ سے آپ کنارہ کش ہو گئے۔ میں تو اس کانفرنس پر بہت کچھ آس لگائے بیٹھا تھا اور خوش تھا کہ یہ کام ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آگیا ہے جو مخلص ہمدرد اور مستعد کارگزار ہیں کیا ہمارے کاموں کا یہی انجام ہونے والا ہے؟ براہ کرم اصل حالات سے ضرور مطلع فرمایئے۔ ورنہ مجھے بہت تشویش رہے گی۔

تابعدار عبدالحق

(۱۲)

دریا گنج، دہلی ۱۱ جون ۱۹۴۴ء

مشفقی و مکرمی۔ زاد لطفکم۔ تسلیم

آپ کا خط پڑھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی اور افسوس بھی۔ میرا خیال تھا کہ صلاح الدین صاحب اور عاشق حسین بٹالوی صاحب نے ساری کیفیت آپ کو سنا دی ہو گی۔ ان کا فرض تھا کہ ساری حقیقت کمیٹی کے سامنے پیش کر دیتے۔ اور تمام ارکان کے مشورے سے کانفرنس کے ہونے یا ملتوی کرنے کا فیصلہ کرتے۔ یہ کیوں نہیں کیا؟ اس میں کیا مصلحت تھی؟ یہ تو بہت صاف اور آسان بات تھی۔ افسوس مجھے اس امر کا ہے کہ میں نے جو خیال ان صاحبوں اور کانفرنس کے متعلق قائم رکھا تھا وہ سب غلط نکلا۔ ان سے انجمن کی صوبائی شاخ قائم کرنے کے متعلق بھی گفتگو آئی تھی۔ چنانچہ ان کے لکھنے پر قواعد کی ایک تو نقل ان کی خدمت میں بھیجی گئی جسے انہوں نے پسند کیا اور لکھا کہ فی الحال ان کی سوسائٹی کو انجمن کی شاخ میں تبدیل کر دیا جائے۔ یہ خط پرسوں ہی پہنچا۔ ابھی تک جواب لکھنے نہ پایا تھا کہ آپ کا عنایت نامہ وصول ہوا۔ اسے پڑھ کر میرے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔ اب جیسا کہ آپ نے لکھا ہے میں خود ہی وہاں آ کر سب کام کروں گا۔ آج کل حالات بہت نازک ہیں لیکن کام کا وقت بھی یہی ہے۔

سندھ سے واپسی میں لاہور نہ ٹھہر سکا۔ سیدھا دلی چلا آیا اس لئے کہ ہماری مجلس نظما (گورننگ باڈی) کا سالانہ اجلاس الہ آباد میں ہونے والا تھا اس میں علاوہ دیگر امور کے سالانہ رپورٹ، بجٹ اور آڈیٹروں کی رپورٹ وغیرہ منظوری کے لئے پیش کرنی تھی۔

سندھ جا کر جب یہ معلوم ہوا کہ یہاں کے نصاب تعلیم میں اردو کا نام نہیں تو سخت حیرت اور افسوس ہوا اور میں نے تہیہ کر لیا کہ سندھ میں اردو رائج کر کے رہوں گا۔ چنانچہ بیس روز کی تگ و دو اور کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو پوسٹ پرائمری

مدارس اور اسکولوں میں اس جولائی سے شامل تعلیم ہو جائے گی۔ اس وقت ان کے لئے ریڈریں تیار کر رہا ہوں نسخ ٹائپ میں چھاپ کر دینی ہوں گی۔ آئندہ سال سے پرائمری مدارس میں بھی اردو جاری ہو جائے گی۔ سندھ میں مجھے توقع سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ انشاء اللہ دس سال کے عرصہ میں سندھ (اردو کے معاملے میں) دوسرا پنجاب ہو جائے گا۔

مبارک ہو۔ پنجاب گورنمنٹ کا انعام۔ میں نے ہندوستانی اکاڈمی (یو۔ پی) میں بھی انعام کی سفارش کر رکھی ہے۔ ابھی تک کچھ فیصلہ نہیں ہوا۔

باقی بوقت ملاقات۔ عبدالحق

آپ کی تعطیلیں کب سے شروع ہوتی ہیں اور آپ کب تک لاہور میں رہیں گے؟

(۱۳)

دریا گنج، دہلی ۱۸ جون ۱۹۴۴ء

شفیقی و مکرمی زاد لطفکم۔ تسلیم

میں نے آپ کا خط غور سے پڑھا۔ بہت سی نئی باتیں معلوم ہوئیں۔ یہ اچھا ہی ہوا کہ میں نے ان کی انجمن کا الحاق ملتوی کر دیا تھا اور یہ لکھا تھا کہ اس کا فیصلہ میں خود وہاں جا کر کروں گا۔ آپ کے خط سے پوری حقیقت معلوم ہوئی اور میں خوش ہوں کہ میں نے الحاق میں جلدی نہیں کی۔ میں تو اس خیال میں تھا کہ یہ آپ کی کمیٹی کی رائے سے لکھا گیا ہے۔

آپ نے جن دو باتوں کا ذکر کیا ہے ان کا جواب میں نے اس لئے نہیں دیا کہ آپ سے مل کر اور معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے وائس چانسلر سے ملوں۔ اور آپ کو اپنے ساتھ لے جا کر ان سے تعارف کراؤں۔ خط و کتابت سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو بالمشافہ گفتگو سے ہوتی ہے اب میں وہاں آؤں تو چند روز بیٹھ کر سارے معاملات طے کروں۔

میں انجمن کے لئے ہر قسم کی تکلیف اور اندوہ و رنج سہنے بلکہ جان تک دینے کے لئے تیار ہوں لیکن جب انجمن کے خلاف اسے نقصان پہنچانے اور اسے مٹانے کی سازشیں کی جاتی ہیں تو اس کے بچاؤ میں جو میرا عزیز وقت، قوت اور روپیہ صرف ہوتا ہے اور اس سے جو روحانی کوفت ہوتی ہے وہ میں ہی جانتا ہوں۔ اس دو سال کے عرصے میں چار بڑی منظم اور گہری سازشیں انجمن کے خلاف کی گئیں ان سازشوں کے توڑنے، حریفوں سے مقابلے کرنے اور انجمن کے بچاؤ کے لئے مجھے کیا کچھ نہیں کرنا پڑا۔ مقصد ان تمام سازشوں کا یہ تھا کہ یا تو انجمن ٹوٹ جائے یا کانگرسی مسلمانوں کے حوالے کر دی جائے خدا کی عنایت سے انہیں ہر کوشش میں ناکامی ہوئی۔ یہ بڑی طویل داستان ہے جو خط میں نہیں سما سکتی۔ ملاقات کے وقت آپ سے بیان کروں گا۔ اب ایک اور بہت بڑی سازش خوب سوچ سمجھ کر کی گئی ہے آپ نے حیدر آباد کی آل انڈیا اردو کانگریس کے اعلان پڑھے ہوں گے۔ آپ کو بھی دعوت آ چکی ہے یہ سارا کھیل انجمن کے وقار کو کم کرنے اور اسے مٹانے کے لئے کیا جا رہا ہے اور اس میں حکومت کے اعلیٰ اور مقتدر حکام بھی شریک ہیں وہ الگ انجمن کے کمزور کرنے کے لئے تدبیریں کر رہے

ہیں۔ چنانچہ انجمن کا دستورالعمل اور دوسرے کاغذات تار کے ذریعہ طلب کئے گئے ہیں انشاء اللہ میں اس میں بھی ان کو زک دوں گا۔ اس میں آپ صاحبوں کی اعانت درکار ہے آپ ضرور کانگریس کے جلسے میں شرکت کیجئے۔ میں بھی جاؤنگا اور (میرے) بعض خاص احباب بھی جو ان چالوں سے واقف ہیں یا واقف ہو گئے ہیں۔ شریک ہوں گے اگر وہاں کوئی ایسی بات ہو جس سے انجمن کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ہم معقولیت مگر سختی سے اس کا مقابلہ کریں گے۔ میں لاہور آکر آپ سے اور ایک دو اور صاحبوں سے جو آپ کے ہم خیال ہوں اس بارے میں مشورہ کروں گا۔

یہ خط میں نے بہت جلدی میں لکھا ہے اگر کوئی جواب طلب بات رہ گئی ہو تو معاف فرمایئے گا۔ میں بہت ہی عدیم الفرصت ہوں۔ آج کل سندھ کے لئے ریڈریں لکھ رہا ہوں۔ موجودہ ریڈریں وہاں کے کام کی نہیں۔ جولائی سے اردو کی تعلیم شروع ہو جائے گی۔ اس لئے لکھنے کے بعد جلدی جلدی چھاپ کر وہاں بھیجنی ہیں۔ والسلام۔

خیر طلب عبدالحق

(۱۴)

دریا گنج، دہلی ۵ دسمبر ۱۹۴۴ء

شفیق عزیز زاد لطفکم۔ تسلیم

آپ کی شکایت سر آنکھوں پر۔ کیا کروں مجبور تھا کام کا ہجوم اور کام بھی مختلف نوعیت کے۔ اس پر بیرونی اور اندرونی مخالفتیں۔ بہرحال شکر ہے اچھا ہوں۔ کام کر رہا ہوں اور مرتے دم تک کرتا رہوں گا۔

آپ ۱۵ دسمبر سے ۱۰ جنوری تک جب آپ فرمائیں حاضر ہو جاؤں گا۔ ورنہ پھر ۲۰ جنوری کے بعد موقع ملے گا۔ یہ آنا تفریحاً" نہ ہو گا۔ کام ہو اور ایسا جسے استحکام ہو۔ اب آپ وہاں کے حالات دیکھ کر کوئی تاریخ مقرر فرما دیجئے۔

عبدالحق

(۱۵)

دریا گنج، دہلی ۱۴ دسمبر ۱۹۴۴ء

شفیقی زاد لطفکم۔ تسلیم

آپ کا خط بہت انتظار کے بعد پہنچا۔ میں تو مایوس ہی ہو چلا تھا۔ اب میں ۲۰ دسمبر کی شب کو فرنٹیر میل سے روانہ ہو کر ۲۱ کی صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ میں پہلے آتا لیکن کچھ کام ایسے آپڑے ہیں کہ ۲۰ سے پہلے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ میاں بشیر احمد صاحب کو بھی خط لکھ رہا ہوں۔ اب اور کیا لکھوں وہاں پہنچ کر باتیں ہوں گی۔

تابعدار عبدالحق

(۱۶)

دریا گنج، دہلی ۱۰ فروری ۱۹۴۵ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

آپ کا خط، مضمون شہر آشوب اور رپورٹ پہنچی۔ بہت شکر گزار ہوں۔ مضمون جلد شائع ہو جائے گا۔ رپورٹ ہماری زبان میں شائع کر دی جائے گی۔ اس کی اشاعت بہت ضروری ہے آپ نے یہ لکھا ہے کہ سفارشات والا حصہ شائع نہ کیا جائے۔ آپ کی رائے درست ہے لیکن آپ نے جو رپورٹ بھیجی ہے اس میں یہ حصہ نہیں ہے۔

ایک بات اور گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی جو ریڈیو کی زبان کے متعلق سرکاری کمیٹی مقرر ہوئی تھی۔ اس میں ہندی ساہتیہ سمیلن کے نمائندے نے یہ بیان دیا کہ پنجاب میں ہندی بڑی تیزی اور زور کے ساتھ پھیل رہی ہے اور سرکاری امتحانات میں ہندی کے جتنے طلبا شریک ہوتے ہیں اردو میں اس کے عشر عشیر بھی نہیں ہوتے۔ اس لئے لاہور کے ریڈیو اسٹیشن میں اردو اور ہندی کا درجہ مساوی ہونا چاہیے۔ یعنی پچاس پچاس ---- ہندی کو آپ اردو کے مساوی رکھیں گے تو ایک دن برادران وطن کی سعی اور جدوجہد سے ہندی زور پکڑ جائے گی۔ اگر پنجاب میں یہ ہوا تو دوسرے صوبوں میں اس کا غلبہ کہیں زیادہ ہو جائے گا۔

آپ وائس چانسلر صاحب سے ضرور ملئے گا اور جو گفتگو ہو اس سے ضرور مطلع فرمایئے گا۔

تابعدار عبدالحق

(۱۷)

دریا گنج، دہلی۔ ۱۹ فروری ۱۹۴۵ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

آپ کا خط مل گیا تھا۔ آج دوسرا خط ملا۔ میں آج بمبئی جا رہا ہوں وہاں اردو کانفرنس ہے سال بھر سے تقاضا تھا وہاں سے ۲۵ کی شام کو وردھا جاؤں گا۔ جہاں گاندھی جی کی ہندوستانی پرچار سبھا کی سالانہ کانفرنس ہے گاندھی جی کا بہت اصرار ہے کہ اس میں ضروری شریک ہوں میں جانا نہیں چاہتا تھا، تو انہوں نے پنڈت سندر لال اور ڈاکٹر تاراچند کو مجھ پر مسلط کر دیا وہ الہ آباد سے آئے اور دو روز میرے سر رہے میں نے عذر کیا کہ انہیں تاریخوں میں بمبئی اردو کانفرنس ہے میں کیونکر شریک ہو سکتا ہوں اس پر گاندھی جی نے تاریخیں بدل کر دوسری مقرر کر دیں۔ اب جانا ہی پڑا۔ وردھا سے حیدر آباد جاؤں گا وہاں یوم حالی ہے اور انجمن کے بھی کچھ کام ہیں حیدر آباد میں پہنچ کر زور صاحب کی انسائیکلو پیڈیا دیکھنے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد آپ کو اطلاع دوں گا کہ ہمیں یہ کام کرنا چاہیے یا نہیں۔

۲۔ اس وقت تو میں پابرکاب ہوں وہاں سے آنے کے بعد دیکھوں گا کہ میں کوئی چیز آپ کو دے سکتا ہوں یا نہیں۔

۳۔ مناسب ہے نوادر الالفاظ کا پہلا حصہ کتابت کے لئے دے دیجئے جو چک و اصلاح آپ کو کرنی ہے وہ ابھی کر دیجئے

ورنہ بعد میں پہلی کتاب کی طرح تبدیلیاں کریں گے تو طباعت خراب ہو گی۔
وائس نکما آدمی ہے آپ ملتے بھی تو کیا ہوتا مجھے اس سے کوئی توقع بھلائی کی نہیں۔
یہ نل دمن کس زمانے کی ہے۔ اور کیسی کتاب ہے پنجابی تقریروں کے خلاف آپ کی سعی مبارک ہو۔ یہ خط بہت جلدی میں لکھا ہے معافی چاہتا ہوں۔

تابعدار عبدالحق

(۱۸)

حیدر آباد دکن ۷ مارچ ۱۹۴۵ء

مشفقی و مکرمی زاد لطفکم۔ تسلیم

بمبئی کی اردو کانفرنس سے فارغ ہو کر یہاں پہنچا۔ یہاں ۳ مارچ کو یوم حالی تھا پرسوں گشتی کتب خانہ انجمن ترقی اردو ہند کا سالانہ جلسہ ہے۔ جلسے سے فارغ ہو کر اسی شام کو احمد نگر چلا جاؤں گا جہاں اردو کانفرنس ہے بمبئی کی کانفرنس بہت کامیاب رہی بمبئی میں اردو کا شوق اور شغف دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ یہ شہر کچھ دنوں میں اردو کا بہت بڑا مرکز ہو جائے گا۔
آپ کے وائس چانسلر کا خط دہلی سے ہوتا ہوا یہاں ملا جو ملاحظہ کے لئے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اب آپ ان سے ضرور ملئے۔ آج کل تو آپ کے ہاں لیگ کے سالانہ جلسے کی خوب تیاریاں ہو رہی ہوں گی۔

تابعدار عبدالحق

(۱۹)

دریا گنج دہلی ۱۵ مارچ ۱۹۴۵ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم ----- میں کل ہی سفر سے واپس آیا۔ آپ کا عنایت نامہ اور کاغذات ملے۔ میں نے ایک خط آپ کو حیدر آباد سے لکھا تھا اس میں وائس چانسلر صاحب کا خط بھی تھا اب آپ ان سے ضرور ملاقات کیجئے۔ میرے حوالہ سے آپ ان سے وقت مقرر کر کے ضرور ملئے۔ ایک بار پنجابی اور اردو کے متعلق صحیح صحیح واقعات ضرور ان کے گوش گزار کر دیئے جائیں۔

آپ کی یہ رائے بہت مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ہماری زبان کا ایک خاص نمبر نکالا جائے جس میں اسی مسئلہ پر بحث ہو۔ اس خیال سے میں نے آپ کا مضمون رکھ لیا ہے باقی سب مواد بھی بھیج دیجئے آپ کا مضمون اور یہ سب مواد اسی کے ساتھ خاص نمبر میں شائع کر دیا جائے گا اپنی رائے سے مطلع فرمایئے۔

ہندستانی کے متعلق آپ نے جو کچھ اخباروں میں پڑھا ہے وہ صحیح نہیں ہماری زبان میں وردھاتی کانفرنس کی کیفیت شائع ہو گی اسے ملاحظہ کیجئے گا میری کیا رائے ہے یہ ایک طولانی داستان ہے خط میں اس کی گنجائش نہیں ملاقات کے موقع پر تفصیل

سے بیان کروں گا حریف عقل سے کام لیتے ہیں اور ہم جذبات سے یہ بڑا فرق ہے عاقبت بینی اور غور و فکر اور مصلحت اندیشی ہماری قوم میں مفقود ہے اقبال کی شاعری نے جنون کی فضیلت اور عقل کی نارسائی میں اس قدر مبالغہ کیا کہ وہ ہمارے لئے دیوانہ وا ہوئے بس است کا مصداق ہو گزرا۔

نوادر الالفاظ کا پہلا حصہ جلد صاف کر لیجئے اور جو کچھ کاٹ چھانٹ کرنی ہو وہ اسی وقت کر دیجئے تاکہ وہ دقت پیش نہ آئے جو ادبیات فارسی میں ہوئی تھی۔ اگر یہ مسودہ صاف کیا ہوا آپ بھیج دیں تو کاپیاں یہیں لکھوا کر تصحیح کے لئے آپ کی خدمت میں بھیج دی جائیں گی اور آخری پروف بھی۔ وہاں کے کاتب کو انجمن کے رسم خط کی پابندی میں بہت مشکل ہو گی۔

اگر زحمت نہ ہو تو احمد سراوی کی نل دمن دیکھنے کے لئے بھیج دیجئے۔ سراوہ میری ننھیال ہے میں بچپن میں وہیں رہا۔

تابعدار عبدالحق

(۲۰)

دریا گنج، دہلی ۲۲ مارچ ۱۹۴۵ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

آپ کا خط اور تراشے پہنچے۔ شکر گزار ہوں۔ آپ تینوں چیزیں بھیج دیں یہاں ترجمہ کرا لیا جائے گا جلد واپسی سے کیا مطلب۔ یعنی کئے دنوں میں۔

نوادر الالفاظ اواخر اپریل تک ضرور آجائے۔ کل عاشق حسین بٹالوی صاحب آئے تھے بہت سی باتیں کیں۔

آپ کے وزیر تعلیم جو کچھ کریں کم ہے۔

میں نے یہ مضامین انقلاب میں پڑھے تھے۔ اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ یہ کس کے قلم کی تراوش ہے۔

عبدالحق

(۲۱)

دریا گنج، دہلی ۔ ٦ اپریل ۱۹۴۵ء

مشفقی و مکرمی زاد لطفکم ۔ تسلیم

آپ کا خط پہنچا۔ پرسوں اور کل ہماری مجلس نظما کا جلسہ رہا۔ اس لئے جواب نہ لکھ سکا۔ میاں بشیر بھی شریک جلسہ رہے۔ آج آپ کا پارسل بھی وصول ہو گیا۔ اس میں ایک کیلنڈر ہے دوسری خلیفہ محمد حسین کی انگریزی رپورٹ تیسری نل دمن۔ آپ نے جو سرسید کی یادداشت کا حوالہ دیا ہے وہ کہاں ہے۔

یہ صحیح کہ میٹرک میں ذریعہ تعلیم اردو ہو جائے تو بہت سی مشکلات رفع ہو جاتی ہیں لیکن یہ ہو کیوں کر؟ آپ کی گورنمنٹ کی جو حالت ہے وہ ظاہر ہے یونیورسٹی پر آپ کا کوئی زور نہیں وہ غیروں کے ہاتھ میں ہے اخباروں میں مضامین لکھنے

کا نتیجہ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ پڑھے لکھے لوگ جو حالات سے واقف نہیں واقف ہو جائیں اور یہی ایک ذریعہ ہمارے ہاتھ میں ہے بہر حال کوشش لازمی ہے۔

ہندستانی ذریعہ تعلیم' فارسی اور ناگری رسم خط میں۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ پنجاب کے مسلمان اس پر کبھی رضامند نہ ہوں گے۔ اصل جھگڑا تو رسم خط ہی کا ہے نہ صرف پنجاب بلکہ دوسرے صوبوں کے مسلمان بھی اسے کبھی گوارا نہ کریں گے اور آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی اس چیز کو فی الحال بحث میں نہیں لانا چاہیے۔ البتہ اگر بجائے ہندستانی کے اردو ہو اور رسم خط دونوں تو ہمیں مان لینا چاہیے۔ (سخت مجبوری کی حالت میں)

آپ کا مضمون شہر آشوب جولائی کے نمبر میں شائع ہو جائے گا۔ سید ہاشمی بہت بہت سلام کہتے ہیں۔

تابعدار عبدالحق

(۲۲)

دریا گنج' دہلی ۔ ۱۴ اپریل ۱۹۴۵ء

جناب مکرم ۔ تسلیم

انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی کے اجلاس مجلس نظما منعقدہ ۴ اپریل ۴۵ء بمقام دہلی میں یہ طے پایا کہ انجمن کی علمی اور تنظیمی سرگرمیوں میں مشورہ و امداد کے لئے ایک مجلس رفقا بنائی جائے جس کے کم از کم پچاس اراکین ہوں اور زیادہ سے زیادہ سو۔ اور پچاس تک رفقا کی تعداد کو مجلس نظما کے لئے ایک رکن منتخب کرنے کا حق دیا جائے۔ اکیاون تا سو رفقا کی تعداد کو دو رکن مجلس نظما کے لئے منتخب کرنے کا حق ہو گا۔ اس مجلس رفقا کی رکنیت کے لئے نظما کے جلسہ مذکور میں آپ کا اسم گرامی بھی تجویز ہوا ہے مجھے امید ہے کہ آپ اس منصب کو قبول فرمائیں گے اور اپنی منظوری کی اطلاع بھیج کر مجھے ممنون فرمائیں گے۔

سردست پچاس رفقا کا نام تجویز کیا گیا ہے جنہیں آئندہ مجلس نظما میں کوئی جگہ خالی ہونے پر ایک رکن منتخب کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ امید کہ جواب سے جلد سرفراز فرمائیں گے۔

نیاز مند عبدالحق معتمد اعزازی

(۲۳)

دریا گنج' دہلی ۔ ۹ مئی ۱۹۴۵ء

شفیقی و مکرمی ۔ تسلیم

کیلنڈر اور رپورٹ آپ کو واپس کر دی گئی۔ پہنچ گئی ہو گی۔ میاں صاحب کو میں نے اردو کانفرنس کے متعلق لکھا ہے دیکھیے وہ کیا کرتے ہیں آپ کیوں پریشان ہیں۔ خدانخواستہ آپ کی رسوائی کیوں ہونے لگی وہ مردود خود ہی رسوا ہو گا۔ کامل

اطمینان سے اپنا کام کئے جایئے اور کچھ پرواہ نہ کیجئے زندگی میں ایسے امتحان اکثر پیش آتے ہیں جیت اسی کی ہوتی ہے جو حق پر ہے اور استقلال اور صبر کے ساتھ کام کئے جاتا ہے۔

تابعدار عبدالحق

(۲۴)

دریا گنج، دہلی - ۲۱ اگست ۱۹۴۵ء

مشفقی و مکرمی - تسلیم --- میں حیران تھا کہ دفعتہ" آپ کہاں غائب ہو گئے یا کسی ایسی جگہ چلے گئے کہ وہاں سے خط و کتابت ممکن نہیں۔ اب جو خط آیا تو اطمینان ہوا۔

میں نے وائس چانسلر کو خط نہیں لکھا۔ کیونکہ آپ نے اپنے خط میں جو کیفیت لکھی تھی اس سے ایسا مترشح ہوتا تھا کہ انہوں نے تائید نہیں کی جسٹس دین محمد صاحب کا خط آیا جس میں انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ آپ کا انتخاب ہو گیا۔ اس پر میں نے انہیں شکریہ کا خط لکھ دیا تھا اب اتنی دیر ہو گئی ہے کہ وائس چانسلر کا شکریہ ادا کرنا بے موقع ہو گا البتہ جب سینٹ سے منظوری ہو جائے گی تو انہیں شکریہ لکھ بھیجوں گا۔

جولائی کا اردو زبان شائع ہو چکا۔ آپ کا پتا معلوم نہ تھا اس لئے نہ بھیجا۔ اب بھیجتا ہوں۔ سید ہاشمی سلام کہتے ہیں۔

خیر طلب عبدالحق

دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ کے مضمون کے چار "ری پرنٹ" اور رسالے کا ایک نسخہ اورنیٹل کالج کے پتہ سے بصیغہ رجسٹری بھیج دیا گیا ہے امید ہے وہاں سے آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔

(۲۵)

دریا گنج، دہلی - ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء

مشفقی و مکرمی - تسلیم

میں کل ہی الہ آباد سے واپس آیا۔ آپ کی فرمائش کی تعمیل کر دی گئی تھی۔ اطمینان رکھیئے۔

۱۶ نومبر کے ہماری زبان میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی اور اردو کا مضمون پڑھا ہو گا اب اس کے تراشے اپنے خط کے ساتھ وائس چانسلر، جسٹس دین محمد صاحب کو بھیج رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر لکھیئے کہ اور کن کن صاحبوں کو لکھا جائے۔ آپ کا دوسرا خط ابھی پہنچا۔

تابعدار عبدالحق

(۲۶)

دریا گنج، دہلی - ۱۸ دسمبر ۱۹۴۵ء

شفیقی و مکرمی ۔ تسلیم

خط پہنچا۔ پرسوں میاں صاحب کا بھی خط آیا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ الیکشن کی سرگرمی کی وجہ سے اس سال کانفرنس کا انعقاد ممکن نہیں۔ آئندہ سال مارچ میں کیا جائے گا۔ یہ درست ہے یہ زمانہ بڑے ہنگامے کا ہے کانفرنس کی بھی تو بہت ناکام رہے گی۔ اس وقت کچھ نہیں ہو سکتا خاموش رہنا ہی مناسب ہے۔ یہ ہنگامہ فرو ہو جائے تو پھر کوئی صورت کی جائے گی۔

میں نے پنجاب یونیورسٹی اور اردو کی تحریر سرکلر کی صورت میں چھپوائی ہے چند نام جو آپ نے لکھ بھیجے تھے اور جو مجھے یاد تھے۔ ان کو بھیج دیا ہے تیس کاپیاں آپ کو بھیج رہا ہوں آپ جن جن کو مناسب خیال فرمائیں بھیج دیں میں نے ان صاحبوں کو بھیجا ہے۔

۱۔ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین

۲۔ ڈاکٹر عمر حیات ملک

۳۔ خان بہادر مرزا عبدالرب

۴۔ آنریبل میاں عبدالحی

۵۔ خواجہ دل محمد

۶۔ پروفیسر سراج اللہ

۷۔ قاضی محمد اسلم

۸۔ پروفیسر خواجہ عبدالمجید

۹۔ آنریبل خضر حیات خاں

۱۰۔ خان بہادر ایس ایم شریف

۱۱۔ آنریبل جسٹس محمد منیر

۱۲۔ سر عبدالرحمٰن وائس چانسلر

۱۳۔ جسٹس دین محمد صاحب

۱۴۔ میاں بشیر احمد

۱۵۔ ڈاکٹر محمد اقبال

۱۶۔ پروفیسر عاشق محمد ایم اے

۱۷۔ صلاح الدین احمد مولوی صاحب

آپ ضرور تشریف لائیے۔ صحیح تاریخ سے ابھی اطلاع دے دیجئے کیونکہ بعض اوقات ناگہانی طور پر میں چل کھڑا ہوتا ہوں۔ ایسی ضرورتیں کبھی کبھی پیش آجاتی ہیں۔ عبدالحق

(۲۷)

کانپور ۵ جنوری ۱۹۴۶ء

مشفقی و مکرمی ۔ تسلیم

آپ کا خط اور اس کے بعد رجسٹری مسودہ کل ہی پہنچ گیا تھا لیکن اس قدر مصروف رہا کہ آپ کو خط نہ لکھ سکا۔ اب یہاں (کانپور) پہنچ کر اس کی اطلاع دے رہا ہوں۔ ۹ جنوری تک واپس ہوں گا۔ اس وقت کتابت وغیرہ کے متعلق مفصل لکھوں گا۔ کل الہ آباد چلا جاؤں گا۔

تابعدار عبدالحق

(۲۸)

دریا گنج، دہلی ۔ ۱۲ جنوری ۱۹۴۶ء

مشفقی و مکرمی ۔ تسلیم ۔ رجسٹری مسودے کی اطلاع الہ آباد سے دے چکا ہوں۔ سفر سے آج واپس آیا تو آپ کا خط اور اخبار کے تراشے ملے۔ ان دونوں تراشوں کے متعلق ہماری زبان میں نوٹ شائع ہوں گے مگر اس نمبر میں تو ممکن نہیں آئندہ نمبر میں شائع ہوں گے۔

میاں عبدالحی کو بھی خط لکھوں گا۔ آپ نے اور جن دلائل کے لکھ بھیجنے کا وعدہ کیا ہے وہ بھی لکھ بھیجئے۔

میں بے حد مصروف ہوں۔ زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ انہیں چند سطروں پر اکتفا کر رہا ہوں۔

تابعدار عبدالحق

(۲۹)

دریا گنج، دہلی ۔ ۶ جنوری ۱۹۴۶ء

مشفقی و مکرمی ۔ السلام علیکم

ایک مدت کے بعد آپ کا خط آیا اور ایک گونہ خوشخبری لایا۔ جزاک اللہ۔ یہ بہت غنیمت ہے کہ اردو، پنجابی اور پشتو کی جکڑ بند سے نکل گئی اب ضرورت ہے کہ اکیڈیمک کونسل، سنڈیکیٹ اور سینٹ میں بھی اسی ہمت اور جوش کے ساتھ کام کیا جائے۔ لیکن ایف اے اور بی اے میں ابھی تک ماڈرن لنگویجز کا کانٹا باقی ہے جہاں معاملات کا فیصلہ ووٹوں پر ہو وہاں انجام یہی ہوتا ہے جہاں اکثریت والے صوبوں کا یہ حال ہو وہاں اقلیت والوں کا خدا ہی حافظ ہے۔

میں ابھی تک اورنٹیل فیکلٹی کے جدید فیصلہ اور قدیم نصاب کی ترتیب کو پوری طرح نہیں سمجھا۔ ذرا کھل

کے لکھئے۔ موڈرن لنگو یجز کو پورا مضمون بنانے اور مشرقی زبانوں کو بدستور لازمی رکھنے سے کیا مطلب ہے اس پر لکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام امور کو وضاحت سے بیان کیا جائے میں ہر طرح سے پنجاب کے تعلیمی مسئلے پر غور کرنے اور لکھنے کے لئے تیار ہوں اور جو ہدایات آپ دیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔

مجھے افسوس ہوا کہ میاں صاحب فیکلٹی کے جلسے میں تشریف نہ لائے ایسے جلسوں میں جہاں فیصلہ ووٹوں پر ہو وہاں بعض وقت ایک ووٹ بھی سو کے برابر ہوتا ہے۔

نوادرالالفاظ کو ابھی ہم نے ہاتھ نہیں لگایا کیونکہ ابھی ہمارے ۴۵ء کے پروگرام کی تکمیل نہیں ہوئی مطبع والوں کی بے پرواہی اور وعدہ خلافیوں نے تنگ کر رکھا ہے ۴۶ء کا کام پندرہ مارچ سے شروع کیا جائے گا۔

تابعدار عبدالحق

(۳۰)

دریا گنج، دہلی ۔ ۹ فروری ۱۹۴۶ء

مشفقی و مکرمی زاد لطفکم ۔ تسلیم

آپ کا خط پہنچا اور تراشہ بھی۔ اس پر عمل ہو گا۔ ڈاکٹر عابد حسین بہت معقول اور منصف مزاج شخص ہیں ان سے زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہیں اطمینان رکھیے۔

انتخاب کا ہنگامہ ختم ہو تو پھر اردو کے کام کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

تابعدار عبدالحق

(۳۱)

دریا گنج، دہلی ۔ ۱۴ فروری ۱۹۴۶ء

مشفقی و مکرمی ۔ تسلیم

خط پہنچا۔ بہت بہت شکریہ۔ کیلنڈر آنے پر آپ کی ہدایت پر عمل کیا جائے گا اور سرکلر کا مضمون انگریزی میں بھی لکھ لیا جائے گا اور جن جن کو آپ فرمائیں گے بھیج دیا جائے گا اس وقت پنجاب میں ہمارے ساتھی سب غافل ہیں یا اور کاموں میں مصروف ہیں ایک آپ ہیں کہ برابر اس دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ جزاک اللہ۔

خیر طلب عبدالحق

(۳۲)

دریا گنج، دہلی ۔ ۵ مارچ ۱۹۴۶ء

مشفقی و مکرمی ۔ تسلیم

آپ کا خط پہنچا۔ پہلی مارچ کے ہماری زبان میں انقلاب کی بجنسہ تحریر شائع کر دی گئی ہے غالباً" یہ پرچہ ابھی آپ تک نہیں پہنچا۔ کل پرسوں تک پہنچ جائے گا۔ ان تمام صاحبوں کو سرکلر بھیج دیا گیا ہے جن کے ناموں پر آپ نے نشان کر دیئے تھے۔

مجھے اس پر سخت حیرت ہوئی کہ اردو کے ریڈر کو پنجابی اور ہندی کے ریڈروں سے کم تنخواہ دی گئی۔ اس کی یہ وجہ تو نہیں کہ یہ دونوں صاحب پہلے سے ریڈری کی خدمت پر فائز تھے۔ اور اس حساب سے انہیں گریڈ دیا گیا ہے؟

میں ہر مہم کے لئے آمادہ ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کام کیوں کر انجام دیا جائے۔ محض اخباروں میں لکھنے سے تو کام نہیں چل سکتا۔ ہمارے لیڈر دوسرے بکھیڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں ادھر ان کی توجہ مطلق نہیں

خان بہادر عبدالمجید خاں اور خان فضل محمد خاں صاحب آنریری اسلامیہ کالج جالندھر کا بہت دنوں سے تقاضا ہے کہ جالندھر آؤ۔ ۱۵ یا ۱۶ سے مدرسہ بنات کا سالانہ جلسہ ہے اس میں بہت تاکید سے بلاوا آیا ہے ارادہ ہے کہ میں اور سید ہاشمی ۱۶ کو جائیں اور ۱۸ مارچ کو واپس آ جائیں۔ اگر آپ بھی ایک دو روز کے لئے وہاں آ جائیں تو بہت سی باتیں ہو جائیں۔ وہ اردو یونیورسٹی پر بھی گفتگو کرنا چاہتے ہیں میں نے انہیں لکھا ہے کہ وہ آپ کو خلیفہ شجاع الدین صاحب اور ملک صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج اور محمد شفیع صاحب کو بھی دعوت دیں۔ تاکہ ہم اور وہ بیٹھ کر ان ضروری مسائل پر گفتگو کر سکیں۔ آپ ضرور آ جایئے میں آپ کو دعوت دیتا ہوں۔

شیرانی صاحب کی وفات کا ایسا صدمہ ہوا کہ بیان نہیں کر سکتا ہم میں سے ایک ایسا شخص اٹھ گیا جس کا اب کوئی بدل نہیں۔ افسوس صد افسوس! جالندھر آنے کے متعلق ضروری اطلاع دیجئے ہم ۱۶ مارچ کی سہ پہر کو وہاں پہنچ جائیں گے۔

خیر طلب عبدالحق

(۴۳)

دریا گنج، دہلی ۱۱ مارچ ۱۹۴۶ء

شفیقی و مکرمی۔ تسلیم

لکھنؤ چلا گیا تھا اس لئے خط کا جواب نہ لکھ سکا مجھے اس سے خاص مسرت ہوئی کہ آپ جالندھر آ رہے ہیں فی الحال میرا لاہور جانا بیکار ہو گا۔ جالندھر میں اب آپ سے مفصل گفتگو ہو گی کہ آئندہ کیا صورت اختیار کی جائے۔

خلیفہ شجاع الدین صاحب، محمد شفیع صاحب، میاں بشیر کو بھی جالندھر سے دعوت نامے بھیجے گئے ہیں معلوم نہیں ان میں سے کوئی صاحب آنے کی زحمت فرمائیں گے یا نہیں۔ مجھے تو امید نہیں۔ آپ میری طرف سے بھی ان سے کہئے۔ دراصل یہ دعوت نامے میں نے ہی بھجوائے ہیں۔ لاہور میں ان صاحبوں سے اطمینان سے باتیں نہیں ہو سکتیں۔ وہاں آ جائیں تو پھر دل کھول کر باتیں کر سکتے ہیں۔

تابعدار عبدالحق

(۳۴)

دریا گنج، دہلی ۲۱ مارچ ۱۹۴۶ء

شفیقی و مکرمی۔ تسلیم

امید ہے کہ اپنے ساتھیوں سمیت بخیر و عافیت پہنچ گئے ہوں گے۔ ہرچند کوشش کی مگر ہمارے جالندھری مہمان نوازوں نے ۱۸ کو جانے کی اجازت نہ دی۔ ۱۹ کو ۱۱ بجے کی گاڑی سے روانہ ہو کر نو بجے دہلی پہنچے۔ آج کل سفر کرنا بڑے دل گردے بلکہ بے حیائی کا کام ہے۔

میرا اردو سرکلر تو آپ دیکھ چکے ہیں اور شائع بھی ہو گیا اور ان سب صاحبوں کی خدمت میں پہنچ گیا جن کے نام آپ نے لکھ بھیجے تھے اس کے بعد آپ کی تحریک پر انگریزی میں لکھا اس کے بعد سے شاید کچھ حالات بدل گئے ہیں کیونکہ وہ اس وقت لکھا گیا تھا جب کہ اردو کو الگ ایم اے کا درجہ حاصل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں آپ اسے ملاحظہ فرمالیں اور جہاں کہیں ضرورت ہو بلا تامل اصلاح فرمادیں اگر آپ اب بھی خیال کرتے ہیں کہ اس کا شائع کرنا ضروری ہے تو چھاپ کر شائع کر دیا جائے گا۔ ڈاکٹر قریشی صاحب کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیجئے گا۔

خیر طلب عبدالحق

(۳۵)

دریا گنج، دہلی یکم اپریل ۱۹۴۶ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

انگریزی تحریر ان سب صاحبوں کے نام بھیج دی گئی جن کے ناموں پر آپ نے نشان کر دیئے تھے کہ ان کو انگریزی تحریر بھیجی جائے۔ آپ نے نام بھیجنے کے لئے لکھا تھا اب تک انتظار کیا اس لئے آپ کے نام بارہ پرچے بھیجتا ہوں جن صاحبوں کو مناسب سمجھیں بھیج دیں۔

عبدالحق

(۳۶)

دریا گنج، دہلی ۱۴ مئی ۱۹۴۶ء

شفیقی و مکرمی زاد لطفکم۔ تسلیم

ہیں! یہ آپ دفعتہ" کہاں سے آگئے۔ میں تو آپ کی طرف سے مایوس ہو چکا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ اب جاڑوں ہی میں آپ کی کوئی خبر ملے تو ملے۔ لکھنؤ یونیورسٹی میں یہ تجویز کئی سال ہوئے پیش ہوئی تھی اور اب قطعی طور پر منظور ہو گئی۔ مسلم

یونیورسٹی میں کئی بار یہ تجویز پیش کی گئی۔ مگر ارباب یونیورسٹی ہمیشہ ٹالتے رہے یہ حالات بہت مایوس کن ہیں۔

عاشق حسین بٹالوی صاحب آئے تھے۔ پنجاب کی شاخ کے متعلق ان سے بہت سی باتیں ہوئیں وہ ہر طرح کام کرنے کے لئے تیار ہیں میں نے ان سے کہا کہ آپ سے اور صلاح الدین صاحب سے مشورہ کر کے پروگرام تیار کر لیں۔ پھر میں لاہور حاضر ہوں گا۔ موجودہ کمیٹی کو برخاست کر کے نئی کمیٹی بنانی پڑے گی اور کام مستعدی سے تمام پنجاب میں کرنا پڑے گا۔

میں خود چاہتا ہوں کہ نوادر الالفاظ جلد سے جلد چھپ جائے لیکن آپ نے اسے ایسا گوڑا ہے کہ کوئی کاتب اسے صحیح نہیں لکھ سکتا۔ اب میں اسے نکلوا کر پہلے صاف لکھواتا ہوں اس کے بعد کتابت کراؤں گا۔ صاف شدہ کو آپ ایک نظر پھر دیکھ لیں تاکہ بعد میں پروف کا وہی حال نہ ہو جو آپ کی پہلی کتاب کا ہوا۔

میں اب بالکل اچھا ہوں کبھی کبھی بخار کا آنا یا زکام ہونا فطری چیز ہے اور صحت کی زکوۃ۔ ان کا ہونا بہت ضروری ہے یہ بہت سی سنگین بیماریوں سے بچا دیتے ہیں۔ اس سے پہلے ہم نے اردو نصاب کی پوری کتابیں تیار کروائیں کئی ہزار روپیہ صرف ہوا لیکن آپ کی گورنمنٹ نے دوبارہ حکم منسوخ کر دیئے۔ ریڈریں لکھی رکھی ہیں معلوم نہیں اب انہوں نے پہلے کے نصاب میں کچھ تبدیلی کی ہے یا وہی ہے۔ براہ کرم تفصیل ضروری بھیج دیجئے تاکہ ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دی جائے۔

خیر طلب عبدالحق

(۳۷)

دریا گنج، دہلی ۲۸ مئی ۱۹۴۶ء

شفیقی و مکرمی زاد لطفکم۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ بے شک حالات ایسے ہی ہیں جنہیں دیکھ کر مایوسی ہوتی ہے ہمارا کام کوشش کرنا ہے اور اسے برابر کرتے رہنا چاہیے اب کے لاہور آ کر انجمن کی شاخ کو پھر از سر نو ترتیب دیا جائے گا۔ پچھلے تجربہ سب ناکام رہے اب یہ آخری کوشش ہو گی میں نے عاشق حسین صاحب کو لکھا ہے کہ آپ سے مشورہ کریں کیونکہ آپ ہی نے ان کا اور صلاح الدین صاحب کا نام تجویز کیا تھا۔

نوادر الالفاظ کو صاف لکھوا رہا ہوں۔ چند روز بعد چند جز آپ کی خدمت میں بھیجوں گا جب ساری کتاب آپ دیکھ لیں گے تو کاپیاں لکھوائی جائیں (گی) اس وقت اعراب نہیں لگائے گئے وہ آپ کے دیکھنے کے بعد لگائے جائیں گے۔

ادیب، ادیب عالم، ادیب فاضل کے نصاب نہایت مہمل ہیں آپ پہلے خود ان کے نصاب تیار کر لیجئے اس کے بعد میں بھی دیکھ لوں گا بہرحال جو کتابیں اس وقت موجود ہیں انہیں سے کام لینا چاہیے۔ موجودہ نصاب سے تو بہتر ہی ہو گا۔

لکھنؤ کی تجویز میں مجھ سے کوئی مشورہ نہیں لیا گیا۔ البتہ آگرہ یونیورسٹی نے مجھ سے نصاب کی کتابوں کے بارے میں مشورہ لیا ہے۔

تابعدار عبدالحق

(۳۸)

دریا گنج، دہلی ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۶ء

مکرمی زاد لطفکم۔ تسلیم

آپ کی یونیورسٹی کے متعلق جو انگریزی اردو کے بیان شائع کئے گئے ان کے کچھ نسخے جو دفتر میں موجود تھے بذریعہ رجسٹری آج کی ڈاک سے آپ کی خدمت میں بھیجے جاتے ہیں۔ خدا آپ کو کامیاب کرے۔

مرکز کے متعلق ابھی میں نے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا۔ ایک ناگہانی مجبوری پیش آگئی ہے اس الجھن میں ہوں۔ انجمن پر ایک نازک وقت آگیا ہے اگر اس آفت سے انجمن بچ نکلی تو پھر کوئی صورت کی جائے گی۔ ورنہ خدا مالک ہے۔

خیر طلب عبدالحق

(۳۹)

دریا گنج، دہلی ۹ ستمبر ۱۹۴۶ء

شفیقی زاد لطفکم۔ تسلیم۔ آپ کا خط پہنچا۔ شکریہ

اصل الفاظ پر آپ اعراب نہ لگائیں مسودہ جب آپ کے پاس سے واپس آئے گا تو میں دیکھ کر اعراب لگا دوں گا۔

۲۔ اگر آپ قدیم نسخے کے رسم خط کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو مجھے اس میں کچھ عذر نہیں۔

۳۔ ٹ ڑ ڈ ڑ کے لئے پرانی علامتیں (د ر) لگانا غیر ضروری ہیں۔ ان سے کچھ حاصل نہیں خواہ مخواہ پڑھنے والوں کو الجھن ہوگی آپ مقدمے میں رسم خط کی تبدیلیوں کا ذکر کیجئے لیکن متن میں اس خط کو برقرار رکھنے کی مطلق ضرورت نہیں۔

حیدر آباد سندھ کی اردو کانفرنس ۲۷ تا ۲۹ ستمبر کو ہوگی وہاں سے واپسی کے وقت دو تین دن لاہور میں قیام کروں گا۔ اس وقت تک آپ بھی واپسی تشریف لے آئیں گے۔

خیر طلب عبدالحق

(۴۰)

دریا گنج، دہلی ۱۰ اپریل ۱۹۴۷ء

مشفقی و مکرمی زاد لطفکم۔ تسلیم

پروفیسر محمد عثمان صاحب سے اس عرصے میں مسلسل خط و کتابت رہی۔ ان کا اصرار ہے کہ میں لاہور آکر پنجاب میں اردو کی پالیسی کے متعلق مختلف گروہوں سے گفتگو کروں اور ہم سب باہم مشورہ کر کے ایک پالیسی قطعی طور پر طے کرلیں کہ آئندہ کیا کرنا ہوگا اور جو اختلاف اس وقت پایا جاتا ہے اسے ختم کر دیا جائے اسی سلسلے میں وہ اردو ہفتہ بھی منانا چاہتے ہیں مجھے

کچھ عذر تھا وہ بھی انہوں نے رفع کر دیا ہے غالباً" انہوں نے آپ سے بھی مشورہ کر لیا ہو گا آج میں نے انہیں لکھا ہے کہ آپ سے ضرور اس بارے میں مشورہ کر لیں۔ مہربانی کر کے آپ اپنی رائے سے جلد مطلع فرمائیں اس میں شبہ نہیں کہ یہ کام بہت ضروری ہے اور جس قدر جلد طے کر لیا جائے مناسب ہے۔

تابعدار عبدالحق

(۴۱)

دریا گنج، دہلی ۱۴ اپریل ۱۹۴۷ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

آپ کا خط پہنچا۔ میں نے پروفیسر حلیم کو لکھا ہے کہ سندھ جاتے ہوئے مجھ سے ملتے جائیں اس وقت میں ان سے سفارش کر دوں گا۔ پیر الٰہی بخش کو لکھنا اتنا کارگر نہ ہو گا حلیم وائس چانسلر کئے گئے ہیں اور تمام انتخابات انہیں کی رائے سے ہوں گے۔

تلافی فنڈ کے لئے رسیدیں نیز عید نامے چھپوائے گئے ہیں وہ علیحدہ آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ آپ کی تھوڑی سی توجہ سے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ سر عبدالرحمٰن اب حیدر آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ہو گئے ہیں۔

تابعدار عبدالحق

(۴۲)

دریا گنج، دہلی ۱۶ اپریل ۱۹۴۷ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

آپ کا خط پہنچا اور مسودہ بھی وصول ہوا۔ اب کاتب کو لکھنے کے لئے دے دیا جائے گا۔ محمد عثمان صاحب کو میں بھی نہیں جانتا کبھی نام بھی نہیں سنا تھا۔ آپ مہربانی کر کے ضرور ان سے مل کر پوری کیفیت معلوم کیجئے۔ مجھے مقالہ خوانی اور شعر بازی سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ تماشے اور ہنگامے میں بہت دیکھ چکا ہوں۔ اگر تمام حالات معلوم ہونے کے بعد آپ کی یہ رائے قرار پائے کہ میرا وہاں آنا درحقیقت کار آمد ہو گا تو خیر ورنہ بلا تکلف صاف صاف لکھ دیجئے اور محمد عثمان صاحب سے بھی کہہ دیجئے کہ مجھے بلا کر خواہ مخواہ کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔ ایک تو آج کل سفریوں ہی نمونہ سقر بنا ہوا ہے دوسرے میں انجمن کے کاموں میں بے حد مصروف ہوں۔ کام کا بھی ہرج ہو گا اور کوفت بھی ہو گی تھوڑے دنوں اور صبر کریں تو مناسب ہو گا ممکن ہے کہ حالات میں بھی کوئی تغیر و تبدل ہو جائے بہر حال میں آپ کے خط کا منتظر رہوں گا۔

تابعدار عبدالحق

(۴۳)

دریا گنج، دہلی یکم مئی ۷ ۱۹۴ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

خط پہنچا مجھے آپ کی رائے سے اتفاق ہے یہ زمانہ اس کام کا نہیں۔ اکتوبر تک انتظار کرنا مناسب ہو گا میں محمد عثمان صاحب کو بھی لکھ دوں گا آپ کی یہ تجویز بہت مناسب ہے کہ وہ فی الحال تلافی فنڈ کے لئے آپ کے ساتھ مل کر کام کریں۔

رسید بک بھیجنے میں بہت تاخیر ہو گئی ایک تو اس وجہ سے کہ حیدر آباد کے جو چند صاحب تنفخ حسابات وغیرہ کے لئے آئے تھے انہوں نے پورے دو ہفتے لگا دیئے اور انجمن کے سارے کام معطل رہے دوسرے حیدر آبادی امداد بند ہو جانے کی وجہ سے ہمیں عملے میں تخفیف کرنی پڑی اب محرروں کا کام بھی ہم ہی کرتے ہیں امید ہے کہ اب رسید بک پہنچ گئی ہو گی۔

آپ کا مسودہ کاتب کو دے دیا گیا ہے محکمہ کا اب کام ختم ہو گیا ہے لہٰذا انجمن کے مخطوطے واپس فرما دیجئے۔

تابعدار عبدالحق

(۴۴)

دریا گنج، دہلی ۱۵ مئی ۷ ۱۹۴ء

مشفقی و مکرمی -- تسلیم --- لکھنؤ سے واپسی پر آپ کا خط پہنچا۔ عثمان صاحب نے بخاری صاحب سے خط لکھوایا میں نے انہیں بھی صاف لکھ دیا کہ یہ وقت ان کاموں کا نہیں۔ حالات سازگار ہونے دیجئے اس وقت دیکھا جائے گا چنانچہ پرسوں عثمان صاحب کا خط آیا کہ کانفرنس فی الحال ملتوی کر دی گئی ہے۔ مطلوبہ فارم آپ کو پہنچ گئے ہوں گے۔

خیر طلب عبدالحق

(۴۵)

دریا گنج، دہلی ۱۹ مئی ۷ ۱۹۴ء

مشفقی و مکرمی زاد لطفکم۔ تسلیم

آج کل لاہور معرکہ کار زار بنا ہوا ہے اب محمد عثمان صاحب سے دریافت کیجئے کہ کانفرنس ان دنوں میں کیسی رہتی۔

آپ کو ایک زحمت دیتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ کئی مہینے ہوئے میں نے "داستان طبیعات" کا مسودہ محمد فضل الدین قریشی صاحب کو دیکھنے کے لئے دیا تھا کہ اگر کوئی امر اصلاح یا ترمیم طلب ہو تو فرما دیں۔ کئی مہینے ہوئے جب وہ دہلی آئے تو فرمایا کہ کچھ حصہ دیکھنا باقی ہے ایک ہفتے میں بھیج دوں گا۔ اب تک انتظار کرتا رہا، مسودہ نہیں آیا۔ خط لکھا کوئی جواب نہ ملا۔ آج پھر لکھ رہا ہوں یہ کتاب ہمارے اس سال کے پروگرام میں ہے کتابت کے لئے ابھی دینی چاہیے۔ اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ تکلیف فرما کر ان سے ملیے اور مسودہ واپس بھجوا دیجئے۔ بڑا کرم ہو گا۔

تابعدار عبدالحق

(۴۶)

دریا گنج، دہلی ۳۰ جون ۱۹۴۷ء

مشفقی و مکرمی زاد لطفکم۔ تسلیم

آپ کا خط پہنچا آپ کا خط اور چیک پہنچ گیا تھا۔ رسید پرسوں ہی بھیجی گئی ہے پہلے میں گورنمنٹ آف انڈیا کی ایک کمیٹی کے سلسلے میں بنگلور چلا گیا اس کے بعد ایک دوسری کمیٹی میں شملہ جانا پڑا کام کا ہجوم اس قدر رہا کہ خط نہ لکھ سکا۔

پاکستان بیشک مل گیا لیکن پاکستان بنانا باقی ہے اور یہ بڑا کٹھن مرحلہ ہے انجمن عجب ضغطہ میں پڑ گئی ہے کچھ کہتے ہیں دلی چھوڑو پاکستان جاؤ، اور بعض کا خیال ہے کہ یہیں رہنا چاہیے۔ آخر یہاں بھی تو کروڑوں مسلمان ہیں کام کرنے والے سب پاکستان بھاگ گئے ہیں تو یہاں والوں پر کیا گزرے گی اس میں بھی شبہ ہے کہ پاکستان والے ہمیں اپنے علاقے میں کام بھی کرنے دیں گے یا نہیں۔ ذرا کاں سٹی ٹیوٹ اسمبلی بن جائے اور اپنا آئین بنالے تو پھر تحریک کی جائے۔ اس وقت تو حالت یہ ہے کہ کسی کو سر کھجانے کی فرصت نہیں۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔

خیر طلب عبدالحق

(۴۷)

مقبرہ رابعہ دورانی اورنگ آباد دکن ۶ اگست ۴۷ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

آپ کا خط اور مضمون (جسینہ انظمیر) مجھے یہاں ملے۔ آج دہلی اشاعت کے لئے بھیج رہا ہوں میں نے بھی ایک نظر دیکھ لیا ہے چند روز اور یہاں رہوں گا۔ اور سب خیریت ہے۔

خیر طلب عبدالحق

مولانا عثمان جعفری کے نام

(۱)

کیمپ مچھلی گاؤں

مورخہ ۱۵؍ جنوری ۱۹۲۳ء

شفیقی و عزیز سلمہ!

آپ کا محبت نامہ پہنچا مگر میں اس سے قبل ہی آپ کے متعلق سید علی اکبر صاحب کو لکھ چکا تھا۔ آج پندرہ روز یا زیادہ ہوئے ہیں مگر اب تک ان کا جواب وصول نہیں ہوا شاید وہ مستقر پر نہیں ہیں۔

آپ کے محبت آمیز خط اور اشتیاق کا مجھ پر بہت اثر ہوا اور میں ہر طرح آپ کی ہمدردی کے لئے حاضر ہوں لیکن آپ نے جیسا مجھے سمجھ رکھا ہے ویسا نہیں ہوں۔ بقول مولانا حالی۔

جیسا نظر آتا ہوں نہ ایسا ہوں میں
اور جیسا سمجھتے ہیں نہ ویسا ہوں میں
اپنے سے بھی عیب ہوں چھپاتا اپنے
بس مجھ کو ہی معلوم ہے جیسا ہوں میں

مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہاں آنے کے بعد آپ کو مایوسی نہ ہو مگر مجھے یقین ہے کہ صواب بین اور عیب پوش نگاہ میرے آڑے آئے گی۔ مجھے خود بھی آپ سے صاحب ذوق اور صاحب علم کی ضرورت ہے میں یہاں خود یکہ و تنہا ہوں اور جو کچھ بھی برا بھلا کر رہا ہوں اس میں کوئی میرا ہاتھ بٹانے والا نہیں ہے آپ کے آجانے سے مجھے بڑی تقویت ہو جائے گی۔ نظامت نے یہ عجب قاعدہ قرار دیا ہے کہ ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں تبادلہ کے لئے دونوں صدر مہتمموں کی رضامندی کی ضرورت ہے تاہم میں نظامت میں لکھتا ہوں شاید وہ تبادلہ کر دیں۔ اس عرصہ میں ممکن ہے کہ سید علی اکبر صاحب کا بھی جواب آجائے۔

آپ کا ہمدرد

عبدالحق

(۲)

اورنگ آباد

۲۳؍ فروری ۲۲ ف

شفیقی و عزیزی سلمہ!

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ آپ نے جن محبت آمیز الفاظ میں یہ خط لکھا ہے حیران ہوں کہ اس کا جواب میں کیوں کہ ادا کروں۔ بہرحال آپ کی اس عنایت اور ارادت کا بہت ممنون ہوں۔ آپ کے اشتیاق نے میرے شوق کو اور مشتعل کر دیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس انتظار کا پردہ جہاں تک جلد ممکن ہو اٹھ جائے۔ اگرچہ یہ معاملہ صرف دفتر نظامت تک محدود ہوتا تو اس کے طے کرنے میں ایک دن کی بھی دیر نہ لگتی۔ لیکن اس میں صدر مہتمم کی بھی منظوری ضروری ہے اور یہی وجہ تاخیر ہے تعجب ہے کہ میرا خط سید علی اکبر صاحب کو نہیں پہنچا۔ یہ خط خانگی تھا۔ سرکاری نہ تھا کیوں کہ خانگی خط کا اثر زیادہ ہوتا ہے آج میں نے انہیں پھر لکھا ہے خدا کرے وہ راضی ہو جائیں۔ وہ آپ کے کام اور قابلیت سے بہت خوش ہیں اور ممکن ہے کہ یہ سد راہ ہو۔

مجھے افسوس ہے کہ گلبرگہ میں آپ سے ملاقات نہ ہوئی میں نے دو بار رنگین صاحب سے کہلا کر بھیجا مگر نہ معلوم کیا وجہ ہوئی کہ آپ نہ آسکے ایک بار اورنگ آباد میں آپ سے ملاقات ہوئی تھی اور اس کے بعد پھر آپ کی صورت دیکھنی نصیب نہ ہوئی میری بدقسمتی ہے کہ گلبرگہ پہنچ کر بھی آپ سے نہ مل سکا۔ اب سید علی اکبر صاحب کے خط کا منتظر ہوں۔ میں حیدر آباد سے کل ہی واپس آیا ہوں اس وقت آپ کا عنایت نامہ ملا اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی۔

آپ کا خیر طلب
عبدالحق

امتیاز علی عرشی کے نام

(۱)

۱۔ دریا گنج دہلی ۲ر اپریل ۱۹۴۱ء

مکرمی و معظمی!

تسلیم ۔ دیوان شرف جہاں قزوینی کا نسخہ میں نے بھی دیکھا تھا مگر مجھے بھی ان نواب زادہ کا نام یاد نہیں رہا۔ دریافت کر کے اطلاع دوں گا۔ بہت ممنون ہوں کہ آپ نے دستور الفصاحت والے مضمون کے عنایت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر آپ حسب وعدہ مئی کے شروع میں بھیج دیں تو جولائی کے نمبر میں شائع ہو جائے گا امید ہے کہ یاددہانی کی ضرورت نہ پڑے گی۔

نیاز مند

عبدالحق

(۲)

دریا گنج دہلی ۲ر دسمبر ۱۹۴۱ء

مکرم بندہ!

تسلیم ۔ آپ کے مضمون کا انتظار ہے اگر تیار ہو گیا ہو تو مہربانی کر کے بھیج دیجئے۔ آپ کے کتاب خانہ میں دیوان مبتلا (اردو) کا ایک نسخہ موجود ہے۔ مجھے اس کی نقل درکار ہے کیا آپ اس کی نقل کروا کر بھیج سکتے ہیں یا اس کے لئے اجازت کی ضرورت ہوگی نقل کی جو اجرت ہوگی پیش کر دی جائے گی۔

نیاز مند

عبدالحق

(۳)

دریا گنج دہلی ۱۰ر دسمبر ۱۹۴۱ء

مکرمی و معظمی!

تسلیم ۔ دونوں عنایت نامے اور مضمون پہنچا۔ بہت شکر گزار ہوں مجھے مسعود حسن صاحب رضوی سے یہ معلوم ہوا تھا کہ دیوان مبتلا اور تذکرہ مبتلا آپ کے پاس موجود ہیں میں یہ دونوں شائع کرتا ہوں۔ رضوی صاحب کے پاس دونوں موجود ہیں مقابلے کے لئے انہیں دوسرے نسخوں کی ضرورت ہے بہرحال اگر دیوان نہیں تو تذکرہ کی نقل ہی عنایت فرمایئے بہت ممنون ہوں گا۔ میرے پاس حاتم کے دیوان زادہ کے دو نسخے ہیں مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ہاں اس کا بہت اچھا نسخہ ہے کیا

اس کی نقل مل سکتی ہے۔

مضمون کمپوزنگ کے بعد واپس کیا جائے گا۔ ابھی مضمون میں نے پڑھا نہیں۔ پڑھنے کے بعد اطلاع دوں گا کہ شعرا کے ناموں کی ضرورت ہے یا نہیں؟

نیاز مند

عبدالحق

(۴)

دریا گنج دہلی ۲۴ر مارچ ۱۹۴۲ء

مکرم و مہربان بندہ!

تسلیم ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ بہت شکر گزار ہوں سب سے پہلے مجھے تذکرہ مبتلا کی نقل درکار ہے اگر آپ مہربانی کر کے اس کی نقل جلد بھجوا دیں تو میں بہت ممنون ہوں گا۔ دستور الفصاحت والا مضمون چھپ گیا۔ دو ایک روز میں آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۵)

دریا گنج دہلی ۲۴ر فروری ۱۹۴۳ء

مکرمی!

تسلیم ۔ "تذکرہ مبتلا" کی نقل آج کی ڈاک سے موصول ہوئی آپ نے اس سلسلہ میں جو تکلیف فرمائی اس کے لئے میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔

عبدالحق

(۶)

دریا گنج دہلی ۲۲ر دسمبر ۱۹۴۳ء

مکرم بندہ!

تسلیم ۔ ایک صاحب نے زمیندار اخبار میں لکھا ہے کہ "شیر اللہ" نامی کتاب کا قلمی نسخہ کتاب خانہ رام پور میں ہے جس میں شیر شاہ سوری کے حالات ہیں۔ براہ کرم مطلع فرمائیے کہ یہ بیان کہاں تک صحیح ہے اور کتاب کی کیا حقیقت ہے۔

اس خط کے ساتھ انجمن ترقی اردو کی کل ہند کانفرنس کا دعوت نامہ بھیجتا ہوں۔ رام پور میں آپ ہی کی ایک ذات ایسی

ہے جو اس کانفرنس میں شریک ہو سکتی ہے میری درخواست ہے کہ آپ ضرور شرکت فرمائیں۔ یہ خاص اجلاس ہے اور خاص انتظامات کئے گئے ہیں اور اجتماع بھی بہت بڑا ہو گا۔ جواب کا منتظر

نیاز مند

عبدالحق

(۷)

دریا گنج دہلی ۲۷ر اپریل ۱۹۴۴ء

مکرمی و معظمی!

تسلیم ۔ حامل نیاز نامہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے یہ چند قلمی کتابیں جو نادر ہیں اور کتب خانہ عالیہ ریاست رام پور میں رکھنے کے قابل ہیں فروخت کرنا چاہتے ہیں آپ بعد معائنہ ان سے معاملہ کر سکتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیرو عافیت ہو گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۸)

دریا گنج دہلی ۳ر جنوری ۱۹۴۴ء

مکرمی عرشی صاحب!

تسلیم ۔ آج زیدی صاحب کو خط لکھ دیا ہے امید تو ہے کہ آپ کو ریاست کے نمائندے کی حیثیت سے کانفرنس میں شرکت کی اجازت دے دیں۔ آپ کی کتاب دستور الفصاحت پر ریویو لکھا جا چکا ہے۔ اگر آپ کو اجازت مل جائے تو اپنے پہنچنے کی تاریخ سے سیکرٹری مجلس استقبالیہ کل ہند انجمن ترقی اردو کانفرنس بھنڈارہ روڈ ناگ پور سٹی کو اطلاع کر دیجئے گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۹)

دریا گنج دہلی ۱۰ر جنوری ۱۹۴۴ء

مکرم و مہربان بندہ!

تسلیم ۔ آپ کے خط سے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ چیف منسٹر صاحب نے آپ کو ناگپور کانفرنس میں شرکت کی اجازت دے دی ہے کانفرنس میں شرکت کی کوئی فیس نہیں البتہ وہاں کی مجلس استقبالیہ نے مشاعرے کی کچھ فیس رکھی ہے

آج صولت پبلک لائبریری کو بھی دعوت نامہ بھیج دیا ہے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۱۰)

دریا گنج دہلی ۵ر فروری ۱۹۴۶ء

مکرم و کرم فرمائے بندہ!

تسلیم ۔ عطاء الرحمٰن حقانی صاحب میرا یہ خط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ ان کے پاس چند نادر قلمی نسخے، شاہی فرامین اور تصاویر وغیرہ ہیں جو وہ پیش کریں گے۔ یہ چیزیں آپ کے کتاب خانے کے لئے نہایت موزوں ہیں اور وہیں رکھنے کے قابل ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس معاملہ میں آپ ان کی اعانت فرمائیں گے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۱۱)

حسین منزل ابراہیم پورہ بھوپال

مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۴۹ء

مکرم و کرم فرمائے بندہ! زاد لطفہ

تسلیم ۔ امید ہے آپ خیروعافیت سے ہوں گے۔ اور دست برد زمانہ سے محفوظ۔ میں چند روز ہوئے دلی سے یہاں اور اب یہاں سے بمبئی ہوتا کراچی واپس چلا جاؤں گا۔

یہاں ایک صاحب میرے پاس کتاب ''سراج السائرین'' تصنیف حضرت احمد جام لائے۔ خوشخط لکھی ہوئی ہے اور کتابت ۹۹۸ھ کی ہے وہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں ایسی قابل قدر کتابیں آپ ہی کے کتاب خانے میں کھپ سکتی ہیں اگر آپ اسے سرکاری کتب خانے کے لئے خریدنا چاہیں تو اس پتے سے خط و کتابت فرمایئے۔

مرزا اظفر حسین بیگ (اکاؤنٹنٹ دفتر حضور بینک سیکشن) سبز منڈی موتیا پارک بھوپال

نیاز مند عبدالحق

(۱۲)

۲۷ر اگست ۱۹۵۲ء

مکرمی جناب عرشی صاحب!

السلام علیکم ۔ آپ کا کارڈ مورخہ ۱۲ر اگست پہنچا۔ آپ نے داستان رانی کیتکی کے منقولہ نسخے کی بابت تحریر فرمایا ہے لیکن جہاں انجمن کی بہت سی عزیز و نایاب چیزیں ضائع ہوئیں وہاں یہ بھی نذر ہو گیا ممکن ہے کہ ہمارے کتب خانے کا بڑا حصہ جو وہاں رہ گیا ہے اس میں ہو۔

مخلص عبدالحق

عشرت رحمانی کے نام

حیدر آباد دکن

۵ر ستمبر ۱۹۲۸ء

مکرمی ۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ میر صاحب کے مرثیے مدت ہوئی طبع ہو چکے مجھے مطلق یاد نہیں کہ اردو کا وہ پرچہ آپ کی خدمت میں روانہ کیا گیا یا نہیں۔ جن دو مرثیوں کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا ہے براہ کرم ان کا ایک ایک پہلا بند روانہ فرما دیجئے۔ تاکہ میں آپ کو اطلاع دوں کہ وہ یہاں ہیں یا نہیں۔

غرائب اللغات کے متعلق میں نے آپ کی خدمت میں تحریر کیا تھا کہ ایک صاحب یہاں اس کے خریدار موجود ہیں اگر آپ مناسب قیمت پر اسے فروخت کرنا چاہیں تو ان سے میں گفتگو کروں مگر آپ نے کوئی جواب عنایت نہ فرمایا۔

نیاز مند عبدالحق

خواجہ غلام السیدین کے نام

(۱)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن

۱۰ اگست ۱۹۳۷ء

مشفقی و مکرمی خواجہ صاحب تسلیم

صوبہ بہار کی اردو ہندی تاریخ سے آپ واقف ہوں گے منسلکہ کاغذات سے یہ مسئلہ زیادہ واضح ہو گا۔ یہ کمیٹی جس کا ذکر میرے خط اور متعلقہ کاغذات میں ہے اس جھگڑے کے قطعی فیصلے کے لیے بنائی گئی ہے۔ آپ کی شرکت کئی اعتبار سے ضروری ہے خصوصاً" اس لیے کہ آپ کی رائے تعلیمی نقطہ نظر سے قابل غور ہوگی۔ یہ ایک مختصر کمیٹی ہے اور چونکہ اسے ہندوستان بھر کے اردو دان طبقے کی نمائندگی حاصل ہے۔ اس لیے آپ کی شرکت نہایت ضروری اور لازم ہے۔ یہی وقت کام کا ہے۔ پھر ایسا موقعہ نہ ملے گا اس وقت جو فیصلہ ہو گا۔ وہ قطعی سمجھا جائے گا۔ اور ایک دیرینہ تنازعہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ آپ ضرور ضرور شریک ہوں اور ہماری مدد کریں۔ آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔

نیازمند

عبدالحق

۲۹ اگست کو چھوٹے پیمانہ پر ایک پراونشل کانفرنس بھی ہو گی۔ جس میں تمام ممبران کونسل کو مدعو کیا جائے گا۔ اس موقع پر ہندو مسلم کلچرل تعلقات پر تقریروں کی ضرورت ہو گی۔ اس لئے آپ تیار رہیں۔ آپ سے بہتر اس کام کے لئے کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ عبدالحق

(۲)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن

۲ نومبر ۱۹۳۷ء

شفیقی و مکرمی۔ تسلیم

آپ کا عنایت نامہ اور سکریٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا خط پہنچا۔ شکریہ۔ میری رائے میں پہلی تجویز زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔ یعنی راس مسعود میموریل لیکچرز کا سلسلہ قائم کیاجائے اورمیں ہر طرح سے اس تجویز کی تائید کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔

مہربانی کرکے اپنا مضمون جلد عنایت فرمائیں۔ جتنے مضامین آئے تھے وہ سب چھپنے کے لیے دیدیئے گئے ہیں۔

نیازمند

عبدالحق

(۳)

ا۔ دریاگنج، دہلی

۱۸ اگست ۱۹۳۹ء

شفیقی و مکرمی۔ تسلیم

خدا خدا کرکے یہاں کے کاموں سے کسی قدر چھٹی ملی ہے۔ آج ہی آپ کو اپنے پہنچنے کا تار دیا ہے۔ عابد صاحب آپ کو مفصل لکھ چکے ہیں مہربانی کرکے ہاوس بوٹ کا انتظام فرمادیجئے۔ میرے ساتھ پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی صاحب بھی ہوں گے۔ بوٹ ایسی ہو کہ کافی آسائش مل سکے میراباورچی میرے ساتھ ہو گا ہم یہاں سے ۲۱ کی صبح کو جموں پہنچیں گے وہاں سے علی الصبح ریلوے کار سے شام تک سری نگر پہنچ جائیں گے۔

نیازمند

عبدالحق

(۴)

ا۔ دریاگنج دہلی

۲۸ نومبر ۱۹۴۰ء

مکرم و شفیق تسلیم

آج میرے پاس دینا ناتھ مست صاحب کا خط آیا۔ جس میں انھوں نے لکھا ہے۔ کہ آپ اپنے سررشتہ کی جانب سے ایک ماہانہ رسالہ "تعلیم جدید" کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔ مست صاحب کی درخواست ہے کہ اگر آپ انہیں رسالے کی ایڈیٹری پر مامور فرمادیں تو وہ اس خدمت کو پوری تندہی سے انجام دیں گے۔ مست بہت مستعد نوجوان ہیں اردو سے خاص لگاو

اور محبت ہے۔اور ہر طرح قابل اعتماد ہیں اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو انھیں یہ کام دے دیں میں بھی ممنون ہونگا۔

آج کل آپ کی ریاست میں ہندی اردو کا جھگڑا چل رہا ہے سرکاری احکام کیا کر رہے ہیں اس کی اطلاع کا منتظر ہوں میں نے انجمن کے دفتر سے اس کی نقل حاصل کرنے کے لیے لکھ دیا ہے امید ہے کہ عنایت فرمائی جائے گی۔

نیازمند

عبدالحق

(۵)

۱۔دریا گنج دہلی

۳۰ اپریل ۱۹۴۱ء

شفیقی

باوجود شدید گرمی کے "کل ۱۱۴ تھی" میرا ارادہ کہیں جانے کا نہ تھا۔لیکن آپ کا خط آنے سے پانچ منٹ پہلے ایک صورت ایسی پیش آگئی کہ مجھے سری نگر جانے کے لیے آمادہ ہونا پڑا۔یہ سب باتیں میں آپ سے زبانی عرض کروں گا اور اس میں آپ سے بھی مشورہ کرنا ضروری ہے آپ کا اڈریس میں نے پڑھا ہی نہیں بلکہ اس کا بہت بڑا حصہ "ہماری زبان" میں نقل کیا۔

عجیب بات ہے کل سہ پہر ڈاکٹر عابد حسین آئے تھے وہ یہی پوچھ رہے تھے کہ گرمیوں میں کہاں جانے کا ارادہ ہے میں نے کہا کہ مختلف قسم کے کام اس طرح میرے سر آپڑے کہ ایک دن کے لیے بھی کہیں نہیں جا سکتا اور آج صبح سری نگر جانے کا ارادہ کر رہا ہوں یہ بھی ایک مجبوری سے ورنہ کبھی نہ جاتا۔میں غالباً" آپ سے چند روز بعد پہنچوں گا اپنے پہنچنے کی تاریخ سے اطلاع کروں گا کم سے کم ایک مہینہ ضرور ٹھہروں گا۔مہربانی کر کے قیام کا کوئی مناسب انتظام فرمادیجئے پہلے بھی آپ کو تکلیف دی تھی۔

آپ کے اس طرف غیر معمولی گرمی پڑ رہی ہے۔ اب باقی باتیں ملاقات پر ہوں گی آپ کے اڈریس کو عام طور پر لوگوں نے پسند کیا۔تعجب ہے کہ بعض لوگوں نے اسے پسند نہیں کیا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۶)

۷ اپریل ۱۹۴۳ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

دو تین روز ہوئے عزیز احمد صاحب میرے پاس آئے۔ان سے معلوم ہوا کہ تاثیر صاحب گورنمنٹ آف انڈیا کے کسی محکمے میں منتقل ہو گے۔عزیز احمد ایم۔اے "عثمانیہ" بی۔اے آنرز "لندن" ہیں۔لندن یونیورسٹی سے انھوں نے بی۔اے آنرز کی ڈگری لی ہے۔اردو زبان سے خاص ذوق ہے میرے طالب علم تھے۔بہت ہی اچھا ادبی ذوق رکھتے ہیں ان کی کئی کتابیں انجمن ترقی اردو کی طرف سے شائع ہو گئی ہیں اور بعض زیر طبع ہیں۔غرض بلحاظ قابلیت اور کردار کے اس خدمت کے لیے بہت موزوں ہیں۔اس بارے میں اگر آپ سعی فرمائیں تو آپ کے کالج کو بہت اچھا آدمی مل جائے گا۔وہ خود بھی کشمیر آرہے ہیں۔ آپ سے ملیں گے اس وقت آپ خود بھی رائے قائم کرلیں۔

نیازمند

عبدالحق

(۸)

نواب منظور جنگ بہادر

حبشی کوٹ حیدر آباد دکن

۹ ستمبر۔

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

تقی الدین صاحب پہنچ گئے ہوں گے۔اظہر عباس کا خط آیا تھا میں نے دارلسلام میں لیڈی مسعود کے قیام کے لیے لکھ دیا ہے۔افسوس کہ میں اس وقت وہاں نہیں ہوں ورنہ ان کی آسائش کا پورا پورا انتظام کردیتا۔ تاہم ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی کوشش کروں گا کہ جلد یہاں سے چھٹکارا ہو جائے۔

میں نے خضر محمد سے ایک ٹی سٹ کی فرمائش کی تھی اور ۳۰ پیشگی بھی دیئے تھے اس نے پندرہ روز میں بنا دینے کا وعدہ کیا تھا۔لیکن کشمیری تاجروں کو آپ خوب جانتے ہیں اس کے بعد میں پچیس "۲۵" روز تک رہا بنا کے نہ دیا اب اگر اس نے تیار کردیا ہو تو لیڈی مسعود کے ہاتھ بھجوادیجئے اگر تیار نہ ہو تو تاکید کرکے بنوادیجئے اور جب ڈاکٹر عابد حسین صاحب آنے لگیں تو ان کے ہاتھ بھجوادیجئے گا۔

لیڈی مسعود کو بہت بہت سلام۔کیا وہ دہلی جاتے وقت لاہور ٹھہریں گی؟ان سے کہئے کہ چند روز اور وہاں ٹھہریں اور مسعود ہال کے لیے ایک اچھی رقم جمع کرلیں۔پھر موقع نہیں ملے گا۔

ڈاکٹرعابد حسین صاحب کی خدمت میں سلام

نیازمند

عبدالحق

آپ کے معاملے کے متعلق کوئی تحریک بھی ہے یانہیں ؟

(۸)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن

۱۲ نومبر

مشفقی و محترمی۔ تسلیم

آپ کے مضمون کا انتظار ہے مسعود نمبر چھپ رہا ہے۔ براہ کرم جلد لکھ کر بھیج دیجئے دیکھئے عابد صاحب نے بھیج بھی دیا۔ اس معاملے میں وہ بری رہے۔

مسعود مرحوم کی یادگار کے متعلق کیا طے ہوا ؟

نیازمند

عبدالحق

(۹)

نادر منزل سیف آباد

۱۳

مشفقی۔ تسلیم

عجیب بات ہے کہ ابھی دو گھنٹے پہلے جب میں آپ کے نام خط لکھ رہا تھا تو میرا دل یہ کہ رہا تھا کہ مضمون آتا ہی ہو گا جب خط ڈاک میں بھیج چکا آپ کا رجسٹری لفافہ پہنچا۔ اس کرم فرمائی کا بے حد ممنون ہوں۔

نیازمند

عبدالحق

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے نام

(۱)

۱۔ دریا گنج دہلی

۹ ستمبر ۱۹۴۶ء

مکرم بندہ! و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ!

آپ کا خط ملا۔ آپ کے کرم فرمانے سی پی کی حکومت کی تعلیمی پالیسی اور ذریعہ تعلیم کے بارے میں جس بڑے خطرے کی طرف اشارہ کیا ہے وہ پچھلے واقعات اور ۲۴ر اگست کی ناگ پور کی کانفرنس کے مبہم جملے کی روشنی میں صاف نظر آتا ہے۔

صوبہ متوسط و برار کے مسلمانوں کے قومی جذبے اور جوش عمل کا اعتراف کرتے ہوئے مجھے آپ کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کہ وہ اپنے لئے اعلا تعلیم کی ایسی درس گاہیں قائم کریں جن کا ذریعہ تعلیم اردو ہو۔ آپ کے صوبوں میں مسلمانوں کی عددی اقلیت اور ان کی اقتصادی پستی کے پیش نظر یہ خیال قریب قریب ناقابل عمل معلوم ہوتا ہے اور موجودہ حالات میں غیر صوبے کے مسلمانوں سے بھی کسی معتدبہ امداد کی توقع نہیں ہو سکتی۔

ناگ پور میں اردو کے حامیوں کے ایک مختصر مشورتی جلسے کا انعقاد کا خیال بہتر اور مناسب ہے لیکن ملک اس وقت جس خلفشار میں مبتلا ہے اسے دیکھتے ہوئے شاید یہ اجتماع کامیاب نہ ہو سکے۔ میری رائے ہے کہ کچھ دن اور توقف کیا جائے یہاں تک کہ فضا سازگار اور حالات روبہ سکون ہو جائیں۔ بہرحال جب کبھی آپ مجھے اس سلسلے میں یاد فرمائیں گے بے عذر حاضر ہو جاؤں گا۔

بطور خود بھی اس گتھی کے سلجھانے کی فکر میں ہوں اور جو تجویزیں میرے ذہن میں ہیں انہیں بروئے کار لانے کے لئے موقع اور محل کے مطابق سلسلہ جنبانی بھی کر رہا ہوں اگر کوئی مفید نتیجہ نکلا تو آپ کو مطلع کروں گا۔

نیاز مند عبدالحق

(۲)

جناب مکرم!

انجمن ترقی اردو خواتین کالج کے لئے اساتذہ کے تقرر کے سلسلے میں انتخابی کمیٹی بہ تاریخ ۲۶ر فروری بہ روز اتوار شام کے ساڑھے چار بجے انٹرویو کر رہی ہے آپ سے درخواست ہے کہ اس کمیٹی میں شرکت فرما کر اساتذہ کے انتخاب میں مدد فرمائیں

دستخط

(ڈاکٹر عبدالحق)

میاں غیاث الدین کے نام

دریا گنج دہلی

۱۲ر نومبر ۱۹۴۴ء

میاں غیاث الدین سلمہ !

آج محمد امین صاحب کا خط آیا تو معلوم ہوا کہ یامین صاحب علی گڑھ میں ہیں میں ۲۴ر نومبر بروز جمعہ یہاں سے ۱۰ بجے دن کی گاڑی سے روانہ ہو کر علی گڑھ پہنچوں گا۔ غالباً" یہ گاڑی ایک بجے علی گڑھ پہنچ جاتی ہے۔ یامین کو اطلاع کر دینا کہ وہ اسٹیشن پر ملیں میں ایک دن تمہارے پاس ٹھہروں گا۔

عبدالحق

سر فضل حسین[ا] کے نام

۱۱ر جولائی ۱۹۵۵ء

جناب والا

انجمن ترقی اردو پاکستان کی سالانہ رپورٹ بابت ۵۵ ۔ ۱۹۵۴ء مع حسابات تنقیح شدہ میزانیہ ۵۶ ۔ ۱۹۵۵ء ارسال خدمت ہے۔ رپورٹ کے حصے پنج سالہ منصوبے کے تحت چند کام (ص ۷ تا ۱۱) کی طرف خاص طور پر جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ براہ کرم اسے ملاحظہ فرمایا جائے۔ یہ چند کام جو اس عنوان کے تحت بیان کئے گئے ہیں نہایت اہم ہیں اور اردو زبان و ادب کی ترقی ان پر ہے۔ لیکن ان کی تکمیل کے لئے صرف کثیر کی ضرورت ہے صرف سال آئندہ کے لئے اس کے مصارف کا تخمینہ ۱۸۶۷۷۰ روپے کیا گیا ہے اگر سالانہ ایک رقم خاص اس کام کے لئے منظوری کی جائے تو چند سال میں یہ کام مکمل ہو سکتے ہیں مجھے امید ہے کہ جناب ازراہ علم پروری اس کی سفارش فرمائیں گے۔ سال زیر رپورٹ کی امدادی رقم پچیس ہزار روپے کی ادائی کے لئے احکام صادر فرمائے جائیں۔

ڈاکٹر عبدالحق

صدر انجمن ترقی اردو پاکستان

ا ۔ مکتوب الیہ کے نام کی جگہ وزیر تعلیم درج ہے ۔ جولائی ۱۹۵۵ء میں سر فضل حسین وزیر تعلیم حکومت پاکستان تھے ۔

قمر فریدی کے نام

اردو روڈ کراچی-۱
۲۲ جون ۱۹۵۴ء

مکرمی قمر فریدی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا خط پہنچا۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ مصحفی پر تحقیقی مقالہ لکھ رہے ہیں۔ نیز اس کا کلام مرتب کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو اب تک دو دیوان دستیاب ہوئے ہیں۔ لہٰذا آپ کی اطلاع کے لئے لکھتا ہوں کہ پٹنے کی خدا بخش لائبریری میں مصحفی کے پورے آٹھ دیوان موجود ہیں۔ انجمن کی ریسرچ لائبریری ابھی ہم بنا رہے ہیں۔ اب تک تیس ہزار مطبوعہ اور قلمی کتب جمع کر سکے ہیں۔ دلی کی لائبریری تو وہیں رہ گئی۔

میں آج کل نہایت مصروف ہوں۔ ایک بڑی مہم کا آغاز کیا ہے۔ اس لئے آپ کے خط کا تفصیلی جواب عرض نہیں کر سکتا۔ اپنے محمود احمد عباسی صاحب کو زبانی ہدائتیں دے دی ہیں۔ وہ آپ کو لکھ بھیجیں گے۔ معافی چاہتا ہوں۔

خیر طلب
عبدالحق

سید کلب مصطفٰی کے نام

(۱)

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۱۹ار جنوری ۳۸ء

مکرمی - میں ابھی سندھ کے دورے سے واپس آیا ہوں اب آپ کے مسودہ کو بالاستیعاب دیکھنے کا موقع ملے گا۔ ایک صاحب نے مجھے "پدماوت" کے ایک قلمی نسخے کے متعلق لکھا ہے وہ خط آپ کے ملاحظہ کے لئے ملفوف ہے مہربانی کر کے اپنی رائے سے مطلع فرمائیے۔ خط واپس فرما دیجئے گا۔

نیاز مند عبدالحق

ایک اور صاحب نے گجرات سے خط لکھا ہے ان کے پاس بھی ایک قلمی نسخہ "پدماوت" کا ہے مگر سنہ کتابت نہیں لکھا ہے میں نے کتاب طلب کی ہے۔

بخدمت شریف جناب سید کلب مصطفٰی صاحب بی اے
جائس (ضلع رائے بریلی)

(۲)

اورنگ آباد دکن

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد ۱۲ار اپریل ۳۸ء

مکرم بندہ - تسلیم

میرے وقت کا بہت سا حصہ آج کل سفر میں صرف ہو جاتا ہے اس لئے میں آپ کی کتاب کو مسلسل نہ دیکھ سکا۔ پرسوں کلکتہ جا رہا ہوں۔ وہاں چند روز قیام کے بعد کرسیانگ چلا جاؤں گا۔ آپ کا مسودہ ساتھ رکھ لیا ہے سفر میں سب دیکھ جاؤں گا۔

نیاز مند عبدالحق

(۳)

اورنگ آباد دکن

نادر منزل سیف آباد

حیدر آباد دکن ۲۷ر جولائی ۳۸ء

مکرمی تسلیم ۔ مناسب یہ ہو گا کہ اول آپ اسے صاف اور واضح لکھوا دیں۔ آپ کا خط اچھا ہے لیکن چونکہ جلدی میں لکھا ہے اس لئے ایسے الفاظ جو ٹھیٹ ہندی ہیں یا جو اشخاص اور مقامات کے نام ہیں انہیں اس طرح لکھا جائے کہ کاتب صحیح طور پر کتابت کر سکے۔ اس کے بعد میں اسے دوبارہ دیکھ کر درست کر لوں گا۔

انجمن کی طرف سے جو کتابیں شائع ہوتی ہیں اس کا صرف ایک یہی قاعدہ ہے حق تالیف انجمن خرید لیتی ہے اور اپنی طرف سے شائع کرتی ہے۔ مسودہ بذریعہ رجسٹری واپس کیا جاتا ہے۔

نیاز مند عبدالحق

مبیضہ کرنے میں رسم خط کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ تصویریں ضرور شریک ہونگی۔ آپ کو اگر شوق ہے تو آپ کی تصویر بھی اگرچہ اس کی چنداں ضرورت نہیں۔

(۴)

حیدر آباد دکن

۲ر نومبر ۳۸ء

مکرم بندہ ۔ تسلیم

ملک محمد جائسی کا مسودہ وصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔ اب میں فرصت سے دیکھنے کے بعد اپنی رائے عرض کروں گا۔ انجمن کا اور میرا سب سامان دہلی روانہ ہو گیا اور اب میں بھی عنقریب جانے والا ہوں وہاں جا کر سب کام ٹھیک کرنا پڑے گا اس میں ضرور کچھ عرصہ لگے گا۔

نیاز مند عبدالحق

(۵)

۲۴ ہارڈنگ ایونیو

نئی دہلی ۱۰ر دسمبر ۳۸ء

مکرم بندہ ۔ تسلیم

آپ کا خط حیدر آباد ہوتا ہوا یہاں پہنچا۔ میں علی گڑھ اور بعض دیگر مقامات کو چلا گیا تھا۔ اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی جن اضافوں کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا ہے ان میں بعض تو ضروری ہیں اور بعض غیر ضروری ---- مثلاً ''ملک محمد'' کے بھائی کا شجرہ درج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پیروں کے متعلق چوپائیاں لکھنی بھی ضروری نہیں۔ البتہ دوسری چیزیں مختصر طور پر اضافہ کی جا سکتی ہیں۔ کیا اس کے لئے آپ کا مسودہ واپس کیا جائے۔

نیاز مند عبدالحق

(۶)

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن
نئی دہلی ۱۸ر فروری ۱۹۳۹ء

مکرمی تسلیم!

میں پنجاب کے دورے سے واپس آنے کے بعد لکھنؤ چلا گیا پرسوں واپس آیا۔ آپ نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ کتاب میں کچھ اور اضافہ کرنا ہے اس کا انتظار تھا۔ اگر آپ کو کچھ ترمیم یا اضافہ کرنا ہے وہ لکھ بھیجئے تاکہ کتاب مکمل صورت میں پیش کیا جائے۔

نیاز مند عبدالحق

(۷)

انجمن ترقی اردو (ہند)
سرکٹ ہوس - بیہور ۱۰ر جون ۳۹ء

مکرم بندہ تسلیم!

میں کچھ دنوں سے سفر میں ہوں۔ اسی اثناء میں "جائسی" کا باقی مسودہ وصول ہوا۔ اب میں اسے دیکھ کر پیش کر دوں گا۔

نیاز مند عبدالحق

(۸)

معرفت پوسٹماسٹر سری نگر
کشمیر ۳ر اکتوبر ۱۹۳۹ء

مکرمی تسلیم!

میں دس روز تک سری نگر سے باہر رہا اور آج ہی واپس آیا ہوں اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی۔ آپ کی تصویروں کے متعلق دلی پہنچ کر کچھ فیصلہ کیا جائے گا۔

"ہماری عورتوں کی تعلیم" کے متعلق میں کیا رائے دے سکتا ہوں جبکہ کتاب میرے سامنے نہیں ہے۔ براہ کرم ترجمہ اور اصل انگریزی کتاب ۱۶ر اکتوبر کو دلی کے پتے پر روانہ فرما دیجئے۔ دیکھنے کے بعد جو فیصلہ ہو گا اس کی اطلاع آپ کو دیدی جائے گی۔ جو معاوضہ آپ کی کتاب کے متعلق تجویز ہوا ہے وہ میری رائے میں مناسب ہے اور وہ صرف پہلے اڈیشن کے متعلق نہیں بلکہ اس کے کامل حقوق انجمن کے حق میں ہوں گے۔

نیاز مند عبدالحق

(۹)

دریا گنج ۳ فروری ۴۰ء دہلی

مکرمی تسلیم!

سفر سے واپسی کے بعد آپ کا عنایت نامہ ملا۔ دو تصویریں تو موجود ہیں۔ یعنی درگاہ سید اشرف جہانگیر کے مزار کی اور ملک محمد جائسی کے مزار کی۔ تیسری نہیں ملی۔ اسے تلاش کروں گا۔

انجمن کے تالیف و ترجمہ کے لئے کسی شرط کی ضرورت نہیں۔ اس سال کا پروگرام پہلے مرتب ہو چکا تھا اس لئے ابتدائے سال (میں) آپ کی کتاب طبع ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ تاہم کوشش کی جائے گی کہ اسی سال طبع ہو جائے۔ نظر ثانی و تصحیح کا کام ہو چکا ہے اس وقت صحیح طور سے یہ بتانا مشکل ہے کہ چھپ کر کتاب کا حجم کیا ہو گا۔ عبدالغنی صاحب کی کتاب مجھے نہیں ملی۔

عبدالحق

(۱۰)

دریا گنج دہلی

۱۶؍ مارچ ۴۰ء

مکرمی۔ تسلیم

آپ کا خط ملا۔ حسب ارشاد تمام ترمیم اور اضافہ نوٹ کر لیا گیا ہے نقشہ بھی شامل کتاب کر لیا گیا ہے آپ کے استفسارات کے جوابات۔

۱ ☆ پروفیسر غنی صاحب کی کتاب مجھے نہیں ملی۔

۲ ☆ آپ کی مرسلہ تصویروں میں سے دو تو مل گئیں لیکن تیسری نہیں ملی۔

۳ ☆ حسب فیصلہ کمیٹی تصویروں کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ البتہ فوٹو کا خرچ دیا جا سکتا ہے۔

۴ ☆ فہرست مطبوعات انجمن الگ پیکٹ میں روانہ کی جاتی ہیں۔

۵ ☆ سال حال مجوزہ کتب کا فیصلہ گذشتہ سال ہو چکا ہے۔ ۳۹ء کی رپورٹ زیر ترتیب ہے۔ ۳۸ء کی رپورٹ بھیجی جاتی ہے۔

۶ ☆ بلاک روک لئے گئے ہیں

نیاز مند عبدالحق

(۱۱)

حبشی گوڑہ حیدر آباد دکن
مورخہ ۲۳ر جولائی ۱۹۴۰ء

مکرم بندہ۔ تسلیم

میں نے آپ کے خط کا جواب "تامل ناد" کے دورے کے اثناء میں لکھا تھا۔ تعجب ہے آپ کو نہیں پہنچا۔ انجمن کی طرف سے کوئی تاخیر نہیں ہوئی بلکہ معاف فرمایئے گا۔ تاخیر آپ کی جانب سے ہوئی ہے کچھ حصہ آپ نے بعد میں اضافہ فرمایا اور حال میں آپ نے "افسانہ پدمنی" کے اضافہ کے متعلق تحریر فرمایا۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کیا تھا کہ اگر مختصر طور پر آپ لکھ دیں تو اصل کتاب میں اضافہ کر دیا جائے گا۔

غنی صاحب کی کتاب سے "ملک محمد جائسی" کی تصویر شامل کی جاسکتی ہے۔ اس میں کوئی دشواری نہیں۔

نیاز مند عبدالحق

(۱۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

بھوپال ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء

مشفقی و مکرمی ---- تسلیم

آپ کا عنایت نامہ حیدر آباد سے ہوتا ہوا یہاں ملا۔ آپ کی ہمدردی اور عنایت کا بہت شکر گزار ہوں میں ۶ر ستمبر کو دہلی جا رہا تھا لیکن شعیب قریشی صاحب نے بھوپال میں شدت سے اصرار کر کے روک لیا۔ ورنہ میں بھی آزادی ہند کی نذر ہو جاتا۔

۸ر ستمبر کو ہندوؤں اور سکھوں نے انجمن کے مکان پر حملہ کیا اور انجمن کا اور میرا تمام سامان اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ انجمن کے ملازمین پریشان حالی میں جان بچا کر بھاگے۔ ایک بڈھا کاتب اور اس کے بیوی بچے قتل کر دیئے گئے۔ البتہ خدا کا شکر ہے کہ کتب خانہ بچ گیا۔

دو تین روز میں دہلی جاؤں گا اور ارباب حکومت سے گفتگو کرنے کے بعد یہ دیکھوں گا کہ آیا ہم دہلی میں رہ کر اطمینان سے کام کر سکتے ہیں یا نہیں۔ یا پھر ہمیں انجمن کو کسی اور جگہ لے جانا پڑے گا۔ یہ بہت برا وقت ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کل کیا ہو گا۔

خیر طلب عبدالحق

مالک رام کے نام

(۱)

کراچی

۱۸ر دسمبر ۱۹۴۷ء

شفیق مکرم زاد لطفہ'!

تسلیم - عنایت نامہ دلی سے ہوتا ہوا یہاں پہنچا۔ اس یاد آوری اور ہمدردی کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ دلی میں ہمارا دفتر اور میرا ذاتی سامان لٹ گیا۔ سفر میں میرے ساتھ جو بستر اور چند جوڑے کپڑوں کے تھے وہی رہ گئے۔ میں اتفاق سے بچ گیا۔ حیدر آباد سے دلی جا رہا تھا۔ بھوپال کے اسٹیشن پر شعیب قریشی صاحب وزیر بھوپال نے مجھے نہایت اصرار کے ساتھ روک لیا اور کہا کہ دلی کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے اس وقت وہاں جانا مناسب نہیں۔ اگر وہ روک نہ لیتے تو میں اس روز پہنچتا جو قتل عام کا دن تھا۔ کیفی صاحب اور ہاشمی صاحب کے قتل کی خبریں مشہور ہو گئی تھیں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ زندہ و سلامت ہیں۔ ایک بمبئی میں پڑے ہیں اور دوسرے رام پور میں۔ انجمن کے دوسرے ملازمین غارت گری اور قتل کے ایام میں کسی نہ کسی طرح سراسیمہ اور پریشان حال جان سلامت لے کر بھاگ گئے۔ ایک بڈھا کاتب اور اس کی بیوی بچے جو رہ گئے تھے وہیں قتل کر دیے گئے۔

اور تو سب کچھ لٹ گیا لیکن کتب خانے کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا البتہ میرے کچھ مسودے اور لغت اردو کے مسودے بہت کچھ تلف ہو گئے۔ اکتوبر کا اردو چھپ کر شائع ہوا تھا لیکن بہت سے لوگوں کو نہیں پہنچا کیونکہ اس زمانے میں ڈاک کی حالت ابتر ہو گئی تھی۔ اب میں دلی پہنچ کر بھیجنے کی کوشش کروں گا۔ غالباً" یہ رسالے مطبع میں ملیں گے۔ وہ مطبع بھی دوسرے کے ہاتھ بک گیا ہے۔ اس وقت انجمن کے تمام کام معطل ہیں کیونکہ اس کے کارکن منتشر اور پریشان حالت میں ہیں۔ ان سب کو پھر جمع کرنے میں کچھ دن لگیں گے۔ دلی کی حالت اب تک قابل اطمینان نہیں۔

خدا سے آپ کی صحت، سلامتی اور کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔

خیر طلب

عبدالحق

(۲)

نئی دہلی

۲۲ر جنوری ۱۹۴۸ء

مکرم و کرم فرمائی بندہ زاد لطفہ!

تسلیم ۔ عنایت نامہ کل پہنچا۔ بہت شکر گزار ہوں۔ مجھ سے غلطی ہوئی۔ جولائی کا پرچہ شائع ہوا تھا۔ اکتوبر کی تو نوبت ہی نہ آئی کیونکہ ستمبر سے فساد شروع ہو گیا تھا۔ لطیفی پریس جس میں ہمارے رسالے چھپتے تھے وہ بھی بک گیا ہمارے مسودے بلاک اور رسالے اور رجسٹر اسی میں پڑے رہ گئے۔ طلب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سابق مالک کی تحریر لائیے۔

دفتر کی حالت بہت ابتر ہے۔ لٹیروں نے تباہ کر دیا۔ جگہ جگہ ردیوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ ان میں سے چن چن کر کام کے کاغذ نکال رہے ہیں۔ بعض قلمی نادر نسخے بھی ان ردیوں میں سے ملے۔ بہت سے تلف ہو گئے۔

کل علی گڑھ جا رہا ہوں۔ وہاں بعض احباب کو بلایا ہے۔ آئندہ کے پروگرام کے متعلق مشورہ کرنا ہے۔

دلی کی حالت بہت ناقابل اطمینان ہے میں یہ کمیٹی دلی میں کرنا چاہتا تھا مگر کوئی آنے پر رضامند نہ ہوا اس لئے علی گڑھ میں کی۔

کراچی سے میں ۱۴ر جنوری کو آیا۔ وہاں بھی ابھی کام شروع نہیں ہوا۔ ہمارے کارپرداز مختلف مقامات پر پناہ گزیں ہیں۔ جو مکان انجمن کے لئے کراچی میں لیا ہے اس میں پناہ گزیں ہیں۔ خالی ہو تو کام چلے۔

علی گڑھ کی کمیٹی کے بعد معلوم ہو گا کہ کام کی کیا صورت ہو گی۔ اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ابھی آپ انتظار فرمایئے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۳)

کراچی ۱

۱۲ر اپریل ۱۹۴۸ء

شفیق مکرم!

تسلیم ۔ آپ کا کرم نامہ دہلی لاہور کی سیر کرتا ہوا مجھے یہاں ملا۔ بہت شکر گزار ہوں۔ امید کہ اب آپ صحت و عافیت کے ساتھ ہوں گے۔

یہ صحیح نہیں ہے کہ انجمن کو کراچی منتقل کیا گیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ تقسیم سے قبل انجمن سارے ملک میں کام کر رہی تھی۔ تقسیم کے بعد دو ملک علیحدہ علیحدہ ہو گئے اس لئے ناچار پاکستان کا مرکز کراچی قرار دینا پڑا۔ ہندوستان کا مرکز بدستور دلی میں رہے گا۔ ہم ہندوستان نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم وہاں برابر کام جاری رکھیں گے خواہ اس کے انجام دینے میں کیسی ہی مشکلات کا سامنا کیوں نہ ہو۔

کام کے تعطل کی کئی وجوہ ہیں۔ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ فساد کے دوران میں انجمن کے مکان (ا۔ دریا گنج) پر بھارت انشورنس کمپنی کا قبضہ ہو گیا اور صرف ایک حصہ جس میں کتب خانہ تھا عارضی طور پر ہمارے پاس رہ گیا اور اسے خالی کرا دینے کا برابر تقاضا ہوتا رہا اس لئے کام کرنے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ غالباً" آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ کئی سال ہوئے ہم نے حکومت ہند سے نئی دہلی میں ایک قطعہ اراضی بہ قیمت خریدا تھا۔ حکومت کی طرف سے صرف یہ شرط تھی کہ دوران جنگ میں اس پر انجمن مکان نہیں بنا سکتی۔ حکومت نے عارضی طور پر کچھ مکان اس زمین پر بنا لیے تھے اور یہ اعلان کیا تھا کہ بعد جنگ مسمار کر دیے جائیں گے اور زمین خالی کر دی جائے گی۔ ختم جنگ کے بعد حالات کچھ اور ہو گئے اور نئی حکومت کا دور آیا۔ اس وقت سے ہم برابر کوشش کرتے رہے کہ انجمن کی زمین پر جو مکانات کے پانچ بلاک تعمیر کر لیے گئے ہیں ان میں سے دو بلاک انجمن کو کرایے پر دے دیئے جائیں۔ بہت دنوں خط و کتابت ہوتی رہی۔ ذاتی طور پر ملاقاتیں بھی کیں' سفارشیں بھی کرائیں۔ بہ مشکل ایک بلاک دینے پر راضی ہوئے۔ ہم نے کہا یہ ناکافی ہے دو بلاک دیے جائیں۔ اس کے لئے کوشش ہوتی رہی۔ آخر میں حکومت نے ایک بلاک بھی دینے سے انکار کر دیا اور زمین خالی کرنے کے متعلق بھی انکاری جواب ملا۔

اس کے بعد دو مہینے تک شہر میں مکان تلاش کرتے رہے لیکن کوئی مناسب مکان نہ ملا۔ اینگلو عربک کالج خالی پڑا تھا۔ اس پر فوجی قبضہ تھا۔ ہم نے آخری کوشش یہ کی کہ اس کا ایک حصہ فی الحال کرایے پر انجمن کو دے دیا جائے۔ کمیٹی نے منظور کر لیا۔ ہم نے اپنے خرچ سے اس حصے کی صفائی اور درستی کی۔ انجمن اس میں منتقل ہونے کو تھی کہ حکومت کے ایک محکمے نے رکاوٹ پیدا کر دی اور اپنا قفل لگا دیا۔ ابھی تک معاملے کی یکسوئی نہیں ہوئی۔ یہ وجہ ہے کہ وہاں کام بند ہے اس کا فیصلہ ہو جائے تو وہاں جا کر اردو جاری کروں۔ مجھے خود اس کی بڑی فکر ہے۔

۳' ۴ر اپریل کو ہماری احمد آباد والی شاخ نے کل گجرات اردو کانفرنس کی۔ وہاں پہنچ کر میں نے آدمی بھیج کر کیفی صاحب کو بمبئی سے احمد آباد بلا لیا اور وہاں سے ہوائی جہاز میں کراچی لے آیا۔

مارچ کے پہلے ہفتہ رام پور گیا۔ ہاشمی صاحب وہاں پناہ گزیں تھے۔ ان کو وہاں سے دلی لے آیا اور دلی سے کراچی یہاں کے مرکز کا افتتاح مئی کے پہلے ہفتے میں ہو گا۔ یہاں کے کاموں سے فارغ ہو کر دلی چلا جاؤں گا۔ کیفی صاحب میرے ساتھ جائیں گے۔ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔

یہ مختصر کیفیت ہے جو میں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل میں عرض کر دی ہے۔
کیفی صاحب اور ہاشمی صاحب سلام کہتے ہیں۔

خیر طلب
عبدالحق

کراچی - ۱
۳۱ر مئی ۱۹۴۸ء

کرم فرماو مہربان بندہ زاد لطفہ!

تسلیم - عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کی خیرو عافیت معلوم ہونے سے اطمینان ہوا۔ آپ کا خیال صحیح ہے کہ آج اردو سے زیادہ بے کس اور خانماں برباد کوئی نہیں اور اب اسے وہاں رائج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جہاں کے لوگ اس سے بیگانہ ہیں۔ یہ بھی ایک انقلاب ہے۔

ہمارا ہفتہ وار اخبار "قومی زبان" ۲ر جون کو شائع ہو جائے گا۔ آپ کی خدمت میں بھیجوں گا' اس کی مدد فرمایئے گا۔

کیفی صاحب اب میرے پاس ہیں۔ بمبئ میں ان کی صحت بہت خراب ہو گئی تھی۔ اب خدا کے فضل سے اچھے ہیں اور آپ کو سلام کہتے ہیں۔

یہاں کے کاموں سے فارغ ہو کر دلی جاؤں گا اور "ہماری زبان" اور "اردو" کی اشاعت کی کوشش کروں گا۔ کیفی صاحب میرے ساتھ تشریف لے جائیں گے۔

اس کے بعد جولائی کے ختم پر ڈھاکہ جاؤں گا اور وہاں اردو کا مرکز قائم کروں گا۔ سب سے زیادہ مشکل کام مشرقی بنگال میں ہے۔ وہاں کے لوگ اردو سے نا آشنا ہیں۔ ان کو اردو سے مانوس کرنا بہت اہم کام ہے جس طرح بن پڑے گا کوشش کی جائے گی۔ آپ کو سب کارگزاریوں سے اطلاع دیتا رہوں گا۔

خیر طلب
عبدالحق

(۵)

کراچی - ۱
۸ر جولائی ۱۹۴۸ء

شفیق مکرم زاد لطفہ!

تسلیم - عنایت نامہ پہنچ گیا تھا لیکن اس عرصے میں بیمار ہو گیا اور کام کرنے کے قابل نہ رہا۔ دو روز سے اچھا ہوں لیکن نقاہت بہت ہے اس لئے دیر سے جواب لکھنے کی معافی چاہتا ہوں۔ اسی وجہ سے دلی بھی نہ جا سکا۔

یہاں سے انجمن نے ایک ہفتہ وار اخبار "قومی زبان" کے نام سے شائع کیا ہے۔ یکم جون سے چار پرچے نکل چکے ہیں جو آپ کو بھیجتا ہوں۔ دلی جاؤں تو ہماری زبان کی اشاعت کا انتظام کروں۔

کیفی صاحب اب بالکل اچھے ہیں اور آپ کو سلام کہتے ہیں۔ سید ہاشمی صاحب بھی یہیں ہیں دونوں صاحب آپ کو یاد

کرتے ہیں۔ مطبوعات کا ذخیرہ جو گلاب سنگھ والوں کی تحویل میں تھا وہ خوش قسمتی سے محفوظ رہا۔
"آسودگان ڈھاکہ" کے متعلق ڈھاکہ کے ایک دوست کو لکھوں گا۔ اگر دستیاب ہوئی تو وہ ضرور آپ کو بھیج دیں گے۔

خیر طلب
عبدالحق

(۶)

کراچی۔ ا
۱۷ر اگست ۱۹۴۸ء

مشفقی و مکرمی زاد لطفہ'!

تسلیم۔ عنایت نامہ پہنچا۔ "قومی زبان" کے متعلق آپ نے جو ہدایت فرمائی ہے اس کی تعمیل کے لئے دفتر کو کہہ دیا گیا ہے۔

میں ۲۷ر اگست کو ڈھاکہ جا رہا ہوں۔ وہاں حکیم صاحب کی جو جو تالیفات ملیں گی آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا۔

کیفی صاحب پرسوں کو براہ لاہور دلی جا رہے ہیں۔ وہ وہاں جا کر "ہماری زبان" اور "اردو" کی ڈیکلریشن داخل کر دیں گے۔ ڈھاکہ سے آٹھ دس روز بعد میں بھی دلی پہنچ جاؤں گا اور کام از سر نو جاری کرنے کی کوشش کی جائے گی البتہ مالی دشواریاں اب تک حائل ہیں۔ بہر حال اپنی سی پوری کوشش کی جائے گی۔ امید ہے آپ بہ خیر و عافیت ہوں گے کیفی صاحب اور ہاشمی صاحب آپ کو بہت بہت سلام کہتے ہیں۔

خیر طلب
عبدالحق

(۷)

دہلی
۲۱ر اکتوبر ۱۹۴۸ء

مشفقی و مکرمی!

تسلیم۔ میں ۳ر اکتوبر کو یہاں آگیا۔ جیسا کہ میں نے اپنے خط میں لکھا تھا ڈھاکے جانے کا ارادہ تھا۔ ہوائی جہاز کے ٹکٹ بھی خرید لئے تھے لیکن عین وقت خواجہ ناظم الدین اور مولانا اکرم خان نے لکھا کہ کچھ دنوں کے لئے سفر ملتوی رکھیے۔ اس وقت موسم خراب ہے اور یہ دونوں صاحب دوسرے کاموں میں بہت مصروف تھے، ہمیں کافی مدد نہیں دے سکتے تھے۔

آخر دلی چلا آیا۔

میرا اصل مقصد یہاں آنے کا یہ تھا کہ دلی کی انجمن کا کام باقاعدہ استقلال کے ساتھ جاری کیا جائے اس سے پہلے دو بار آیا اور باوجود کوشش کے کوئی مناسب مکان نہ ملا جہاں انجمن کا دفتر اور کتب خانہ وغیرہ رکھا جا سکے۔ اب کے جو آیا تو یہاں رنگ ہی بدلا ہوا پایا۔ یہاں کے ارباب اقتدار کو یہ گوارا نہیں کہ میں یا میرے مینجر اور کارکن یہاں کام کریں۔ یہی نہیں بلکہ ہمیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں۔ غرض یہاں آکر عجب مشکلات میں پھنس گیا ہوں۔ آخر میں نے یہ تجویز کی کہ یہاں کی انجمن ایسے لوگوں کے سپرد کر دی جائے جن سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہو اور اس کی از سر نو تنظیم کر دی جائے اور میں یہاں سے چلا جاؤں۔ میرا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں۔

کیفی صاحب کو میں نے کچھ دن پہلے یہاں بھیج دیا تھا۔ وہ لالہ سری رام مرحوم (مصنف خم خانہ جاوید) کی کوٹھی (۱۷ علی پور روڈ) میں مقیم ہیں۔

یہاں سے چھٹکارا ہو اور میں صحیح سلامت یہاں سے رخصت ہو جاؤں تو پھر کسی دوسری طرف کا رخ کروں۔

امید ہے آپ کا مزاج بہ خیر و عافیت ہو گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۸)

کراچی

۱۵ر فروری ۱۹۴۹ء

مکرم و مہربان بندہ زاد لطفہٗ!

تسلیم ۔ ساڑھے تین مہینے دلی رہ کر آخر جنوری میں یہاں آیا۔ ابھی آئے دو تین ہی روز ہوئے تھے کہ پنجاب یونیورسٹی کی طلب پر لاہور گیا۔ وہاں سے واپس آیا تو آپ کا خط ملا جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

دلی میں جو تکلیف اور کوفت ہوئی وہ عمر بھر نہ ہوئی تھی۔ اصحاب اختیار نہیں چاہتے کہ میں یا میرے ساتھی وہاں کام کریں ہمارے کتب خانے پر قفل اور مہریں لگا دی ہیں اور مسلح پہرا بیٹھا ہے۔ یہ بڑی طویل اور تلخ داستان ہے جو خط میں نہیں سما سکتی۔ خیر!

"اردو" کی اجازت حاصل کر لی ہے۔ پرانے لکھنے والوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ مسالہ جمع ہو جائے تو فوراً جاری کر دوں گا۔

افسوس قومی زبان آپ کو مسلسل نہیں ملا۔ اس میں ڈاک ہی کا قصور نہیں شاید مطبع کا بھی قصور ہے جس کے ذمے ہم

نے یہ کام کر دیا ہے۔ میں دریافت کروں گا اور آئندہ مسلسل بھیجنے کے لئے تاکید کروں گا۔

ڈھاکے جن صاحب کو لکھا تھا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں اس مہینے کے آخر میں ڈھاکے جانے والا ہوں مرحوم شفاء الملک کی تالیفات آپ کے لئے مہیا کرنے کی کوشش کروں گا۔

کیفی صاحب میرے ساتھ دلی گئے تھے ابھی وہیں ہیں کچھ دنوں بعد تشریف لائیں گے۔

امید ہے کہ اب آپ کی پریشانیاں رفع ہو گئی ہوں گی۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ آپ کو ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات دے اور اطمینان اور دل جمعی عطا کرے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۹)

کراچی

۱۰ار اپریل ۱۹۴۹ء

مشفقی و مکرمی!

تسلیم ۔ میں کل ہی مشرقی پاکستان کے دورے سے واپس آیا ہوں۔ ڈھاکے سے آپ کے لئے "آسود گان ڈھاکہ" کا ایک نسخہ شفاء الملک مرحوم کے فرزند سے لے کر آیا ہوں جو اب آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

کیفی صاحب ابھی دلی میں ہیں چند روز اور انہیں وہاں قیام کرنا پڑے گا۔ ہمارے کتب خانے پر قبضہ ہے۔ میں صرف اپنی ذاتی کتابیں لے آنا چاہتا تھا اس کی اجازت نہیں ملی۔ کاروائی جاری ہے اسی لئے کیفی صاحب وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اس کی یکسوئی ہو گئی تو یہاں آجائیں گے۔ دلی میں ہمارا جہاز ایک گھنٹے کے لئے ٹھہرا تھا۔ کیفی صاحب آکر ملے اور بڑی محبت سے ملے۔ خدا ان کو صحت و عافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھے۔

مشرقی پاکستان میں میرا سفر بہت اچھا رہا۔ مختلف مقامات کا دورہ کیا اور انجمن کی شاخیں قائم کیں۔ ڈھاکے میں صوبے کی مرکزی شاخ قائم کی اور کام شروع ہو گیا۔

امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔

نیاز مند

عبدالحق

"اردو" ماہ جولائی سے جاری کرنے کا ارادہ ہے۔ اگر آپ کو فرصت ہو تو اس کے لئے ضرور کچھ عنایت فرمایئے۔ ہمارے پرانے لکھنے والے سب منتشر ہو گئے ہیں۔ کچھ دنوں بعد وہ پھر "اردو" کی وساطت سے ملیں گے۔

(۱۰)

کراچی

۲۹ر اپریل ۱۹۴۹ء

مشفقی و مکرمی!

تسلیم - عنایت نامہ پہنچا۔ کتاب (آسودگان ڈھاکہ) ہوائی جہاز سے نہ جا سکی اس لئے معمولی ڈاک سے رجسٹری کر کے بھیجی حکیم صاحب کی اور کوئی تالیف شائع نہیں ہوئی۔

چالیس ہزار سالانہ کی منظوری انجمن ترقی اردو کے لئے میں نے اسی زمانہ میں منظور کرائی تھی جب میں دلی میں تھا اور ملک تقسیم نہیں ہوا تھا۔ اس وقت رقم جاری نہ ہوئی۔ اب مجھے دلی چھوڑنی پڑی تو جاری ہوئی۔ اب وہاں کی انجمن کی نئی تنظیم ہوئی ہے اور ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب اس کے صدر بنا لئے گئے ہیں اور دوسرے ارکان کا انتخاب بھی ہوا ہے۔

اردو اب انشاء اللہ جولائی سے جاری ہو جائے گا۔ معاشیات اور سائنس کی اشاعت کے متعلق بھی فکر کر رہا ہوں۔

کیفی صاحب بخیر ہیں اور ابھی دلی ہی میں ہیں ہاشمی صاحب کو مکان نہ ملا۔ بال بچے لاہور میں پڑے تھے' ناچار وہ لاہور چلے گئے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۱۱)

کراچی

۲۷ر جولائی ۱۹۴۹ء

مشفقی و مکرمی!

تسلیم - تعجب ہے آپ کو میرا خط نہیں پہنچا۔ میں آپ کے ہر خط کا جواب لکھتا ہوں۔ میں نے اس میں لکھا تھا کہ جب میں ڈھاکہ گیا تو حکیم صاحب کے فرزند سے ملا۔ انہوں نے کہا کہ حکیم صاحب کی کسی کتاب کا مسودہ موجود نہیں۔

یہاں اردو جاری ہو گیا' اس کا پہلا نمبر جو اسی مہینے شائع ہوا ہے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ "معاشیات" اگست میں شائع ہو جائے گا' چھپ رہا ہے۔

باوجود بے سروسامانی کے ہم نے اس سال اردو کالج بھی قائم کر دیا۔ اس میں یونیورسٹی کے مضامین اردو کے ذریعہ سے پڑھائے جائیں گے۔ انگریزی بحیثیت زبان کے لازمی ہو گی۔

اردو کا ایک عام کتب خانہ بھی قائم کر دیا ہے۔ کوئی دس ہزار کتابیں مختلف مقامات سے جمع کی ہیں۔

پچھلے دنوں کچھ علیل ہو گیا تھا اب اچھا ہوں۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر و عافیت ہو گا۔

خیر طلب
عبدالحق

(۱۲)

کراچی
۳۰ر اگست ۱۹۴۹

مشفقی و مکرمی!

تسلیم ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ ایک آسودگان خاک میں کیا' میں پچاس برس سے یہ سنتا چلا آ رہا تھا۔ زبانی بھی فرمایا' خطوں میں بھی لکھا۔ انجمن ترقی اردو کی رپورٹوں میں بھی اس کا ذکر آیا لیکن لکھنے کی نوبت نہ آئی۔ مرحوم ڈھاکہ اور مشرقی بنگال کی زندہ تاریخ تھے لیکن ان چیزوں کے لکھنے میں تساہل اور کوتاہی کرتے رہے۔ ان کے لڑکوں نے جو کہا کہ ان کی تالیفات کے مسودے موجود نہیں تو ٹھیک کہا۔

آپ ضرور افلاطون کی ان تحریروں کو جو سقراط کے متعلق ہیں اردو میں منتقل کر دیجئے الگ کتاب کی صورت میں شائع کر دی جائیں گی۔

خیر طلب
عبدالحق

(۱۳)

اسکندریہ ۔ مصر
انجمن ترقی اردو پاکستان
اردو روڈ ۔ کراچی
مورخہ ۲۴ر مئی ۱۹۵۲ء

شفیقی و مکرمی ۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ رجسٹر منگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ رسالہ برابر بھیجا گیا ہے۔ تعجب ہے آپ کو نہیں ملا ۔ بہر حال اب پورے سال کے رسالے دوبارہ آپ کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری بھیجے جا رہے ہیں۔ خیر یہ جو کچھ ہوا۔ آپ نے اس بہانے سے خط تو لکھا۔ اس کے لئے بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج کل وہاں گرمی بہار پر ہو گی۔

خیر طلب

عبدالحق

(۱۴)

کراچی

۲۴ر مارچ ۱۹۵۵ء

مکرمی!

تسلیم ۔ آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۱۷ر مارچ ۱۹۵۵ء وصول ہوا جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کا مضمون "بابلی زبان و ادبیات" جنوری ۱۹۵۵ء کے "اردو" میں شائع ہوگیا ہے جس کے تین نسخے ارسال خدمت کرتا ہوں۔ رسید سے مطلع فرمایئے گا۔

امید ہے کہ آپ جلد دوسرا مضمون بھیج کر مجھ کو ممنون فرمائیں گے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۱۵)

کراچی

۲۲ر اپریل ۱۹۵۵ء

مکرمی!

تسلیم ۔ آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۲ر اپریل ۱۹۵۵ء وصول ہوا جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مطبع کے مینیجر نئے ہیں۔ ان کو اس کا علم نہ تھا کہ مضمون کے پانچ نسخے الگ چھپوا کر صاحب مضمون کو بھیجنے چاہئیں۔ اس لئے تین رسالے آپ کی خدمت میں روانہ کیے گئے تھے۔ اب مزید تین نسخے اور بھیجے جاتے ہیں۔ اس فروگزاشت کی معافی چاہتا ہوں۔

نیاز مند

عبدالحق

پروفیسر سید محمد اظہر کے نام

فون نمبر ۳۲۷۸۴

انجمن ترقی اردو پاکستان
اردو روڈ کراچی
۲۷ر مئی ۱۹۶۰ء

"لالہ صحرا" بہاول کالج بہاول نگر کے طلباء کا رسالہ ہے اس کے دو حصے ہیں اردو اور انگریزی۔ انگریزی کا حال' انگریز جانیں لیکن اردو حصے کو بڑے حسن و سلیقے سے مرتب کیا گیا ہے جو بڑے سائز کے ۹۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے ایک دو کو چھوڑ کر سارے مضامین کالج کے طلبا کے لکھے ہوئے ہیں۔ یہ "لالہ صحرا" ہر لحاظ سے اسم بامسمی ہے جس کے لئے کالج کے طلباء اور اساتذہ سب لائق مبارک باد ہیں۔

بہاول نگر کے سے دور افتادہ ریگ زار سے "لالہ صحرا" کی اشاعت ایک فال نیک ہے اور امید ہے کہ یہ رسالہ اس حصہ ملک میں اردو زبان کی ترویج و ترقی کا ایک اچھا ذریعہ ثابت ہو گا۔

عبدالحق

مولوی محمد بیگ کے نام

(۱)

اورنگ آباد دکن

۶ر خورداد ۱۳۳۵ف

شفیق و مکرمی زاد لطفہ

عنایت نامہ اور اس کے ساتھ چار مقدموں کی نقل پہنچی جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں نے چاہا تھا اور کئی عنوان سے عرض بھی کیا تھا کہ آپ معرکہ مذہب و سائنس کو اس مجموعے میں داخل نہ فرمائیں لیکن آپ نہ مانے تعجب ہے کہ یہ مقدمہ آپ کو پسند ہے اصل یہ ہے کہ یہ میرے نوٹ تھے جو میں نے مقدمے کے لئے تیار کئے تھے ظفر علی خاں صاحب کو آپ جانتے ہیں ان کی طبیعت میں جلد بازی ہے وہ آئے اور لے کر چل دیئے اس کے بعد دفعتہ" ان کا یہاں سے جانا ہوا۔ میں نے بہت کہا کہ اسے واپس کردو تو میں اصل مقدمہ جو لکھنا چاہتا ہوں لکھ دوں گا مگر انہوں نے کاغذات واپس نہ کئے اور یہ خیال کیا کہ شاید میں نہ لکھوں یا کاغذات تلف کر دوں اور آخر یہی چھپ گئے۔ مجھے یہ مقدمہ اس لئے بھی پسند نہیں کہ اگر میں اب لکھتا تو وہ کچھ اور ہوتا۔ یہ وجوہ تھے کہ میں چاہتا تھا کہ یہ مقدمہ اس مجموعے میں شائع نہ ہو۔ مگر اب آپ کو روک بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ شائع ہو چکا ہے لیکن اگر کبھی مجھے ان مقدمات کے چھاپنے کی توفیق ہوتی تو میں اسے کبھی شامل نہ کرتا۔ بہرحال اب آپ کی جو رائے ہو۔ میں دیکھ کر بھیجے دیتا ہوں۔

مقدمہ کلام میر کو میں از سر نو لکھنے والا ہوں۔ اس میں کچھ تغیرو تبدل کی ضرورت ہے اس زمانے میں میں نے ایک اور مقدمہ لکھا ہے جو فرہنگ اصطلاحات علمیہ پر ہے یہ کتاب انجمن کے طرف سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے میں چاہتا تھا کوئی اور صاحب لکھ دیتے۔ ایک صاحب نے وعدہ بھی کیا تھا۔ وقت گزرتا چلا گیا اور وعدہ وفا نہ ہوا جب دو روز رہ گئے تو ناچار میں نے خود لکھا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ اس کتاب کی کچھ جلدیں جشن جوبلی علی گڑھ میں لے جاؤں۔ فورا" لکھا اور چھپوایا۔ راتوں رات کچھ کتابوں کی جلدیں بنوائیں اور جوبلی میں ساتھ لے گیا۔ آپ فرمائیں تو کتاب بھیج دوں۔ اسے ملاحظہ فرمالیجئے اگر مناسب خیال فرمائیں تو شریک کردیجئے۔

کیوں صاحب آپ نے ٹکٹ پھر بھیجے۔ آخر آپ مجھے کیوں بار بار نادم کرتے ہیں۔ آپ بھیجتے رہیں گے اور میں واپس کرتا رہوں گا۔ اس سے نتیجہ؟

مولانا شروانی کے عزم حج کی اطلاع سے مجھے بھی کھٹکا ہوا تھا کہ اب مقدمے کا خدا حافظ لیکن ان کے خط سے جس کی نقل آپ نے بھیجی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ضرور لکھیں گے لیکن یہ بھی آپ سے کہے دیتا ہوں کہ وہ بہت دیر لگائیں

گے۔

تعجب ہے کہ مقدمہ تمدن ہند آپ کو اب تک نہیں ملا۔ اڈیٹر "الناظر" کے پاس ضرور ہو گا۔ ان کے پاس اپنے رسالے کی تمام جلدیں مکمل موجود ہیں وہ چند روز کے لئے مستعار دے سکتے ہیں یا نقل کروا کر بھیج سکتے ہیں۔ میں ہاشمی صاحب کو لکھتا ہوں کہ وہ پھر لکھیں اور تاکید کر کے منگوالیں

آپ عطیہ بیگم کے خطوط سے متردد نہ ہوں۔ اس سے مولانا شبلی کی کچھ منقصت نہیں ہوتی۔ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ نرے خشک ملا یا مولوی ہی نہ تھے بلکہ لطیف انسانی جذبات بھی رکھتے تھے وہ شاعر تھے اور عاشق مزاج بھی تھے اور یہ انسان کے لئے عیب نہیں بلکہ خوبی ہے اس سے ان کی وقعت اور بڑھنی چاہیے لوگوں کے سمجھنے اور بدگمانی کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ رائیں فوری ہوتی ہیں صحیح فیصلہ زمانے کے ہاتھ ہے۔

مقدمات کے متعلق ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اعظم الکلام اور تمدن ہند کے مقدموں میں ایک حصہ مصنفین کے ذاتی حالات کا ہے یہ حصہ زیادہ قابل قدر ہے کیونکہ ان دونوں کے حالات اس نہج سے کہیں نہیں ملیں گے اور ان کے کاموں کو سمجھنے کے لئے ان کا ہونا ضروری ہے بعض صاحبوں نے ان حالات کی بہت قدر کی تھی کیونکہ وہ اس طرح لکھے گئے ہیں کہ ان مصنفین کی سیرت کے پڑھنے والوں کو صحیح اندازہ ہو جاتا ہے اگر آپ نامناسب نہ خیال کریں تو یہ حصہ بھی ضرور شریک کر دیجئے ورنہ جو آپ کی رائے ہو مجھے کوئی اصرار نہیں۔ اس کتاب کی ترتیب وغیرہ آپ کی رائے اور ذوق پر موقوف ہے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۲)

بنجارہ روڈ حیدر آباد دکن

۱۲ر مارچ ۱۹۳۲ء

شفیق مکرم زاد لطفہ، تسلیم

دو تین روز ہوئے مجھے مکتبہ ابراہیمیہ سے مقدمات کا اول حصہ وصول ہوا میں نے آپ کا دیباچہ اور شروانی صاحب کا مقدمہ پڑھا۔ آپ صاحبوں نے میری بابت جو الفاظ تحریر فرمائے ہیں میں اس کا ہرگز مستحق نہیں ہوں میں ایک معمولی مزدور ہوں لیکن آپ نے اپنی عنایت سے مجھے معمار بنا دیا ہے۔ یہ میں انکساری سے نہیں کہتا بلکہ امر واقعی ہے۔ ایسی حالت میں میں حیران ہوں کہ شکر کروں یا شکایت یہ محض آپ کی کریم النفسی اور مروت ہے جو آپ میری نسبت ایسا حسن ظن رکھتے ہیں ورنہ میں اپنی اور اپنے مقدمات کی حقیقت سے خوب واقف ہوں۔ میرے شان و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔ کہ یہ مقدمات

کبھی اس طرح کتاب کی صورت میں شائع ہوں گے۔ یہ صرف آپ کی قدر دانی ہے جس کی بدولت انہیں یہ دن نصیب ہوا
میں آج کل بہت مصروف ہوں۔ علاوہ دوسرے کاموں کے لغات کا کام ایسا کٹھن ہے کہ مجھے اس کا اندازہ نہ تھا۔ اگرچہ مدد کے لئے پورا سٹاف موجود ہے لیکن اس کی دشواریاں ایسی ہیں کہ بعض وقت ہمت جواب دے دیتی ہے وقت کم ہے اور کام بہت اس لئے میں گوشہ نشین ہو گیا ہوں اور گذشتہ غفلت کی تلافی کرنا چاہتا ہوں اور ایک ایک منٹ کو بڑی کفایت شعاری سے صرف کرتا ہوں۔

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

آپ کا ممنون

عبدالحق

ڈاکٹر محمد حسن کے نام

۷ر فروری ۱۹۵۵ء

مکرمی محمد حسن صاحب السلام علیکم!

آپ کا خط پہنچا۔ مقالہ جلال کی طباعت میں غیر معمولی تاخیر ہوئی جس کا مجھے افسوس ہے انجمن نے اس سال آپ اپنا مطبع قائم کرلیا ہے اس لئے اب کتابوں کی طباعت و اشاعت میں بہت آسانی ہو گئی ہے لہٰذا آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ماہ اپریل سے اس کی کتابت شروع کر دی جائے گی اور بہت جلد کتاب کی اشاعت ہو جائے گی۔ آپ اطمینان رکھیں۔

مخلص

عبدالحق

مرزا محمد رشید کے نام

۱۵ دسمبر ۱۹۵۱ء

مکرم و کرم فرما۔ السلام علیکم

"سیر افلاک" مبصر صاحب کی خدمت میں بغرض اظہار رائے بھیجی گئی تھی انہوں نے کتاب اپنی رائے کے ساتھ واپس بھیج دی ہے ان کی رائے کی نقل آپ کی اطلاع کے لئے بھیجتا ہوں۔

نمبر ۲[ا]--- میں اصطلاحات کے متعلق لکھا ہے۔ انجمن نے فلکیات کی اصطلاحات شائع کی ہیں اس کا نسخہ آپ کے ملاحظے کے لئے بھیجتا ہوں مجھے اتنی فرصت نہیں ہے کہ اصطلاحات کا مقابلہ کروں۔ آپ اس کے زیادہ اہل ہیں بہرحال اس رائے کے ملاحظے کے بعد جو ضروری ترمیم ہو وہ ہو سکتی ہے۔

عبدالحق

ا یہ خط اصل سے نقل کیا گیا ہے۔ نقل کرنے والے نے نمبر ۲ اور ۳ کے درمیان کے الفاظ چھوڑ دیئے ہیں۔ موجودہ صورت میں جملہ نامکمل نظر آتا ہے۔

محمد طفیل کے نام

(۱)

انجمن ترقی اردو

۲۷ر اکتوبر ۱۹۵۲ء

مکرم و کرم فرما! تسلیم

آپ کا خط کراچی سے ہوتا ہوا مجھے یہاں ملا۔ آپ کی شکایت بجا ہے لیکن جب آپ کے "نقوش" کے لئے پاکستان اور بھارت کے بہترین نقاش اور ادیب حاضر ہیں تو پھر آپ کو شکایت کا کیا موقع؟ آپ کو ایسے اچھے لکھنے والے مل گئے ہیں (یہ حسن اتفاق ہے یا آپ کی سعی) کہ میں ان کے مقابلے میں کوئی چیز ایسی نہیں پیش کر سکتا جو آپ کو پسند خاطر ہو۔ پھر میں چیونٹیوں بھرا کباب ہوں کام کا بار زیادہ تر مجھ پر آ پڑا ہے ایسی حالت میں کوئی ایسا مضمون لکھتا جو پڑھنے کے قابل ہو ممکن نہیں۔ مجھے انجمن کے رسالوں ہی کے لئے لکھنے کا وقت نہیں ملتا۔ آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ مجھ پر عنایت فرماتے ہیں اور مجھ سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ آپ ہی کی ہمت ہے کہ اس زمانے میں اتنا ضخیم اور اتنا اچھا رسالہ اس آب و تاب کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔

یہ رسالہ جو مجھے آپ نے بھیجا ہے فسانہ نمبر ہے۔ اگر گزشتہ نمبر ممکن ہو تو بھیج دیجئے جس میں علمی و ادبی مضامین ہیں تاکہ "قومی زبان" میں اس پر تبصرہ کر دیا جائے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۲)

۱۹۵۳ء

مکرمی محمد نقوش صاحب، سلمہ!

آپ نے مجھے "نقوش" کا نمبر عنایت فرمایا تھا۔ میں اسے دیکھ کر دنگ رہ گیا اور ہاتھ لگاتے ہوئے ڈرتا تھا اتنا ضخیم اور جحیم ——— رسالہ کیا پورا توپ خانہ ہے پھر مختلف اور متنوع مضامین سے بھرپور۔ لکھنے والوں میں ایک سے ایک بڑھیا باوجود ان تمام خوبیوں کے مجھے کبھی پورا پڑھنا نصیب نہ ہوا۔ باوجود شوق کے پورا نہیں پڑھ سکتا۔

حیرت ہے کہ آپ اتنے سارے اور اتنے اچھے مضمون کیوں کر لکھواتے اور انہیں مرتب کرتے اور چھاپتے اور شائع کرتے ہیں اور اس زمانے میں جب کہ ہر شے کی گرانی کے ساتھ کاغذ بھی گراں ہو گیا ہے۔

آپ کو اپنے صاحبزادے نقوش سلمہ کی پانچویں سالگرہ مبارک ہو۔ یہ ایسا خوب صورت ہونہار' موٹا تازہ' گبھرو سا ہے کہ دیکھے سے نظر لگتی ہے۔ خدا اس کو نظربد سے اور مجھے آپ کے تقاضوں سے بچائے۔

خیر طلب
عبدالحق

(۳)

۱۹۵۵ء

مکرمی محمد نقوش صاحب' سلمہ!

"نقوش" (شخصیات نمبر): یہ پوٹ کی پوٹ اکٹھے سات سو صفحے' خدا کی پناہ! اسے رسالہ کون مسخرہ کہتا ہے۔ یہ تو ابوالرسائل ہے۔ اس پر اظہار رائے آسان نہیں۔ اتنی ساری شخصیتیں اور ان پر مقالے' ایک طومار ہے یہ نمبر دراصل قاموس شخصیات ہے جو مدتوں یادگار رہے گا اور لوگ حوالے اور استناد کے لئے اسے ڈھونڈا کریں گے۔

آپ کا ہر نمبر کسی خاص موضوع پر ہوتا ہے اور یہ آپ کا کمال ہے کہ ہر موضوع پر اچھے لکھنے والے آپ کو مل جاتے ہیں مگر تازہ شخصیات نمبر سب پر بازی لے گیا ---- اب صرف[1] ایک شخصیت رہ گئی ہے جو عجیب و غریب ہے۔ اس کا لکھنے والا ایک نہیں ہو سکتا' کئی ہوں گے عجب نہیں کسی روز پورا نمبر آپ ہی کی شخصیت پر نکلے۔

خیر طلب
عبدالحق

---

(۱) مولوی عبدالحق کے قلم سے نکلے ہوئے ان الفاظ نے حقیقت کا روپ دھارا اور محمد طفیل کی وفات (۱۹۸۶ء) کے بعد "نقوش" کا محمد طفیل نمبر (دو جلدوں میں) بڑے اہتمام سے شائع ہوا۔

پروفیسر محمد مسلم کے نام

(۱)

اورنگ آباد دکن

۱۵ر مارچ ۱۹۲۲ء

مکرمی و معظمی!

تسلیم - آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ ممنون فرمایا۔ آپ ضرور اپنا مجموعہ روانہ فرما دیں۔ ہم لوگ یہاں اسے دیکھ کر اپنی رائے عرض کر دیں گے۔ یقین ہے کہ اس سے ہمیں بہت کچھ مدد ملے گی۔

رسالہ جامعہ پر اپریل کے نمبر میں ریویو شائع ہو گا۔ تنقید شعرالعجم پر آپ بلا تکلف رائے زنی فرما سکتے ہیں اس سے مقصد تحقیق ہے نہ کہ نزاع۔ یہ خط میں جلدی میں صرف آپ کے خط کی رسید میں لکھ رہا ہوں۔ اردو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرے گا۔

عبدالحق

(۲)

اورنگ آباد دکن

۲۵ر فروری ۱۹۲۳ء

مکرمی!

تسلیم - آپ کا عنایت نامہ پہنچا جس کا ممنون ہوں میں حیدر آباد سے پرسوں ہی واپس آیا ہوں اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی جس کی معافی چاہتا ہوں۔

افسوس ہے کہ آپ کا خط وقت پر نہ پہنچا ورنہ جو اصلاحیں آپ نے پیش فرمائی ہیں وہ میں مجلس اصطلاحات میں پیش کر دیتا۔ میرا ارادہ شروع اپریل میں ایک اور مجلس انعقاد کرنے کا ہے اگر اس وقت تک آپ اپنی اصطلاحات کا مجموعہ مرتب فرما لیں تو بہت اچھا ہو تاکہ ہم سب مل کر اس پر غور کر لیں اور اس کے بعد اشاعت کا انتظام کیا جائے۔

علم کیمیا کی اصطلاحات پر ایک مدت سے بحث چلی آ رہی تھی میں اس پر مصر تھا کہ ان کا ترجمہ بھی اردو میں کیا جائے۔ چنانچہ مجلس نے بالآخر اس سے اتفاق کیا لیکن میرے حیدر آباد سے چلے آنے کے بعد بعض صاحبوں کی کوشش سے یہ فیصلہ منسوخ ہو گیا اور یہ طے پایا کہ کیمسٹری میں بجنسہ انگریزی اصطلاحات استعمال کی جائیں۔ اور اس لئے کیمیاوی اصطلاحات وضع نہ ہو سکیں۔

میں آپ کو اپریل کی مجلس کے انعقاد سے اطلاع دوں گا۔ یہ مجلس غالباً اپریل کے ابتدا میں ہوگی مناسب ہو گا کہ آپ بھی اورنگ آباد چند روز کے لئے تشریف لے آئیں۔ دوسرے اصحاب بھی یہاں آنے کے لئے آمادہ ہیں اگرچہ آپ کو زحمت ہو گی لیکن ایک بہت بڑا مسئلہ طے ہو جائے گا۔

منطق کی اصطلاحات کے متعلق میں آپ سے بالکل متفق ہوں اور اس مسئلہ کو بھی اسی کمیٹی میں پیش کروں گا۔ ذاکر حسین صاحب کے متعلق مجھے اب تک اطلاع نہ ملی کہ وہ جرمنی چلے گئے ہیں براہ کرم ان کے پتہ سے مطلع فرمایئے۔ مجھے ان سے کچھ کام لینا ہے۔

درسی ریڈروں کے متعلق میں نے ایک مفصل اور مبسوط تحریر گذشتہ مئی وار جیلنگ سے ذاکر حسین صاحب کے نام بھیجی تھی معلوم نہیں وہ کیا ہوئی۔ افسوس کہ میرے پاس اس کا مسودہ بھی نہیں۔ آپ دریافت تو فرمائیں کہ وہ کہاں ہیں۔

نیاز مند

عبدالحق

محمد ملیباری ایم اے کے نام

کراچی

۳۰ جنوری ۴۹ء

عزیز من سلمہ! میں کل کراچی پہنچا تو تمہارا خط ملا۔ مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ تم خیروعافیت سے ہو۔ فینسی صاحب کی خیریت مجھے ایک اور ذریعہ سے معلوم ہو گئی تھی لیکن اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ محمد ابراہیم صاحب اور منشی محمد علی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اس کا مجھے افسوس اور صدمہ ہوا۔ اب ان کا کیا حال ہے اور کہاں ہیں اگر کچھ معلوم ہو تو لکھو۔ فینسی صاحب کو میں نے ایک خط بمبئی سے لکھا تھا پہنچا ہو گا۔ ان سے بھی میں نے دریافت کیا ہے۔

تم تو اب اچھی خاصی اردو لکھنے لگے ہو اور پہلے جیسی غلطیاں کرتے تھے اب نہیں کرتے۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں نے جیسے مسٹر جناح سے کہا تھا کہ اب آپ کی اردو تانگے والے کی اردو نہیں ہے۔ اسی طرح اب میں تم سے کہتا ہوں کہ تمہاری اردو ایسی نہیں۔ تم نے ترقی کی ہے لکھتے رہو۔ لکھنے ہی سے لکھنا آتا ہے۔ فینسی صاحب کو میرا سلام کہنا۔

خیر طلب

عبدالحق

مولوی محمود احمد عباسی کے نام

(۱)

اردو روڈ کراچی۔ ۱

۱۴ جنوری ۱۹۵۵ء

مکرمی عباسی صاحب لطفہ ' السلام علیکم!

آپ کا رجسٹر خط مجھے پہنچ گیا تھا بہت نادم ہوں کہ اتنی تاخیر سے جواب لکھ رہا ہوں وجہ یہ ہے کہ میں زمانے میں بے حد مصروف رہا۔ اور اب بھی مصروفیت کچھ کم نہیں ہوئی۔ یوں بھی آج کل کام کے لئے وقت بہت کم ملتا ہے آپ کو معلوم ہے رات کے وقت کام کرنا بالکل ترک کر چکا ہوں۔ جاڑوں کے دن بہت چھوٹے ہوتے ہیں اس پر ڈاکٹر نے مسلسل کام کرنے سے منع کیا ہے اس طرح پانچ گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں ملتا۔ ہفتے میں تین دن اصطلاحات کی کمیٹیاں ہوتی ہیں یہ ساڑھے چار پانچ بجے سے ہوتی ہیں اور سات بجے تک رہتی ہیں ان کی وجہ سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹا اور کام کرنا پڑتا ہے یہ وجوہ ہیں کہ آپ کی کتاب اب تک نہیں پڑھ سکا۔

بعض نہایت مخصوص کام جن کا مجھ پر بہت بار ہے پندرہ سولہ جنوری تک ختم ہو جائیں گے اس وقت مجھے اتنا وقت مل جائے گا کہ آپ کی کتاب مطالعہ کر سکوں اور اردو لغت کی نظرثانی شروع کر دوں جس کے متعلق آپ بار بار تاکید کر چکے ہیں امید ہے کہ اگر کوئی ناگزیر واقعہ پیش نہ آیا تو اس کا کچھ حصہ اپریل یا مئی کے مہینے میں چھپنے کے لئے دے دیا جائے گا۔

خیر طلب عبدالحق

(۲)

۱۳ نومبر ۱۹۵۸ء

اجی عباسی صاحب! آپ کہاں ہیں اب کے آپ بہت دن غائب رہے کیا معاملہ ہے کیا "امیرالمومنین" کی خدمت میں اس قدر مصروف ہیں ہم سب کو بھول گئے۔ اللہ اللہ! یہ انہماک اور یہ والہانہ عقیدت۔ غرض آپ نے دنیا اور آخرت میں اپنی جگہ بنالی وہاں جنت ملے گی اور یہاں حیات جاودانی۔ خیر اگر مصروفیت کا یہ حال ہے تو کم سے کم ایک کارڈ ہی لکھ کر اپنی خیریت سے اطلاع کر دیا کیجئے۔

آپ نے پچھلی سردیوں میں مجھے ایک ٹوپی بنوا دی تھی آپ کو معلوم ہے کہ ہماری پڑوسن چیل ایک روز جھپٹا مار کر میرے سر سے لے گئی۔ اب سردی کی شروعات ہے ابھی سے چھینکیں آنے لگی ہیں ہر چھینک پر بجائے الحمدللہ کے آپ کا نام زبان پر آجاتا ہے مہربانی فرما کر ویسی ہی ایک ٹوپی پھر بنوا دیجئے آپ کا یہ احسان میرے سر پر رہے گا۔

خیر طلب عبدالحق

حافظ محمود شیرانی کے نام

(۱)

کیمپ کنگا کھیڑ

۲۶ر نومبر ۲۱ء

جناب مکرم و معظم بندہ۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں نہایت خوشی سے آپ کو یہ اطلاع دیتا ہوں کہ آپ کے مضامین نہایت وقعت اور قبولیت کی نظر سے دیکھے گئے ہیں۔ خصوصاً" ہجو محمود کا مضمون اس کے متعلق متعدد خطوط میرے پاس پہنچے۔ مولوی حبیب الرحمان خان صاحب شیروانی نے لکھا ہے کہ لکھنے والے کے ہاتھ چوم لینے چاہئیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کی کاوش و جستجو اور تنقید ہر طرح قابل تحسین اور لائق قدر ہے یہ مضامین اردو زبان میں بالکل نئے ہیں اور جو ڈھنگ آپ نے تنقید کا اختیار فرمایا ہے اس سے ہمارے ہاں کے انشا پرداز اور ادیب بالکل ناواقف ہیں۔

آپ کے ارشاد کے مطابق میں یوسف زلیخائے فردوسی کا مضمون واپس بھیجتا ہوں میرا ارادہ بھی اس مرتبہ طبع کرنے کا نہ تھا کیونکہ یہ مضمون کسی قدر دیر میں پہنچا اور میں چاہتا تھا کہ اسے سب سے اول جگہ دوں۔ اس لئے بھی اب آپ اس پر نظر ثانی فرما کر اوائل یا وسط جنوری تک واپس فرما دیں تاکہ اپریل کے نمبر میں شائع ہو سکے۔ میں نے سرسری طور پر اسے دیکھا میری سمجھ میں آپ نے جو استدلال کیا ہے وہ اس امر کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے کہ یہ کتاب فردوسی کی تصنیف نہیں ہے۔ اس میں آپ نے اصول تنقید سے بڑی خوبی اور دیانت کے ساتھ کام لیا ہے اور اندرونی شہادت جو بہم پہنچائی ہے وہ اس ثبوت کے لئے کافی معلوم ہوتی ہے۔ کم سے کم مجھے اس کے پڑھنے کے بعد مطلق شبہہ نہیں رہا افسوس ہے کہ آپ کو ضروری کتابیں دستیاب نہیں ہوئیں۔ یہ ہمارے ملک کی بڑی بد قسمتی ہے کہ کوئی کتب خانہ ایسا نہیں ہے جہاں آدمی بیٹھ کر تحقیق و تنقید کا کام کر سکے۔

بہر حال مضمون بذریعہ رجسٹری واپس ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ اکتوبر کا پرچہ آپ کی خدمت میں نہیں پہنچا میں نے آج ہی دفتر کو کہا ہے کہ پرچہ دوبارہ آپ کی خدمت میں روانہ کیا جائے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۲)

اورنگ آباد دکن

یکم اکتوبر ۲۲ء

مخدومی و مکرمی زاد لطفہ۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے صدمہ اس لئے ہے کہ آپ ہاتھ سے نکل گئے۔ حیدر آباد آجاتے تو مجھے اور دوسروں کو آپ کی صحبت سے مستفید ہونے کا موقع ملتا۔ افسوس ہے کہ آپ کی قدر نہ کی۔ اس میں زیادہ تر انہیں کا نقصان ہے خیر پھر دیکھا جائے گا۔

میرا مطلب یہ نہ تھا کہ آپ فوراً" فردوسی والا مضمون بھیج دیں۔ اگر اس میں کسی اضافہ کی ضرورت تھی تو آپ بعد میں بھیج سکتے تھے۔ مجھے یکم نومبر تک مل جاتا تو کافی تھا۔ میں نے محض احتیاط کی غرض سے لکھ دیا تھا۔

داغ پر بے شک ایک کتاب لکھی گئی تھی۔ اس کے مولف احسن مار ہروی ہیں میں ضرور تلاش کرکے بھجوا دوں گا۔ امیرمینائی کے متعلق بھی تلاش کروں گا۔ ان حضرات (شرر وغیرہ) کے متعلق جو جو امور آپ دریافت کرنا چاہتے ہیں وہ لکھ بھیجئے۔ مجھے جو معلوم ہے وہ نیز دوسرے صاحبوں سے جو معلوم ہو سکے گا میں ضرور آپ کی خدمت میں لکھ بھیجوں گا۔

ابن یمین ضرور آپ کے لئے مستعار لاؤں گا۔ آج حیدر آباد جا رہا ہوں۔ واپس آتے وقت لیتا آؤں گا اور آپ کی خدمت میں روانہ کردوں گا۔

نیاز مند

عبدالحق

ابوالمکارم صاحب سے میں واقف نہیں ہوں یہ نئے نئے نام رکھ کر سامنے آتے ہیں میرے پاس بھی ان کا خط آیا تھا جس طرح حید آباد کی کسی چیز کا اعتبار نہیں اسی طرح اسے بھی سمجھ لیجئے پہلے آپ ایک دو نمبر دیکھ لیجئے اس کے بعد آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ پرچہ کس درجہ کا ہے۔

(۳)

اورنگ آباد دکن

۴ر فروری ۲۵ء

شفیق مکرم۔ تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا جسے پڑھ کر بے حد افسوس اور رنج ہوا۔ مسلمانوں کے سب کام ایسے ہی ہوتے ہیں جن حالات کا آپ نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے وہ بہت افسوس ناک ہیں اور ایسی صورت میں آپ کا وہاں رہنا دشوار ہے۔ یہاں جو اردو کی اسسٹنٹ پروفیسری کی خدمت تھی اس کا کچھ فیصلہ نہیں ہوا اور نہ شاید ہو۔ یہاں بھی آخر مسلمان ہیں اور ایسے مسلمان ہیں کہ جن کی نظیر تمام عالم میں نہیں۔

آپ کی شاہ نامہ والی اسکیم میں نے تیار کی تھی۔ لیکن عجیب اتفاق ہوا کہ اس کے بعد ہی سے حضور نظام کے دماغ میں تخفیف کا خیال پیدا ہوا جس کی حالت جنون کی سی ہو گئی۔ یہ مایناکم ہو تو آپ کی اسکیم کے لئے کوئی صورت نکالوں۔ جدید احکام کی لپیٹ میں بھی آگیا ہوں اور میری تنخواہ وغیرہ میں چار سو کی کمی ہو گئی ہے یہ جنون کسی قدر کم ہے لیکن پوری طرح رفع نہیں ہوا۔ میں انتظار میں ہوں کہ چند دن اور گزر جائیں اور مزاج اعتدال پر آجائے تو اسے چھیڑوں۔

مہربانی کرکے اپنے حالات سے جلد جلد اطلاع دیتے رہئے۔ آج کی ڈاک سے بذریعہ بیمہ پانچ کتابیں بھیجتا ہوں۔

وصیت نامہ اور جوار الذات (یہ دونوں کتب خانہ آصفیہ کی ہیں) اور احوال ابن یمین مطبوعہ ایران دیوان عطار اور دیوان ابن یمین (قلمی) مستعار۔

براہ کرم رسید سے فوراً" مطلع کیجئے۔ اور بعد فراغ احتیاط سے واپس فرما دیجئے۔

داؤد سلمہ کو میری طرف سے سلام و دعا پہنچے۔

عبدالحق

(۴)

بتوسط نواب منظور جنگ بہادر
حبشی گوڑہ۔ حیدر آباد دکن
۴ر نومبر ۱۹۴۲ء

حضرت تسلیم عرض کر رہا ہوں۔ آپ دفتر کو خط لکھتے ہیں مگر مجھے سلام و پیام سے محروم رکھتے ہیں۔ یہ آپ نے کیا وتیرہ اختیار کیا ہے۔ آپ کی وضع داری (سے) بہت بعید ہے۔ پروفیسر، شمس العلماء عبدالغنی کی کتاب پر ضرور تبصرہ تحریر فرمایئے۔ بہت ممنون ہوں گا۔ اردو میں سب سے پہلے اسے جگہ دی جائے گی۔ آپ کی صحت (کا) کیا حال ہے۔ داؤد کیسے ہیں۔ سب حال تفصیل سے لکھئے۔ جوامع الحکایات کا کام ختم ہو گیا ہو گا۔ اسے بھی دیکھ لیجئے۔

میں یہاں بری طرح پھنسا ہوا ہوں۔ رہتے رہتے بیزار ہو گیا ہوں۔ کیا کروں مجبور ہوں خدا خدا کرکے انجمن کی دوامی امداد کا مسئلہ یونیورسٹی کونسل اور باب حکومت سے منظور ہو گیا۔ اب عرضداشت اعلیٰ حضرت کی منظوری کے لئے جائے گی اس کا انتظار ہے صرف آنکھوں کی سوئیاں باقی رہ گئی ہیں۔ یہ مرحلہ طے ہو جائے تو دہلی جاؤں اور اس مخمصے سے چھٹکارا نصیب ہو۔ غالباً" دس بارہ روز اور لگیں گے۔ آپ بھی دہلی آنے کے لئے تیار رہئے آپ کی زیارت کو دل ترسنے لگا ہے۔

نیاز مند
عبدالحق

اس عرصے میں دو تین دن کے لئے پونا بھی گیا تھا۔ آپ کے ڈاکٹر[ا] بڑا مزے میں ہیں اور بہت خوش ہیں ایک اور "ری

ا؎ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی مراد ہیں۔ اس زمانہ ان دنوں دکن کالج پونا میں پروفیسر تھے۔

سرچ" غالباً" اردو میں شائع ہو گی مع بلاکس کے۔

دو ہفتے اورنگ آباد بھی رہ آیا۔ اورنگ آباد والوں نے ایک ہزار روپیہ انجمن کو پیش کیا۔

(۵)

۱۔دریا گنج دہلی

۹ر مئی ۱۹۴۳ء

حضرت خربوزوں کا پارسل پہنچا۔ کن الفاظ میں شکریہ ادا کروں۔ آپ نے گھر بیٹھے یہ نعمت پہنچا دی۔ میرا خط پہنچا ہو گا۔ ہم تو خود وہاں آکر خربوزے کھانا چاہتے تھے۔ انشاء اللہ ضرور آئیں گے۔

ایک لطیفہ یہ ہوا کہ آپ نے خط صلاح الدین کے نام لکھا تھا اس ڈر سے کہ شاید میں دلی میں نہ ہوں۔ مگر بات الٹی ہوئی صلاح الدین لاہور میں ہیں اور میں یہاں ہوں۔ خط پر صلاح الدین کا نام دیکھا تو الگ رکھ دیا کہ جب آئیں گے تو لے لیں گے اتفاق سے لفافے کے کونے پر نظر پڑی تو اسم مبارک لکھا ہوا تھا۔ خط کھولا تو اس میں سے بلٹی نکلی۔ اسی وقت آدمی بھیج کر پارسل منگوایا۔ خربوزے اچھی حالت میں پہنچے۔ دوبارہ اور سہ بارہ شکریہ۔ اب انشاء اللہ وہیں باتیں ہوں گی حضرت مولانا محمود الحسن خان صاحب کی خدمت میں بہت بہت سلام

نیاز مند

عبدالحق

(۶)

۱۔ دریا گنج، دہلی

۲۶ر جولائی ۱۹۴۳ء

محسن و شفیق من ۔ تسلیم

گرامی نامہ پہنچا۔ مجھے اس سے نہایت خوشی ہوئی کہ اب آپ کا مزاج رو بصحت ہے۔ کچھ سمجھ ہی نہ آیا داؤد کہاں چل دیے یہاں تو اب تک نہیں آئے۔ آئیں گے تو بدایونی کے متعلق ان سے گفتگو کر لوں گا۔

ڈاکٹر اعظم (یعنی ڈاکٹر برا رحمتہ اللہ علیہ) کا عنایت نامہ اہمال شمامہ آیا تھا آپ کے مضمون کی بے حد تعریف لکھی تھی اس کے بعد ڈیڑھ صفحہ کا اور مضمون تھا جس کا سر پیر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ غالباً" صنعت مہمل میں ہو گا۔ آپ ہوتے تو سمجھاتے۔ فی زمانہ آپ ہی ان کے رمزشناس ہیں ہم لوگوں نے اگرچہ ان کی صحبت سے بہت کچھ فیض پایا لیکن ان کی تحریر سمجھنے کی صلاحیت پھر بھی حاصل نہ ہوئی۔

نیاز مند

عبدالحق

(۷)

۱۔ دریا گنج، دہلی

۷ر مارچ ۱۹۴۴ء

مخدومی و شفیقی زاد لطفہ۔ تسلیم

عنایت نامہ ڈار صاحب کا مضمون اور خالق باری کا مسودہ وصول ہوا۔ بہت شکر گزار ہوں جب ڈار صاحب کا مضمون آپ کی نظر میں قابل اشاعت ہے تو ضرور شائع کر دیا جائے گا۔

داؤد نے (آپ کے داؤد نہیں اقبال کے داؤد نے) لکھا تھا کہ آپ لاہور آنے والے ہیں۔ اور وہ خود آپ کو لاہور لے کر آئیں گے۔ میں نے لکھا کہ جب لاہور تشریف لائیں تو مجھے ضرور اطلاع کرنا تاکہ وہاں پہنچ کر میں بھی لطف صحبت حاصل کروں۔

کتابوں کی طبع و اشاعت کا کام میں نے سید ہاشمی صاحب کو تفویض کر رکھا ہے۔ تعجب ہے کہ ڈاکٹر اقبال کا انتساب کیسے رہ گیا۔ وہ آئیں تو دریافت کروں گا اور اگر اب بھی ممکن ہوا تو ان سے کہوں گا کہ چھاپ کر شامل کر دیں۔

خدا کرے فالیز کی حالت آخر تک اچھی رہے۔ اس طرف ان دنوں برابر بارش ہوتی رہی۔ اس سے اندیشہ تھا کہ خربوزوں کو نقصان پہنچا ہو گا۔ غالباً ٹونک میں زیادہ بارش نہیں ہوئی۔

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ انہوں نے دمہ کا ایک مجرب نسخہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کیا آپ نے اسے استعمال کیا؟ کچھ فائدہ بھی ہوا؟

داؤد سلمہ کو میرا بہت بہت سلام پہنچے۔ امید ہے مقدمہ لکھ لیا ہو گا۔ عوفی کی کتاب تو میں نے انہیں ناگ پور میں دے دی تھی۔

نیاز مند عبدالحق

دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ کے مقالوں کے پروف ڈاکٹر اقبال صاحب نے دیکھے تھے اور بعد تصحیح پروف مفید عام پریس کو (جہاں کتاب چھپی ہے) دی دیئے۔ حضرت نے یہ کام کو کذا۔ تو؟ کر دیا مگر انتساب جو ان کے نام تھا وہ نکال دیا۔ یہاں کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔ اس کی باز پرس آپ انہیں سے کیجئے۔

مولوی محمود علی خان کے نام

۲۰ فروری ۱۹۵۴ء

مکرمی مولوی محمود علی خاں صاحب! السلام علیکم

آپ کا معاملہ ادبی مجلس میں پیش کیا گیا۔ مجلس کی رائے میں جدید ترکی لغت کے ساتھ چغتائی (عثمانی) لغت ہونا ضروری ہے کیونکہ اردو فارسی ادب میں اسی کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اس لئے اس کا ہونا زیادہ ضروری ہے انگریزی میں ایک لغت ترکی سے انگریزی اور انگریزی سے ترکی میں ہے جس کا مصنف RED HOUSE ہے کتاب کا نام ہے RED HOUSES TURKISH DICTIONERY اور کسی ڈکشنری سے میں واقف نہیں۔ دریافت کروں گا۔

الفخری کے متعلق یہ طے ہوا کہ آپ ترجمے کا مسودہ بھیج دیں اس کے دیکھنے کے بعد باقی امور کا فیصلہ ہو جائے گا۔ جدید ترکی الفاظ کے تلفظ لکھنے کی ضرورت اس لئے معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ رومن حروف سے واقف نہیں وہ اس سے مستفید ہو سکیں گے۔

عبدالحق

مختار الدین احمد کے نام

ظفر منزل شاہ گنج پٹنہ

انجمن ترقی اردو (ہند)

۱۔ دریا گنج دہلی ۲۴ جون ۴۳ء

مکرمی -- تسلیم!

آپ کا خط اور اس کے ساتھ ولی کا غیر مطبوعہ کلام کے کچھ اوراق وصول ہوئے۔ ولی کا بہت سا کلام غیر مطبوعہ ہے میرے پاس تقریباً" دس نسخے قلمی موجود ہیں۔ نیز متعدد بیاضیں ہیں جن میں ولی کا ایسا کلام موجود ہے جو طبع نہیں ہوا۔ فرصت سے اس کو جمع کرنے کی ضرورت ہے کچھ غزلیں ایک صاحب نے (کئی سال ہوئے) رسالہ ہندوستانی (الہ آباد) میں طبع کرائی تھیں۔ کیا آپ کی نظر سے وہ کلام گزرا ہے اسے بھی دیکھ کر مقابلہ کر لینا چاہیے۔

خیر طلب عبدالحق

سید مسعود حسن رضوی کے نام

(۱)

اورنگ آباد دکن

۱۲ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

مکرمی و معظمی۔ تسلیم

میں نے ایک خط حیدر آباد سے آپ کی خدمت میں لکھا تھا۔ غالباً پہنچا ہو گا۔ وہاں سے آنے کے بعد آپ کا ایک عنایت نامہ پہنچا۔

میں انجمن کی طرف سے نہایت خوشی کے ساتھ آپ کی کتاب[۱] چھاپنے کے لئے تیار ہوں اور جو شرط آپ نے ۲۵ فیصدی رائلٹی کی (بعد وضع اخراجات) تحریر فرمائی ہے وہ بھی مجھے منظور ہے مگر اس کا وعدہ نہیں کر سکتا کہ دسمبر سے پہلے چھپ کر شائع ہو جائے گی کیونکہ متعدد کام اس وقت زیر طبع ہیں۔ تاہم کوشش کروں گا کہ دسمبر تک چھپ جائے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۲)

اورنگ آباد

۱۴ر نومبر (غالباً ۱۹۲۶ء)

مکرمی و معظمی۔ تسلیم

میں بہت نادم ہوں کہ آپ کے خط کا جواب اب تک نہ لکھ سکا کچھ تو میں حیدر آباد میں رہا اور وہاں سے آنے کے بعد کالج کے سالانہ جلسے کے انتظام میں مصروف ہو گیا۔

آپ نے ۲۵ فیصدی رائلٹی کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے مجھے اتفاق ہے اس کا البتہ مجھے افسوس ہے کہ آپ ٹائپ کو پسند نہیں فرماتے۔ آپ ہی صاحبوں سے تو یہ توقع ہے کہ اس کے رواج کی کوشش کریں گے اور جب آپ کی طرف سے یہ خیال ظاہر ہوتا ہے تو کسی قدر مایوسی ہوتی ہے۔ اب لوگ رفتہ رفتہ ٹائپ پسند کرنے لگے ہیں۔ حال ہی میں ایک صاحب نے ایک کتاب ہمارے مطبع میں ٹائپ میں چھپوائی ہے۔ آپ اسے ملاحظہ فرمائیں اگر وہ بھی ناپسند ہو تو پھر آپ کو اختیار ہے لکھنؤ ہی میں چھپوا لیجئے۔ کتاب الگ بھیجی جاتی ہے۔

نیاز مند عبدالحق

---

[۱] ہماری شاعری

(۳)

اورنگ آباد

۶ر (دسمبر ۲۷ء) (جنوری ۲۷ء)

مکرمی و معظمی۔ تسلیم

میں پرسوں ہی واپس آیا ہوں۔ آپ کا عنایت نامہ ملا۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ آپ کو اب تک جواب نہیں ملا۔ میں حیدر آباد بلا لیا گیا تھا۔ وہاں سے آکر صرف ایک روز اورنگ آباد میں رہا۔ میں نے آپ کے خط کا جواب صدیق حسن صاحب کو لکھا دیا تھا اور انہیں تاکید کر دی تھی کہ جواب کے ساتھ ایک سو روپیہ آپ کو بھیج دیں۔ معلوم ہوتا ہے وہ بھول گئے اور مولانا شرر کی علالت کی وجہ سے پریشان رہے اور اس کے بعد لکھنؤ چلے گئے۔ میں بھی لکھنؤ گیا تھا۔ صبح کو گیا اور شام کو چلا آیا۔ کسی سے ملنے کا موقع بھی نہیں ملا۔ اب آپ کے استفسارات (کا) جواب عرض ہے:

۱۔ کتاب کی تقطیع وہی رکھی جائے جو انجمن کی کتابوں کی ہے۔ یعنی حقیقت اسلام کی تقطیع۔ یہ کتاب آپ کی خدمت میں پہنچ چکی ہے۔

۲۔ فی الحال پانسو چھپوائی جائے۔ مبلغ سوا سو روپے کا چیک مرسل ہے۔

۳۔ میری رائے میں اگر کاغذ وہی لگایا جائے جو حقیقت اسلام میں لگایا گیا ہے تو مناسب ہو گا۔

۴۔ مطبوعات انجمن میں اس کتاب کا نمبر میں دریافت کر کے لکھوں گا۔ آج جمعہ ہے اور دفتر بند ہے۔

۵۔ جلد پورے کپڑے کی ہونی چاہیے۔

۶۔ کاتب وغیرہ کے بل آپ کی تحریر پر ادا کر دیے جائیں گے۔

مجھے افسوس ہے کہ اس میں بلاوجہ تاخیر ہوئی جس کی معافی چاہتا ہوں۔

نیاز مند

عبدالحق

(۴)

ہاپوڑ

۱۱ر مارچ ۱۹۲۷ء

کرم گستر بندہ۔ تسلیم

آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ مارچ کے شروع میں آپ اپنا مضمون بھیج دیں گے۔ میں آج اورنگ آباد واپس جا رہا ہوں اگر آپ نے اب تک وہ مضمون نہ بھیجا ہو تو براہ کرم اب فوراً بھیج دیجئے۔ اپریل کا پرچہ چھپ رہا ہے اور آپ کے مضمون کا

انتظار ہے۔ امید ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے۔

نیاز مند
عبدالحق

(۵)

اورنگ آباد
۱۸ر ستمبر ۲۷ء

مکرم بندہ۔ تسلیم

آپ کے کاغذات مجھے حیدر آباد (میں) ملے اور آخری خط یہاں پہنچا۔ میں منتظر تھا کہ موقع پر آپ کے کاغذات پیش کروں۔ لیکن کونسل نے معاملہ ہی الٹ دیا یعنی سر محمد اقبال کا نام تجویز (کیا) ہے۔ یہ عجب حماقت کی تجویز ہے۔ مجھے امید نہیں کہ وہ منظور کریں۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ کیا صورت پیش آتی ہے۔ کونسل نے یہ بھی تجویز کی ہے کہ اگر اقبال منظور نہ کریں تو اشتہار دیا جائے اور درخواستیں طلب کی جائیں۔ اب یہ معاملہ کچھ دنوں کے لئے ملتوی ہو گیا ہے لہٰذا اس وقت کسی کاروائی کا موقع نہیں ملا۔

عبدالحق

(۶)

اورنگ آباد دکن
۳ر جون (غالباً ۱۹۲۸ء)

مکرم و معظم بندہ زاد لطفہ۔ تسلیم

آپ کے مضمون کا ایک حصہ نقل ہو کر آگیا ہے جو آج چھپنا شروع ہو گیا ہے اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آج ہی ایک خط ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب کا ڈھاکہ سے آیا جس میں انہوں نے حسن عابد صاحب جعفری کے حوالے سے یہ تحریر فرمایا ہے کہ "لکھنؤ میں ایک صاحب کے پاس میر تقی کے متعلق کافی مسالا موجود ہے اور مرحوم کی خود نوشت سوانح عمری اور وہ کتاب بھی موجود ہے جس میں انہوں نے اپنے شاگردوں کے واسطے شاعری کے متعلق ہدایات لکھی ہیں"۔ میر صاحب کی خود نوشت سوانح عمری مجھے مل گئی ہے اور طبع کے لئے اس کی صاف نقل بھی کروالی گئی ہے۔ ہفتے عشرے میں اس کی چھپائی شروع ہو جائے گی۔ باقی چیزیں میرے دیکھنے میں نہیں آئیں۔ غالباً آپ کو اس کی اطلاع ہو گی کہ یہ چیزیں لکھنؤ میں کن صاحب کے پاس ہیں۔ اگر قیمتاً یا مستعار مل جائیں تو میں آپ کا بے حد ممنون ہوں گا۔ آپ سے بڑھ کر نہ کوئی ان چیزوں کا قدرداں ہو سکتا ہے اور نہ ان کا پتہ لگا سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری اس درخواست کو قبول فرما

کر ان چیزوں کا سراغ لگانے کی کوشش فرمائیں گے اور مجھے اطلاع دیں گے۔ شاید اس کا پتہ عبدالروف صاحب عشرت سے چل جائے۔ اگر ان چیزوں کا پتہ لگ جائے تو کوشش فرمایئے کہ یا تو وہ قیمتاً" عنایت فرمائیں یا مستعار یا جو صورت و مناسب خیال کریں۔

اس زحمت کی معافی چاہتا ہوں۔

نیاز مند
عبدالحق

(۷)

اورنگ آباد دکن

۱۲ر جون (غالباً" ۱۹۲۸ء)

مکرمی و معظمی۔ تسلیم

میں چند روز کے لئے خلد آباد چلا گیا تھا۔ وہاں سے کل ہی واپس آیا۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ ذکر میر کا راز آپ نے اتنے دنوں کے بعد کھولا۔ اگر آپ مجھ سے لکھنؤ ہی میں فرما دیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ میں نے اس کی صاف نقل کروا کر صدیق حسن صاحب کو (جو) انجمن کے منیجر ہیں' دے دی تھی تاکہ اس کے طبع کا انتظام کر رکھیں۔ میں خلد آباد چلا گیا۔ آپ کے مضمون آنے میں دیر ہو گئی۔ دوسری جو دو کتابیں زیر طبع تھیں وہ ختم ہو گئی تھیں' انہوں نے اس خیال سے کہ مطبع کا کام بند نہ ہو جائے اسے چھپوانا شروع کر دیا۔ دو جز چھپ چکے ہیں' باقی ایک ہفتے میں چھپ جائے گی مقدمہ میں زمانہ رخصت میں پہلے ہی لکھ چکا تھا۔ اب جو آپ فرمائیں میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ مجھے شرکت عمل میں کوئی عذر نہیں۔ اگر آپ لکھنؤ میں یہ ذکر کر دیتے تو میں آپ کی تجویز کو بہت خوشی سے قبول کر لیتا اور ہماری شرکت (میں) یہ کتاب مرتب ہو کر چھپتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔

آپ کے مضمون (کا) دوسرا حصہ پہنچ گیا جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آئندہ بھی اردو پر آپ کی نظر عنایت رہے گی۔

میں کل حیدر آباد جا رہا ہوں۔

نیاز مند
عبدالحق

(۸)

اورنگ آباد

۲۷ر جون ۲۸ء

مکرم بندہ۔ تسلیم

مجھے ذکر میر کے متعلق آپ سے ایک بات دریافت کرنی ہے۔ میر صاحب والد کے انتقال کے بعد دہلی جاتے ہیں۔ خواجہ محمد باسط انہیں صمصام الدولہ کے پاس لے جاتے ہیں۔ صمصام انہیں دیکھ کر پوچھتے ہیں کہ "ایں پسر از کیست" خواجہ باسط جواب دیتے ہیں "از میر محمد علیست" براہ کرم اپنے نسخے میں دیکھ کر مطلع فرمایئے کہ کیا اس میں بھی میر محمد علی ہی لکھا ہے۔ مجھے اس میں کچھ شبہہ واقع ہوگیا ہے جواب جلد عنایت فرمایئے۔ ممنون ہوں گا۔

کتاب چھپ کر شائع ہوگئی ہے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۹)

اورنگ آباد

۱۲ر جولائی ۲۸ء

مکرم بندہ۔ تسلیم

گرامی نامہ پہنچا میں نے پروفیسر محمد شفیع صاحب سے بھی دریافت کیا تھا۔ وہ آج کل سپاٹو پر ہیں اور کتاب ان کی لاہور میں ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ میں جب لاہور واپس آؤں گا تو دیکھ کر اطلاع دوں گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۱۰)

اورنگ آباد

۱۴ر اگست ۲۸ء

مکرم بندہ۔ تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ میری رائے میں آپ ضرور کوشش کیجئے۔ مجھ سے بھی بعض حلقوں میں اس کے متعلق دریافت کیا گیا تھا تو میں نے بھی آپ ہی کا نام لیا تھا۔ آپ اپنی درخواست فوراً رجسٹرار کے نام بھیج دیجئے میں آپ کو اس خدمت کے لئے نہایت موزوں خیال کرتا ہوں۔ اور جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا میں بھی دریغ نہ کروں گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۱۱)

قائم گنج

۳۰ر جون ۳۱ء

مکرمی زاد لطفہ۔ تسلیم

غلام ربانی خاں صاحب میرے ایک عزیز دوست کے عزیز ہیں۔ اسی سال میٹریکولیشن میں کامیاب ہوئے ہیں اور یونیورسٹی کالج کے سال اول میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ میں بہت ممنون ہوں گا اگر آپ عنایت فرما کر خاص طور پر ان کے داخلے کا انتظام فرما دیں گے۔ مجھے یقین ہے آپ کی کوشش ضرور کامیاب ہوگی۔ وہ کسی دوسرے کالج میں شریک نہیں ہونا چاہتے اور ان کی تمنا ہے کہ آپ ہی کی یونیورسٹی میں شریک ہو کر تعلیم حاصل کریں۔

آپ کا مضمون مجھے پہنچ گیا تھا اور میں نے اسی وقت چھپنے کے لئے بھیج دیا تھا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۱۲)

اورنگ آباد دکن

۱۲ر اگست ۴۲ء

مکرم بندہ۔ تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ میری رائے میں آپ کا حیدر آباد آنا مناسب نہیں۔ ہاں اگر کوئی خاص اثر آپ کا ہے تو دوسری بات ہے ورنہ یوں آنا بے سود ہے۔ البتہ اگر یونیورسٹی والے ملاقات (Interview) کے لئے طلب کریں تو پھر آنا لازم ہے۔

ابھی تک اس خدمت کے لئے نہ کسی خاص شخص کا انتخاب ہوا ہے اور نہ کسی پر نظر ہے۔ درخواستیں آنی شروع ہو گئی ہیں۔ یہ بھی مجھے کل رجسٹرار کے ایک خط سے معلوم ہوا۔

آپ کے پاس رسالہ فیض میر (میر تقی) ہے۔ اگر چند روز کے لئے آپ عنایت فرمائیں تو میں بہت ممنون ہوں گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۱۳)

۱۔ دریا گنج، دہلی

مورخہ ۱۴؍ جنوری ۴۳ء

مکرمی و معظمی۔ تسلیم

تذکرہ خوش معرکہ زیبا جو آپ کی معرفت خریدا گیا تھا ارسال خدمت ہے۔ اب آپ کے پاس تین تذکرے مکمل ہو گئے۔ براہ کرم اتنا بتا دیجئے کہ آپ کب تک مرتب کرکے عنایت فرمادیں گے تاکہ ہم اپنی مطبوعات کا پروگرام اسی کے مطابق ترتیب دے سکیں۔

نیاز مند

عبدالحق

(۱۴)

۱۔ دریا گنج، دہلی

مورخہ ۷؍ جون ۱۹۴۴ء

مکرم و معظم۔ تسلیم

خوش معرکہ زیبا اور بتلا کا کام کہاں تک ہوا اور ان کی تکمیل کی کب تک توقع ہو سکتی ہے۔ یہ میں اس لئے دریافت کر رہا ہوں کہ ہمیں سال آئندہ کا پروگرام تیار کرکے آئندہ مہینے مجلس نظما میں پیش کرنا ہو گا۔

اگر کسی وجہ سے آپ کو فرصت نہ ہو یا وہاں کوئی کام کا آدمی دستیاب نہ ہوا ہو تو براہ کرم تذکرہ خوش معرکہ کے نسخے یہاں بھیج دیجئے۔ اب انجمن میں مقابلہ و تصحیح کا کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر و عافیت ہو گا۔

نیاز مند عبدالحق

(۱۵)

۱۔ دریا گنج، دہلی

مورخہ ۱۵؍ جون ۱۹۴۴ء

مکرم و معظم زاد لطفہ۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا جس کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ مجھے اس سے بہت اطمینان اور مسرت ہوئی کہ تینوں کتابوں کی تکمیل سال بھر کے اندر ہو جائے گی۔ اب مجھے پروگرام مرتب کرنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔

امید ہے کہ مزاج گرامی مع الخیر ہو گا۔

فقط نیاز مند عبدالحق

(۱۶)

۱۔ دریا گنج، دہلی

مورخہ ۲۵ر جولائی ۱۹۴۵ء

مکرم و معظم ۔ تسلیم

گرامی نامہ پہنچا۔ میں نے دیوان فائز اور آپ کا مقدمہ پڑھا آپ نے درحقیقت اسکے مرتب کرنے میں بڑی محنت اور تحقیق سے کام لیا ہے۔

مطابع کی حالت آج کل بہت ہی ناقابل اعتبار ہو گئی ہے۔ جنگ نے ان کے دماغ ایسے ہی خراب کر دیے ہیں جیسے کانگرنس حکومت نے کانگریسی وزرا اور عام کانگرسیوں کے کر دیے تھے۔ تاہم کوشش کی جائے گی کہ جلد چھپ کر شائع ہو جائے۔

آپ کی رائے بہت درست ہے کہ تذکرے کی تصحیح و ترتیب ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی کے سپرد کر دی جائے۔ لیکن آپ کی نگرانی بہت ضروری ہے۔

نیاز مند عبدالحق

(۱۷)

۱۔ دریا گنج، دہلی

مورخہ ۱۹ر اگست ۱۹۴۵ء

مکرم و معظم زاد لطفہ ۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی صاحب کو معاوضہ ضرور دیا جائے گا۔ آپ تحریر نہ فرماتے تو بھی دیا جاتا۔ اس کا تعین مسودہ آنے کے بعد کمیٹی میں ہوگا۔ لیکن اس کا اطمینان دلاتا ہوں کہ یہ معاوضہ کسی حال میں ان کی محنت کے مقابلے میں کم نہ ہو گا۔

امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔

نیاز مند عبدالحق

(۱۸)

۱۔ دریا گنج، دہلی

مورخہ ۱۴ر مئی ۱۹۴۶ء

مکرم و معظم زاد لطفہ، تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے ارشاد پر کتاب کی رفتار سست کر دی گئی تھی۔ ۱۴۴ صفحے تک کتابت ہو چکی ہے۔ اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے اور ضمیمہ بھی شامل کیا جا سکتا ہے ابھی تقریباً" نصف مسودے کی کتابت باقی ہے۔ خیال یہ تھا کہ شاید اصل دیوان (میں) بھی کچھ اضافہ ہو۔ لیکن اب آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ اضافہ صرف مقدمے میں ہو گا۔
فی الحال مقدمے کی کاپیاں اور اصل مسودہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا جاتا ہے۔ جب دیوان کی کتابت مکمل ہو جائے گی تو اس کی کاپیاں اور مسودہ بھی آپ کی خدمت میں بھیج دیا جائے گا۔

نیاز مند عبدالحق

(۱۹)

ا۔ دریا گنج، دہلی

مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۴۶ء

مکرم و معظم زاد لطفہ، تسلیم

دیوان فائز کے مقدمے کا مسودہ اور کاپیاں بہت دن ہوئے آپ کی خدمت میں روانہ کی گئی تھیں۔ دفتر سے متعدد بار آپ کو یاد دہانی کرائی گئی مگر کوئی جواب وصول نہ ہوا۔ براہ کرم یہ دونوں چیزیں جس قدر جلد ممکن ہو واپس فرما دی جائیں۔ بہت ممنون ہوں گا۔ دیوان چھپا ہوا مطبع میں پڑا ہوا ہے اور مطبع والوں کا تقاضا ہے کہ فوراً" منگا لیا جائے۔ اس لئے اور بھی عجلت ہے اور آپ کی خاص توجہ کی ضرورت۔

نیاز مند عبدالحق

(۲۰)

ا۔ دریا گنج، دہلی

مورخہ ۱۸ر ستمبر ۱۹۴۶ء

مکرم بندہ ۔ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ بہت شکر گزار ہوں۔ مسودہ اور کاپیاں وصول ہو گئیں۔ اصل دیوان کی کاپیاں بھی بھیجی جا رہی ہیں۔ ملحقات کی نام سے جو ۱۶ صفحے بڑھائے گئے ہیں وہ اور دیوان کی کاپیاں بعد از ملاحظہ جلد بھجوا دیجئے گا۔
مجھے مطلق علم نہیں کہ آل انڈیا اورینٹل کانفرنس کب اور کہاں ہو گی۔ اب آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ ناگپور میں ہونے والی ہے۔ اچھا ہوا آپ نے مجھے لکھ بھیجا میں عنقریب چند امور ایسے لکھ کر بھیجوں گا جن کا ذکر آپ کے خطبے میں ہونا ضروری ہے۔

نیاز مند عبدالحق

پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی کے نام

اورنگ آباد دکن

۱۰ر مارچ ۴۳ء

مکرمی و معظمی۔ تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ ممنون فرمایا۔ آپ ضرور اپنا مجموعہ روانہ فرمائیں۔ ہم لوگ یہاں اسے دیکھ کر اپنی رائے عرض کریں گے۔ یقین ہے کہ اس سے ہمیں بہت کچھ مدد ملے گی۔ رسالہ جامعہ پر اپریل کے نمبر میں ریویو شائع ہو گا۔ جس پر آپ بلا تکلف رائے زنی فرما سکتے ہیں۔ اس سے مقصد تحقیق ہے نہ کہ کیچڑ اچھالنا۔ یہ خط میں جلدی میں صرف آپ کے خط کی رسید میں لکھ رہا ہوں۔ اردو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا ہے۔

عبدالحق

نواب مشتاق احمد خان کے نام

(۱)

اردو روڈ کراچی

۲۴ر مارچ ۵۳ء

شفیقی و محترمی۔ السلام علیکم

براہ کرم پنجشنبہ ۲۶ر مارچ بوقت ۵ بجے شام میرے ساتھ چائے نوش فرمائیں گے تو مجھے بڑی مسرت ہو گی۔

مخلص

عبدالحق

(۲)

اردو روڈ کراچی

۴ر دسمبر ۵۳ء

شفیق مکرم زاد لطفکم۔ السلام علیکم

آپ کو سعید حسن صاحب (امروہی) کا خط ملا ہو گا۔ ان کا فرزند سراج الحسن بی اے لاہور میں ہے اور اب تک بیکار

ہے۔ سعید حسن کے دو خط آ چکے ہیں' ان کی درخواست ہے کہ آپ مشتاق احمد خان صاحب سے سفارش کرکے کسی کام پر لگا دیں۔ مجھے بھی سفارش کے لئے لکھا ہے۔ لہٰذا میں بھی عرض کرتا ہوں کہ آپ ضرور سفارش فرما دیں۔ سعید حسن بہت بیمار ہے۔ فالج نے اسے اپاہج بنا دیا ہے۔ اور بصارت بھی جاتی رہی ہے۔ قابل رحم ہے۔

امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۳)

اردو روڈ کراچی

۲۷ر مارچ ۵۴ء

شفیقی و مکری۔ تسلیم

حامل رقعہ صغیر احمد صاحب اورنیٹ ایرٔویز میں پائلٹ ٹریننگ پر مامور ہیں اوز اپنی خدمت بڑی خوبی اور مستعدی سے انجام دے رہے ہیں۔ وہ آپ کی خدمت میں اپنے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا معروضہ بالکل معقول اور مبنی بر انصاف ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ازراہ کرم ان کو موقع دیں گے کہ وہ اپنی روداد آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں۔

عبدالحق

ڈاکٹر سید معین الحق کے نام

۲۴ر اکتوبر ۱۹۵۶ء

مکرمی جناب ڈاکٹر سید معین الحق صاحب

بعض اصحاب جو کتب خانہ خاص میں آ کر تحقیقاتی کام کرتے ہیں کبھی کبھی آپ کی ہسٹاریکل سوسائٹی کی مطبوعات طلب کرتے ہیں کتب خانہ میں سوا مشاہیر اسلام کے آپ کی سوسائٹی کی کوئی کتاب نہیں۔ میں ممنون ہوں گا اگر آپ اپنی سوسائٹی کی مطبوعات کا ایک ایک نسخہ انجمن کے کتب خانہ خاص کو عنایت فرمائیں گے۔

عبدالحق

مفتی صاحب کے نام

۲۵ر مئی ۵۸ء

جناب مفتی صاحب

میں نے تاکید کی تھی کہ پہلا پروف آپ دیکھ کر بھیجا کریں۔ دوسرا پروف میں دیکھوں گا۔ آپ نے پھر یہ پروف دیکھے بغیر بھیج دیا۔ یہ میں نے اس لئے کہا تھا کہ بعض مقام ایسے آتے ہیں کہ اس کا مقابلہ اصل مسودے سے کرنا پڑتا ہے' وہ آپ کے پاس ہے آپ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ اس پروف ص۵۹ کا دوسرے کالم کے آخر میں ص۴۸۴ کے تحت لفظ "جز" جس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ اصل مسودے سے مقابلہ کر کے تصحیح کر لی جائے۔

عبدالحق

مولوی حاجی محمد مقتدی خان شروانی کے نام

(۱)

کل پاکستان انجمن ترقی اردو

مورخہ ۱۷ر فروری سن ۱۹۵۸ء

شفیق مکرم زاد لطفکم۔ السلام علیکم

آپ کا مضمون علی گڑھ میں شبلی کا قیام[ا] پڑھا سبحان اللہ کیا خوب لکھا ہے جزاک اللہ' کیا چھپی چوریاں پکڑی ہیں یہ اس قابل ہے کہ حیات شبلی کے اخیر میں بطور ضمیمہ کے شائع کیا جائے اگر مولوی سلیمان زندہ ہوتے اور اس مضمون کو پڑھتے تو ان کے قلب کی حرکت بند ہو جاتی بڑی خوبی یہ ہے کہ کوئی بات خلاف واقعہ نہیں ہے آپ نے حق گوئی کا حق ادا کر دیا اور ان باتوں کو صاف صاف بیان کر دیا جن پر عمداً" پردہ پڑا ہوا تھا۔

مولانا شبلی نے سرسید کو بدنام کرنے کے جو طریقے اختیار کیے تھے وہ بہت گھٹیا تھے اور افسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے ایسے عامیانہ طریقے کیوں اختیار کئے ہیں' اصل بات ظرف کی ہے۔

نیاز مند

عبدالحق

بخدمت جناب مولانا محمد مقتدی خان شروانی صاحب

زاد لطفہ' نئی بستی علی گڑھ

(۲)

اردو روڈ۔ کراچی ۱

مورخہ ۲۷ر ستمبر ۱۹۵۸ء

شفیق مکرم۔ السلام علیکم

آپ کا خط مجھے پہنچ گیا تھا۔ اس کی پہلی ہی سطر میں محمد امین کا نام تھا افسوس وہ عزیز اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ مجھے اس کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا اس زمانے میں مجھے اس سے بہت تقویت تھی وہ سچا اور مخلص دوست تھا میرے دوست اور ساتھی ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے ہیں اور میں ماتم کے لئے رہ گیا ہوں۔

آپ کا خط پڑھ کر بہت تعجب ہوا' آپ سے جو شخص بھی کسی کے حالات لکھنے کی فرمائش کرتا ہے۔ آپ فوراً" تیار ہو جاتے ہیں کیا آپ ایک مشین ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ مصارف دینے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں یہ حضرات فرمائش

ا مکتوب الیہ کا یہ مضمون "اسلامیہ کالج چنیوٹ کے میگزین" البصیر" کے شبلی نمبر میں شائع ہوا تھا۔

کس بناء پر کرتے ہیں آپ کو نواب مزمل اللہ خاں کے حالات سے زیادہ دلچسپی معلوم ہوتی ہے میں ان سے واقف نہ تھا صرف ایک آدھ بار سرسری ملاقات ہوئی ممکن ہے آپ انہیں ہیرو سمجھتے ہوں آپ نے جن اصحاب کے نام لکھے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ آپ اپنا وقت اور محنت صرف کریں مجھے پہلی بار اس کا علم ہوا کہ نواب صاحب کا کوئی فرزند بھی ہے جب آپ کے کہنے کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا تو مجھ جیسے دور افتادہ اجنبی کی تحریر کا ان پر کیا اثر ہو گا آپ کیوں ایسے لوگوں کی لائف لکھنے کے لئے اپنی ذہانت اور انشا پردازی کو ضائع کرنا چاہتے ہیں اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے حالات لکھیں اور جو کچھ آپ نے دیکھا اور آپ پر گزرا اسے بے کم و کاست لکھ ڈالئے وہ کتاب زیادہ دلچسپ اور بصیرت افروز ہو گی۔ اس کی اشاعت کی صورت نکل آئے گی۔ میں ذمہ لیتا ہوں۔ کیوں آپ تیار ہیں؟

عبدالحق

سید ممتاز علی کے نام

اورنگ آباد

۳؍ جنوری ۱۹۲۳ء

مخدومی و محترمی زاد لطفہ'

تسلیم! آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھ سے بہت غلطی ہوئی میں اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہوں اور اس پر نادم ہوں انشاء اللہ اب اردو آپ کی خدمت میں برابر حاضر ہوتا رہے گا آپ نے اردو زبان کی جو خدمت کی ہے اس کی قدر نہ کرنا یا بھلا دینا ایک قسم کا کفران نعمت ہے امید ہے کہ آپ میری اس خطا کو معاف فرما دیں گے۔

میں آپ کی خدمت میں ایک مطبوعہ مسودہ اصلاحات علمیہ کا بھیجتا ہوں براہ کرم اسے بنظر تنقید و اصلاح ملاحظہ فرمائیں۔ اور بلا تامل دل کھول کر اس پر نکتہ چینی کیجئے۔

میں نے اور چند احباب کی خدمت میں بھی یہ مسودہ بھیجا ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ طبع سے پہلے اہل نظر اسے دیکھ لیں۔ جو تنقیدیں وصول ہوں گی انہیں میں ایک مجلس میں فیصلہ کے لئے پیش کروں گا اور اس کے بعد طبع کا انتظام کیا جائے گا آپ کو جو الفاظ قابل اعتراض معلوم ہوں ان کا اظہار فرما دیجئے۔ اور کوئی بہتر لفظ آپ بنا سکیں تو اسے بھی لکھ دیجئے۔ میں بہت ممنون ہوں گا۔ اور جس کسی کو آپ اس قابل خیال فرمائیں تو ان سے بھی مشورہ کیجئے۔ یا جن صاحبوں کا آپ پتہ دیں گے۔ ان کے پاس بھی یہ مسودہ بھیج دیا جائے گا۔

مجھے اس امر کا افسوس ہے کہ جن جن صاحبوں سے میں نے یہ استدعا کی انہوں نے بہت کم اس طرف توجہ کی۔ مجھے امید ہے کہ جناب ضرور اسے بنظر امعان و تنقید ملاحظہ فرمائیں گے۔

آپ سے ملنے کو بہت جی چاہتا ہے اگر موقع ملا تو ضرور حاضر ہوں گا۔

نیاز مند

عبدالحق

محمد منظور احمد کے نام

مورخہ ۳؍ اکتوبر ۱۹۵۸ء

مکرمی!

"جنوبی ہند کا بہترین ادب" کے دو نسخے موصول ہوئے اس پر قومی زبان میں تبصرہ شائع کیا جائے گا یاددہانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے یہ کتاب شائع کر کے اردو زبان کی قابل قدر خدمت کی ہے۔ جنوبی ہند خصوصاً میسور ریاست میں اس قسم کے ادبی کام ہر اعتبار سے لائق تحسین ہیں۔ میں آپ کو اور آپ کے ارکان مجلس کو مبارک باد دیتا ہوں۔

خیر طلب

عبدالحق

غلام رسول مہر کے نام

دریا گنج دہلی

۱۲ر جولائی ۱۹۴۲ء

شفیق مکرم!

نامہ مہر پہنچا۔ ممنون فرمایا۔ کچھ مضائقہ نہیں' آپ دو تین روز بعد بھیج سکتے ہیں۔ حاشاء کلا آپ کی نسبت یہ بدگمانی خیال میں بھی نہیں آسکتی یہ ایک مسل کیا چیز ہے میرا سارا کتب خانہ آپ کے لئے حاضر ہے۔

سر سکندر نے میرے خط کا فوراً" جواب دیا اور کامل اطمینان دلایا ہے کہ اردو کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچے گا اور وہ بدستور پنجاب میں ذریعہ تعلیم رہے گی اور ہم اس پالیسی سے ہرگز نہیں ہٹ سکتے۔ اخباروں میں افواہیں چھپ رہی ہیں یہ مفسدوں کی شرانگیزی ہے۔ مجھے اس سے بہت اطمینان ہوا۔

آج ۱۲ر ہے ہمارے دوست آئے ہوں گے ان سے کہہ کر اور تاکید کرکے مرحوم سیٹھ صاحب کی موعودہ رقم دلوا دیجئے۔ انجمن پر خود میری ذات پر آپ کا یہ مزید احسان ہو گا۔

کل مولوی محمد علی قصوری تشریف لائے فرماتے تھے کہ لاہور میں یہ خبر مشہور ہو رہی ہے اور اعلیٰ حلقوں میں (مثلاً" میاں عبدالحیٔ' ہاشمی وغیرہ کے ہاں) کہ گلاب سنگھ نے عبدالحق کو پچاس ہزار کی رشوت دی ہے یعنی انجمن کو نہیں میری ذات کو کاش وہ اتنی رقم دیتا اور میں اس مہینے انجمن کی عمارت کھڑی کر دیتا۔ حاسدوں کو بات بنانی بھی نہیں آتی۔ سچ کے مقابلے میں جھوٹ کے لئے بہت زیادہ عقل کی ضرورت ہے۔

ہمارے دوست "ر" آگئے ہوں تو ان کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیجئے۔ اسے وہ سلام روستائی نہ خیال کریں' اگرچہ اس میں ایک پہلو اس کا بھی ہے۔

ہمارے پیر بے نظیر نے تہلکہ مچا رکھا ہے۔ ایک ہی آدمی ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ

بندہ مہر

عبدالحق

نثار احمد فاروقی کے نام

مورخہ ۸ر ستمبر سنہ ۱۹۵۳ء

مکرمی۔ تسلیم!

آپ کا خط پہنچا۔ پنجاہ سالہ جوبلی کے انتظامات کی وجہ سے بہت مصروف ہوں۔ مفصل خط نہیں لکھ سکتا۔

پہلے یہ فرمائیں کہ آپ یہ مقالہ کس غرض سے لکھنا چاہتے ہیں؟ ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے یا ادبی ذوق کی خاطر۔ آپ کو موضوع کا خود انتخاب کرنا چاہیئے۔ یعنی آپ نے ادب کے جس شعبے یا طبقے کا خاص طور پر مطالعہ کیا ہو یا کسی ادیب یا شاعر کے کلام سے خاص طور پر لگاؤ ہو تو اپنے مقالے کے لئے انہیں میں سے کسی کا انتخاب کیجئے۔ کسی دوسرے کی فرمائش پر مقالہ لکھنا غالباً" مناسب نہ ہو گا۔ آپ نے اردو ادب کا باقاعدہ کافی مطالعہ کیا ہے۔ آپ اپنے ذوق کو دیکھئے اور اسی کی بنا پر موضوع کا انتخاب کیجئے۔ اس انتخاب کے بعد، جب آپ مقالہ لکھنے بیٹھیں گے تو وہ کام کی چیز ہو گی۔

خیر طلب

عبدالحق

مولوی نظام الدین حسین نظامی بدایونی کے نام

(۱)

حیدر آباد دکن

۱۱-۲-۱۸ء

مکرمی و معظمی تسلیم

مسٹر سید راس مسعود نے آپ کی درخواست ---- طبع میرے پاس بھیج دی جو نمونہ آپ نے بھیجا ہے وہ نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہے مجھے اسے دیکھ کر بے انتہا خوشی ہوئی اب براہ کرم مجھے مطلع فرمایئے کہ اگر پانچ سو صفحے کی کتاب اس کاغذ اور تقطیع کی جس پر آپ کا نمونہ ہے ایک ہزار چھپوائی جائے تو کیا خرچ پڑے گا مجھے انجمن کی بعض کتابیں آپ سے چھپوانی ہیں آپ کی چھپائی اعلی درجہ کی ہے لیکن خط اس سے بہتر ہو اگر آپ مجھے اپنے مطبع کے نرخ وغیرہ سے مفصل اطلاع دیں تو میں کوشش کروں گا کہ انجمن کے علاوہ سرشتہ تالیف و ترجمہ کی کتابیں بھی آپ کو چھپنے کے لئے دی جائیں جواب جلد عنایت فرمایئے امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔

نیاز مند

عبدالحق

ناظم سرشتہ تالیف و ترجمہ

(۲)

شعبہ تالیف و تراجم عثمانیہ یونیورسٹی

حیدر آباد دکن ۲۵ فروری ۱۸ء

مکرمی تسلیم

آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۱۵ فروری وصول ہوا میں آج ہی حیدر آباد آیا ہوں اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی مجھے فی الحال آپ کے مطبع سے دو کتابیں چھپوانی مقصود ہیں ایک کتاب چھوٹی ہے جو تقریباً" سو صفحے کی ہو گی اسے آپ نمونہ کے مطابق چھاپ دیں اور اس کے لئے دس رم کاغذ جو آپ کے پاس موجود ہے کافی ہو گا میں اس کتاب کو قلمی نسخے سے نقل کرا رہا ہوں بعد تصحیح وغیرہ آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا آپ یہ دس رم کاغذ میرے لئے محفوظ رکھیں دوسری کتاب تخمیناً" پانچ سو صفحے کی ہو گی اور اسکی تقطیع ۲۶ x ۲۰ رکھی جائے براہ کرم اس کے علاوہ ...... دوسرے کاغذوں کے نمونے بھی بھیج دیجئے اور ان سب کی قیمتوں سے بھی اطلاع دیجئے تاکہ فوراً" کاغذ خریداری کے لئے آپ کو لکھ دیا جائے۔

مجھے کنز التاریخ[۱] کی مطلق اطلاع نہیں ہوئی کب آئی اور کیوں واپس ہوئی براہ کرم اب آپ بذریعہ رجسٹری بھیج دیجئے اور قیمت سے الگ اطلاع دیجئے اور جو نقصان کتاب کے واپس ہونے سے ہوا ہو وہ بھی لگا دیجئے میں کتاب وصول کرنے کے بعد قیمت بھیج دوں گا جواب جلد عنایت فرمایا جائے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۳)

اورنگ آباد

۸ مارچ ۱۸ء

مکرمی و معظمی تسلیم

آپ کا خط اور کاغذوں کے دو نمونے وصول ہوئے جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں نے چھوٹی کتاب کے لئے کاغذ نمبر A پسند کیا ہے اور بڑی کتاب کے لئے آپ کی رائے کے موافق کاغذ نمبر 1 مناسب معلوم ہوا چونکہ آپ نے خرید کاغذ کے لئے پیشگی رقم طلب کی ہے اس لئے کل مبلغ پانچ سو روپے علی الحساب آپ کی خدمت میں روانہ کر دیئے جائیں گے مسودات بعد نظر ثانی بھیج دیئے جائیں گے مجھے کامل امید ہے کہ آپ انجمن کی یہ دونوں کتابیں خاص اہتمام سے چھپوائیں گے اور اگر یہ کام قابل اطمینان ہوا تو پھر میں آپ کو بہت سا کام دوں گا۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی دریافت طلب ہے کہ آیا آپ کے ہاں جلد سازی کا کام بھی ہوتا ہے کیونکہ میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ انجمن کی کتابیں بغیر جلد کے شائع نہ کی جائیں مہربانی فرما کر اس سے مجھے بہ تفصیل مطلع فرمائیں۔ مجھے زیادہ تر سادہ جلدیں درکار ہوں گی اگر جلد کے ایک دو نمونے بھجوا دیں تو بڑی مہربانی ہو گی

نیاز مند

عبدالحق

(۴)

حیدر آباد دکن

۲۰ مارچ ۱۸ء

مکرمی - تسلیم

میں نے اس سے قبل آپ کو خط لکھا تھا اور اس میں تحریر کیا تھا کہ جملہ ۵۰۰ روپے بھیجتا ہوں میں نے اپنے مددگار سے رقم روانہ کرنے کے لئے کہہ دیا تھا لیکن انہوں نے غلطی سے وہ روپیہ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ کو بھیج دیا اور ان کی رسید آنے پر

---

[۱] مولوی رضی الدین بدایونی نے کنز التاریخ کے نام سے بدایوں کی تاریخ لکھی۔ جو نظامی پریس سے ۱۹۰۷ میں طبع ہوئی

حال کھلا۔ اب اس خط میں بذریعہ بیمہ رجسٹرڈ پانسو روپے بھیجتا ہوں آپ پورا کاغذ خرید لیں اگر رقم کی اور ضرورت ہو تو وہ بھی بھیج دی جائے گی دونوں کتابوں کے مسودات درست ہو رہے ہیں مکمل ہوتے ہی آپ کی خدمت میں روانہ کر دیئے جائیں گے اگر یہ کتابیں عمدہ چھپیں تو انشاء اللہ پھر آپ کو بہت کام دوں گا۔ احسن صاحب کہاں ہیں اگر وہاں ہوں تو میرا سلام کہئے۔

عبدالحق

(۵)

اورنگ آباد

۳۰ اپریل ۱۸ء

مکرمی۔ تسلیم

میں کل حیدر آباد سے چند روز کے لئے یہاں آیا ہوں آپ کے خطوط پہنچے جواب میں تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ ہر روز یہ خیال رہتا تھا کہ آپ کو رقم بھیج دوں گا لیکن بعض وجوہ سے خزانے سے رقم ملنے میں دیر ہو گئی اور رقم آئی تو اتوار کے روز اور اسی روز میں اورنگ آباد روانہ ہونے والا تھا نہ نوٹ بل گئے تھے اور نہ بیمہ ہو سکتا تھا۔ مجبوراً رقم میں اپنے دفتر کے محرر سراج الحسن ترمذی کو دے آیا ہوں اور انہیں تاکید کر دی ہے کہ پانچ سو کے نوٹ بذریعہ بیمہ آپ کی خدمت میں روانہ کر دیں آپ اطمینان رکھیں اس خط کے پہنچنے تک آپ کو رقم مل جائے گی اور کاغذ کے خریدنے کا فوراً انتظام کر دیجئے یہاں سے جا کر میں کتابوں کے بھیجنے کا بھی انتظام کروں گا امید کہ آپ کا کام بخوبی چل رہا ہو گا بعض کتابوں میں نقشوں یا تصویروں کی ضرورت ہوئی تو کیا آپ اس کا انتظام کر سکیں گے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۶)

حیدر آباد دکن

۹ مئی ۱۸ء

مکرمی۔ تسلیم

اس سے قبل ۱۰۰ صفحہ کا مسودہ بذریعہ رجسٹری آپ کی خدمت میں روانہ کر دیا تھا اس کے بعد دو روز ہی ہوئے سو صفحے اور روانہ کئے گئے ہیں تصویروں کی ضرورت نہیں ہے پہلے ارادہ تھا کہ تصویریں طبع ہوں لیکن یہ خیال ترک کر دیا گیا ہے براہ کرم دونوں رجسٹریوں کی رسید سے اطلاع دیجئے اور کاپیاں جلد لکھوا کر تصحیح کی غرض سے اس پتہ پر جو میں نے پہلے لکھا تھا بھیجنا شروع کر دیجئے۔

جواب جلد عنایت فرمایا جائے میں ہمہ تن منتظر ہوں کتاب نباتات کے متعلق بھی ابھی تک آپ نے کوئی اطلاع نہیں دی نہ اس کے پروف آئے۔ براہ کرم فوراً مطلع فرمایئے۔

عبدالحق

ناظم سرشتہ تالیف و ترجمہ

(۷)

حیدر آباد دکن

۲۷ اگست ۱۸ء

مکرمی تسلیم

آپ کو مسودوں کا بہت انتظار ہو گا مگر میں آج تک اس قدر مصروف تھا کہ مجھے اپنی کتابوں کے مسودوں کی تصحیح کا موقعہ ہی نہ ملا۔ ایک کتاب جو نباتات پر ہے اس کی تصحیح ہو چکی ہے جو رجسٹری جات میں بھیجتا ہوں اس میں بعض جگہ تصویروں کی ضرورت ہو گی جہاں جہاں ایسی ضرورت ہو وہاں اصل انگریزی کتاب کا حوالہ ہے صفحہ و تصویر دے دیا گیا ہے وہ کتابیں یہاں میرے پاس نہیں منگوائی ہیں جہاں تک جلد ممکن ہوا آپ کی خدمت میں روانہ کر دی جائیں گی۔ تصویر زیادہ نہیں البتہ اصل انگریزی کتابوں کے صفحے وغیرہ باحتیاط دیکھ کر تصویریں بنائی جائیں۔

دوسری کتاب جو بڑی ہے اسے میں دیکھ رہا ہوں انشاء اللہ وہ بھی ہفتے عشرہ میں بھیج دوں گا آپ یہاں کے حالات نیز میری مشکلات اور کام کی نوعیت سے ذاتی طور پر واقف ہیں اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ میری اس تاخیر کو معاف فرمائیں گے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۸)

حیدر آباد دکن

۹ اکتوبر ۱۸ء

مکرمی تسلیم

مجھے آج تک معلوم نہیں ہوا کہ علم نباتات کا رسالہ چھپنا شروع ہوا یا نہیں براہ کرم بہت جلد مطلع فرمایئے۔ دوسری کتاب علم حفظان صحت کے پہلے ۱۰۲ صفحے بذریعہ رجسٹری بھیجتا ہوں مہربانی فرما کر فوراً کاپیاں لکھوانی شروع کردیجئے۔ اس کے بعد باقی صفحات بھیجے جائیں گے اس کتاب کی تقطیع بڑی ہو گئی جس کے متعلق پہلے طے ہو چکا ہے اس کی کاپیاں بغرض تصحیح

ذیل کے پتہ سے آنی چاہیں۔

مولوی محمد معشوق حسین خان صاحب بی اے
ناظم انجمن برائے اتحادی ۔ حیدر آباد دکن
عبدالحق

(۹)

حیدر آباد دکن

مکرم بندہ تسلیم

علم و عمل حفظان صحت کا مسودہ صفحہ ۱۶۰ تا ۲۹۳ مرسل خدمت ہے رسید سے مطلع فرمائیے براہ کرم صحت کا بہت خیال کیجئے ورنہ بڑی شکایت رہ جائے گی میں آج اورنگ آباد جا رہا ہوں وہاں سے جلد کا نمونہ بھیجوں گا امید کہ نباتات کا رسالہ چھپ کر تیار ہوگیا ہوگا اس کتاب کے چھاپنے میں بھی عجلت سے کام کریں۔

نیاز مند
عبدالحق

(۱۰)

حیدر آباد دکن

مکرمی تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ تقطیع اس کتاب کی رسالہ نباتات کی سی ہوگی اور ویسی ہی چھپائی اور کاغذ۔ اصل میں یہ کاغذ میں نے بڑی کتاب کے لئے رکھا تھا آپ نے نباتات میں لگا دیا اگر یہ کاغذ نہ ہو تو اس سے کسی قدر کم درجے کا لگا دیجئے مگر نمونے بھیج دیجئے۔ اس میں تصحیح کے لئے بہت سخت احتیاط کرنی پڑے گی۔ کیونکہ جو کلام اس میں درج ہے وہ بہت قدیم ہے اور اس لئے غلطیوں کا اندیشہ ہے کیا یہ ممکن ہے کہ پروف دیکھنے کے لئے یہاں بھیج دیئے جائیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسی روز واپس کر دیئے جائیں گے بقیہ اجزاء بھیجے جاتے ہیں کتاب ختم ہوگئی۔

عبدالحق

(۱۱)

۲۲ نومبر ۱۸ء

مکرمی ۔ تسلیم

جواب مرسلہ نمبر ۱۷۶ مورخہ ۸ ماہ حال عرض ہے کہ اگر آپ کے ہاں صحت کا کافی انتظام ہے تو کاپیاں بھیجنے کی ضرورت

نہیں براہ کرم صحت میں خاص احتیاط کی جائے اردو مطبع بہت بدنام ہے۔

عبدالحق

(۱۲)

۲ دسمبر ۱۸ء

مکرمی۔ آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۲۵ نومبر آج وصول ہوا نباتات کی کاپیاں آپ درست کرا لیجئے لیکن حفظان صحت کے متعلق مجھے تردد اس لئے ہے کہ شاید آپ کے ہاں کافی طور پر توجہ نہ ہو کیونکہ مجھے جہاں تک تجربہ ہے صحت کا انتظام ہمارے مطابع میں کافی نہیں ہوتا اور کتابیں بہت غلط رہتی ہیں اس لئے میں نے کاپیوں کے یہاں بھیجنے کے لئے لکھا تھا اگر آپ کو پورا اطمینان اور یقین ہے کہ صحت کامل طور پر کر دی جائے گی تو آپ صحت کا اہتمام وہاں کر لیجئے اس کی اجرت یا معاوضہ بھی دیا جائے گا لیکن اگر آپ کو اپنے انتظام پر کامل اعتماد نہ ہو تو براہ کرم کاپیاں حیدر آباد مولوی معشوق حسین خاں صاحب بی اے ناظم انجمن ہائے اتحادی اسٹیشن روڈ کے پتے سے بھجوا دی جایا کریں۔

جلدوں کے متعلق یہ عرض ہے کہ نصف نسخے مجلد ہوں اور نصف غیر مجلد۔ جلد میں سادہ کپڑے ہوں اگر آپ فرمائیں نمونہ بھیج دوں تاکہ مجھے معلوم ہو کہ اس نمونہ پر فی جلد کیا لاگت آئے گی۔

عبدالحق

(۱۳)

حیدر آباد دکن

۲۱ جنوری ۱۹ء

مکرمی!

حفظان صحت کے آخری اجزاء از صفحہ ۲۹۴ تا ۳۱۷ مرسل ہیں اب کتاب مکمل ہو چکی امید ہے کہ جلد طبع کا انتظام فرمایا جائے گا۔ پہلے اس کتاب میں تصویروں کا ارادہ تھا لیکن اب ارادہ ترک کر دیا گیا ہے اگر احیاناً کوئی تصویر کتاب میں لگی رہ گئی ہو گی تو آپ خارج فرما دیں۔ رسید سے مطلع فرمائیے۔

عبدالحق

(۱۴)

حیدر آباد دکن

۲۷ اپریل ۱۹ء

مکرمی۔ تسلیم

میں آج اورنگ آباد سے واپس آ رہا ہوں آپ کا کارڈ وصول ہوا رسالہ علم نباتات میں نے دیکھا درحقیقت آپ نے خوب چھاپا ہے اور میں آپ کا ممنون ہوں بل جو آپ نے روانہ کیا تھا وہ میں نے صدر محاسبی میں بھیج دیا ہے اس کی رقم آپ کو بنگال بنک کے ذریعے سے وصول ہو جائے گی اگر آپ رسید بھیج دیتے تو اس میں آسانی ہوتی اور میں رقم فوراً بھیج دیتا۔ شاید یہ آپ کے اصول کے خلاف ہو بل بھیجنے میں رقم مجھے نہیں ملتی بلکہ براہ راست بنگال بینک کے ذریعہ سے ارسال کی جاتی ہے اس لئے اس میں تاخیر ہوئی ہے فرمایئے کہ حفظان صحت کی کتاب کب تک تیار ہوگی براہ کرم اسے جلد ختم کر دیجئے۔ پندرہ بیس روز میں دوسری کتاب بھی آپ کی خدمت میں روانہ ہوگی۔ اس کا مبیضہ ہو رہا ہے۔

عبدالحق

(۱۵)

حیدر آباد دکن

۲ جولائی ۱۹ء

مکرمی تسلیم

نکات الشعراء یعنی تذکرہ شعرائے اردو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں باقی تقریباً ایک تہائی اور باقی ہے جو اس کے بعد روانہ کروں گا۔ براہ کرم اس کی کاپی لکھوانی شروع کر دی جائے مگر اس میں صحت کا خاص لحاظ رکھا جائے ہر شاعر کی سرخی الگ ہو اور مختلف بحور کے اشعار کے درمیان سلائی یا خط کھینچ دیا جائے میں ممنون ہوں گا۔ ابتدائی جز کی کاپی میرے دیکھنے کے لئے بھیج دی جائے تاکہ مجھے اطمینان ہو جائے کہ میری منشاء کے مطابق کاپی لکھی گئی ہے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۱۶)

حیدر آباد دکن

۱۱ جولائی ۱۹ء

مکرمی۔ تسلیم

کتاب حفظان صحت کی فرہنگ اصطلاحات بھیج رہا ہوں جو کتاب کے آخر میں آئے گی مہربانی فرما کر اسے بہت احتیاط سے چھپوایئے۔ انگریزی الفاظ اگر ٹائپ میں ہوں تو بہت مناسب ہو اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس طرح لکھوایئے کہ صاف آ جائیں کتاب کے اندر کسی اصطلاح میں شبہ ہو تو اس فرہنگ کو دیکھ کر اصلاح کر لی جائے بہرحال اسے بہت احتیاط اور صفائی سے لکھوایا اور چھپوایا جائے کیونکہ اس پر کتاب کی خوبی کا دارومدار ہے۔

عبدالحق

(۱۷)

حیدر آباد دکن

۳۰ جولائی ۱۹ء

مکرمی تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا یہ سچ ہے کہ ۲۲ پونڈ کے کاغذ سے کتاب بہت اچھی رہے گی لیکن قیمت زیادہ بڑھ جائے گی اور چونکہ انجمن اب تمام کتابیں مجلد شائع کرتی ہے اس لئے کتاب گراں ہو جاتی ہے چنانچہ نباتات کا رسالہ کاغذ کی قیمت کی وجہ سے مقابلتہ" گراں پڑا اس لئے میں مجبور ہوں اور ۲۲ پونڈ کی اجازت نہیں دے سکتا اگر کھردرا کاغذ دبیز ہو اور اس سے قیمت میں کمی ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

سرراس مسعود کی تحریک پر رقم منظور ہو گئی لیکن وہ کوئی انتظام نہیں کر گئے کہ رقم کس کو ملے یہ صحیح ہے کہ میں نے موجودہ ملازمت سے استعفاء دے دیا ہے اور میں اپنی اصلی ملازمت اورنگ آباد پر واپس جا رہا ہوں۔

طباطبائی صاحب[۱] نے انیس کے مرثیے مرتب کئے ہیں لیکن کہاں بھیجے جائیں کیا آپ کے پاس بھیج دیئے جائیں۔

نکات الشعراء کی تصحیح نہایت احتیاط سے کی جائے اس لئے کہ اس میں پرانی زبان بہت ہے اور اس میں غلطیوں کے ہونے کی نسبت اندیشہ ہے اس لئے پروف میں نے طلب کئے تھے اگر ہو سکے تو پروف ضرور میرے پاس بھجوا دیئے جائیں میں اسی روز واپس کر دیا کروں گا اطمینان رکھیں۔

نیاز مند عبدالحق

میری رائے میں بجائے اس کے کوئی اور دبیز کاغذ لگا دیا جائے تو کیسا ہو رسالہ معارف کا کاغذ کیسا ہے۔

عبدالحق

(۱۸)

حیدر آباد دکن

۲۹ جولائی ۱۹ء

مکرمی تسلیم

کتاب حفظان صحت کی آخری قسط آپ کو پہنچ گئی ہو گی مہربانی فرما کر اس امر کا خیال رکھیئے کہ جس وقت کتاب تمام ہو جائے تو فوراً" اس کی ایک جلد میرے پاس بھیج دیجئے تاکہ انڈکس اور فہرست مضامین مرتب کر کے طبع کے لئے آپ کی خدمت میں بھیج دی جائے امید کہ کاپیاں لکھی جا چکی ہوں گی۔ رسالہ نباتات کیا ابھی تک ختم نہیں ہوا دونوں کتابوں کے

---

[۱] مولوی علی حیدر طباطبائی

متعلق مفصل کیفیت سے اطلاع دیجئے یہ کتابیں جلد ختم کیجئے تاکہ پھر دوسرا کام آپ کو دیا جائے ورنہ کوئی دوسرا مطبع تلاش کرنا پڑے گا۔

نیاز مند
عبدالحق

(۱۹)

اورنگ آباد دکن
۱۱ اگست ۱۹ء

مکرمی۔ تسلیم

کاپیاں پہنچیں بعد صحت معہ مسودہ واپس مرسل ہیں اس سے آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ صحت کے لئے کاپیوں کا آنا ضروری ہے آپ کی کاپیاں کل پہنچیں اور آج واپس ہیں اگر یہ ممکن ہو کہ بہت سی کاپیاں لکھوا کر آپ کے دفتر بھیج دی جائیں تو میں دیکھ کر واپس کر دوں گا میں اورنگ آباد آگیا ہوں آئندہ مراسلت اورنگ آباد ہی کے پتے سے ہوا کرے نیز سو روپے کا چک ملفوف ہے۔ میرا انیس کے مرثیے میں چلتے وقت نواب حیدر یار جنگ (مولوی علی حیدر طباطبائی) کو دے آیا تھا آپ ان کو لکھ کر منگوا لیں۔

نیاز مند
عبدالحق

(۲۰)

اورنگ آباد
۱۱ اگست ۱۹ء

مکرمی۔ تسلیم

انجمن کی درخواست کا مسودہ ملفوف ہے براہ کرم دو ہزار کاپیاں اس کاغذ پر جس پر یہ پہلے چھپی تھیں بہت اچھی طبع کر کے بھیج دیجئے اس کی شدید ضرورت ہے اس لئے مہربانی فرما کر جہاں تک جلد ممکن ہو طبع کر کے بھیج دیجئے بہت ممنون ہونگا۔

نیاز مند
عبدالحق

(۲۱)

۲ اکتوبر ۱۹ء

مکرمی ۔ تسلیم

اگر ہفتہ عشرہ میں مال گاڑی جاری ہو جائے تو خیر ورنہ وہاں سو کتابیں مسافر گاڑی کے ذریعے روانہ کر دیجئے غلط نامہ بھیجا جاتا ہے براہ کرم اس کو جلد چھپوا کر بھیج دیجئے۔

عبدالحق

(۲۲)

حیدر آباد

۱۶ اکتوبر

مکرمی و معظمی ۔ تسلیم

مجھے مولوی حبیب الرحمٰن خان شیروانی صاحب سے معلوم ہوا کہ انھوں نے میر درد کے دیوان کا مقدمہ لکھ کر آپ کے پاس بھیج دیا ہے میں نے ان سے شکایت کی کہ مقدمہ مجھے کیوں نہیں دیا کہ اردو میں شائع کر دیا جاتا انہوں نے بہت معذرت کی اور فرمایا کہ اب آپ مولوی نظامی صاحب کو لکھ کر نقل منگا لیجئے اور اسے اردو میں شائع کر دیجئے مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی اس میں عذر نہ ہو گا کتاب کا اشتہار بھی ہو جائے گا یقین ہے کہ آپ بہت جلد اس کی صحیح نقل کروا کر میرے نام اورنگ آباد بھیج دیں گے میں بہت ممنون ہوں گا جواب جلد عنایت ہو میں پرسوں اورنگ آباد روانہ ہو جاؤں گا۔

نیاز مند عبدالحق

(۲۳)

۱۹ اکتوبر ۱۹ء

مکرمی ۔ آپ کا خط مورخہ ۱۱ اکتوبر پہنچا۔ کتابیں بھوپال روانہ کرنے کے بعد مجھے اطلاع ضرور دیجئے گا۔ بنگال بینک کا چک رقم سما   بابت چھپائی دیباچہ صحت ملفوف ہے رسید بھیج کر ممنون فرمایئے۔ نکات الشعرا کی نئی کاپیاں ابھی تک وصول نہیں ہوئیں مولوی حبیب الرحمٰن خاں شیروانی نے اس کتاب کا مقدمہ لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے مگر چونکہ ان کے پاس اصل کتاب نہیں ہے اس لئے لکھنے سے مجبوری ہے لہٰذا جس قدر اجزاء چھپ چکے ہوں ان کی ایک ایک کاپی فوراً بھیج دیں اور آئندہ پروف کی ایک ایک نقل فوراً ارسال کر دیا کیجئے تاکہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے پاس یہاں سے بھیج دیا کریں اور وہ اپنا دیباچہ لکھنا شروع کر دیں ورنہ کتاب کے طبع ہونے کے لئے ان کو بہت دن انتظار کرنا پڑے گا۔

عبدالحق

(۲۴)

۲۵ جنوری ۲۰ء

مکرمی ۔ تسلیم

جوابی کارڈ وصول ہوئے مبلغ للعہ ۱۲ بابت چھپائی ذریعہ منی آرڈر مرسل ہیں رسید سے ایماء فرمائیے۔ مہربانی فرما کر یہ لکھئے کہ آپ نے "دیباچہ صحت" کی کتنی جلدیں بھوپال روانہ کی تھیں۔ اور کتنی آپ کے مطبع میں موجود ہیں کتابیں مال گاڑی ہی کے ذریعے بھوپال بھیجی جائیں۔

نکات الشعراء کا مقدمہ بہت جلد بھیجا جائے گا دوسری کتاب آپ کو دینے میں ابھی ذرا تامل ہے کیونکہ مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ کی نسبت آپ کے پریس میں چھپائی کی اجرت زیادہ پڑتی ہے ۱۲ کے ٹکٹ وصول ہوئے اور آپ کے حساب میں درج کر لئے گئے۔

عبدالحق

(۲۵)

اورنگ آباد

۳ مئی ۲۰ء

مکرمی بندہ ۔ تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ بیماری کی وجہ سے آپ پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کا مجھے بے حد افسوس اور ملال ہوا خصوصاً" عزیز بچی اور والد ماجد کا صدمہ جو ہوا ہو گا وہ تحریر میں نہیں آ سکتا خدا رحم کرے اور اس کا فضل شامل حال ہو۔ بلٹی پہنچ گئی پرسوں تک کتابیں نہیں آئی تھیں شاید کل آ گئی ہوں۔ آج آدمی بھیج کر طلب کروں گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۲۶)

اورنگ آباد ۔ دکن

۲۶ جون ۲۰ء

بخدمت مینجر مطبع نظامی

مقدمہ نکات الشعراء بذریعہ رجسٹری بھیجا جاتا ہے براہ کرم فوراً" لکھائی شروع کر دیجئے نظامی صاحب کا انتظار نہ کیجئے۔ یہ بہت خوشخط اور صاف لکھا ہوا ہے خدا کے لئے اسے غلطیوں سے پاک رکھیئے گا فہرست مضامین اور غلط نامہ کل پرسوں تک پہنچ جائے گا۔

عبدالحق

(۲۷)

اورنگ آباد دکن

۵ جولائی ۲۰ء

مکرمی تسلیم

مقدمہ نکات الشعراء آپ کے پاس پہنچ چکا ہے اب فہرست مضامین اور صحت نامہ بھیجا جاتا ہے جب مقدمہ کی کاپی لکھی جا چکے اور پروف کی صحت ہو جائے تو براہ کرم اصل مضمون واپس بھیج دیا جائے اس کی ضرورت ہے اسے بھول نہ جائیے گا امید کہ ان چیزوں کی طبع میں اب تاخیر نہ ہوگی۔

عبدالحق

(۲۸)

اورنگ آباد

۲۰ مارچ ۲۴ء

مکرمی و معظمی۔ تسلیم

میں اس تاخیر کی معافی چاہتا ہوں مجھے اس عرصہ میں کئی بار حیدر آباد جانا پڑا اور اس کے ساتھ ہی آج کل امتحانات کا زمانہ ہے اس لئے مجھے دیوان ولی کے دیکھنے کی مطلق مہلت نہ ملی جس کا مجھے افسوس ہے انشاء اللہ اس ہفتے میں فرصت ملے گی اس وقت دیکھ کر میں اپنی رائے سے مطلع کروں گا آپ نے کتاب واپس کیوں طلب کی ہے آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر پسند ہو تو انجمن طبع کرائے۔۔ کیا اب رائے بدل گئی بہرحال مجھے کچھ عذر نہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو واپس کر دوں گا۔

نیاز مند

عبدالحق

(۲۹)

اورنگ آباد دکن

۲۱ اپریل ۲۴ء

مکرمی و معظمی

میں نے دیوان ولی کا نسخہ جستہ جستہ دیکھا دیباچے کو بہت طول دیا گیا ہے اور بعض بحثیں جن کا تعلق دیوان ولی یا ولی کی ذات سے نہیں وہ بالکل بے موقع ہیں وہ بذات خود اچھی ہیں لیکن ان کا یہ موقعہ نہیں ہے نیز مجھے آپ کی رائے سے کامل اتفاق ہے کہ قصیدہ اور شکریہ قابل اخراج ہے اس کی مطلق ضرورت نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو کا جو کلام علی گڑھ

میں چھپا اور اس پر جو بے سروپا طول طویل دیباچے لکھے گئے اس کا اثر احسن صاحب پر بھی پڑا۔

لیکن اس میں شک نہیں کہ پونا والے اڈیشن پر اسے بلاشک ترجیح ہے اور نسخہ قابل طبع ہے انجمن نے اپنا مطبع (ٹائپ کا) قائم کر لیا ہے فی الحال ایک کتاب چھپنی شروع ہوئی ہے اس کے بعد دیوان ولی شروع کر دیا جائے گا اور اس سال میں شائع ہو جائے گا آپ اس سے اطمینان رکھیں لیکن طبع سے قبل میں پورے نسخے کو اول تا آخر غور سے دیکھوں گا میرے پاس ولی کے سات آٹھ نسخے ہیں ان سے مقابلہ کروں گا اس کے بعد میں اسے انجمن کی جانب سے شائع کرنے پر آمادہ ہوں آپ نے آخری خط میں بعض لوگوں کے لئے نسخوں کا ذکر کیا ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ یہ کتنے صاحب ہیں اور ان کے لئے کس قدر نسخے مطلوب ہوں گے اس سے بھی مطلع فرمائیں جو کتاب اس وقت زیر طبع ہے وہ ڈیڑھ ماہ میں ختم ہو جائے گی اس کے بعد دیوان کا کام شروع کیا جا سکتا ہے۔

نیاز مند

عبدالحق

(۳۰)

اورنگ آباد

۲۰ ستمبر ۲۴ء

مکرمی و معظمی۔ تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا میں دیوان ولی کے لئے بالکل آمادہ تھا اور اب تک کام شروع بھی ہو جاتا لیکن آپ نے طرح طرح کی شرطیں لگانی شروع کیں اور وہ بھی صاف اور صریح نہ تھیں۔

میں آپ کی طرف سے جواب آنے پر اس کی طبع کا کام شروع کر دوں گا یہ کتاب انجمن ہی کے مطبع میں چھپے گی کیونکہ جو تجربہ مجھے دوسرے مطابع کا ہوا ہے وہ نہایت تلخ ہے کہ اس کی وجہ سے مجھے مطبع کا کھڑاگ اپنے سر لینا پڑا ورنہ میں ہمیشہ اس سے بھاگتا تھا کتاب "جاپان" آپ کی خدمت میں مرسل ہے۔

عبدالحق

(۳۱)

اورنگ آباد

۱۰ جنوری

مکرمی و معظمی۔ تسلیم

سرسید کے خطوط کا مقدمہ پہنچا۔ جس کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں مولوی عبداللہ خان صاحب نے خوب لکھا ہے۔ جنوری

کے پرچہ میں جو وہ چھپ نہیں سکتا البتہ اپریل نمبر میں شائع ہو سکتا ہے میں نے ابھی مطبع میں نہیں بھیجا آپ سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ کتاب اپریل سے قبل تو شائع نہ ہو جائے گی کہیں ایسا نہ ہو کہ کتاب اول شائع ہو جائے اور رسالہ بعد میں۔ رسالہ اپریل کی پندرہ تک ضرور شائع ہو جائے گا لہٰذا اگر یہ اطمینان ہو جائے کہ آپ کی کتاب (خطوط سرسید) جو نصف سے زیادہ چھپ چکی ہے ۱۵ اپریل کے بعد شائع ہو گی امید کہ اس کا جواب عنایت فرمایا جائے گا۔

عبدالحق

(۳۲)

اورنگ آباد

۱۶ مئی

مکرمی تسلیم

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ میں حیدر آباد میں تھا وہاں سے آکر انتخابات میں پھنس گیا اس لئے جواب عرض نہ کر سکا اس تاخیر کی معافی چاہتا ہوں۔ دیوان ولی چھپ چکا ہے صرف دیباچہ باقی ہے دیباچہ احسن صاحب نے بہت طویل لکھا ہے میں اس میں سے زوائد نکال دینا چاہتا ہوں اس کے متعلق آپ کی بھی یہی رائے تھی اس زمانے میں اس کو تفصیل سے دیکھنے کی فرصت نہ ملی۔ کل سے اسے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ میں چھپنا شروع ہو جائے گا۔

بدایوں میں مجھے بھی آپ سے نہ ملنے کا افسوس رہا مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ وہاں تشریف نہیں رکھتے کہیں باہر گئے ہوئے ہیں۔ ورنہ میں ضرور حاضر ہوتا۔

نیاز مند

عبدالحق

نعمان تاثیر کے نام

۲۵ر فروری ۱۹۴۷ء

شفیقی و عزیزی سلمہ!

خیر اس بہانے سے آپ نے خط تو لکھا بہت شکر گزار ہوں۔ جی تو بہت چاہتا ہے کہ آپ کے مشاعرہ میں شریک ہوں لیکن افسوس کہ بے حد مصروف ہوں ۸، ۹ مارچ کو کراچی پہنچنا ناممکن ہے کل الہ آباد جا رہا ہوں وہاں ہماری انجمن کی مجلس نظما (گورننگ باڈی) کا سالانہ جلسہ ہے اس کے بعد ہندی اردو کے مسئلے کے متعلق یو پی کانگریس گورنمنٹ میں ڈیپوٹیشن سے جانے کا ارادہ ہے اس لئے معذور ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔

سندھ کی صوبائی انجمن میں نے صرف آپ کے اعتماد پر آپ صاحبوں کے حوالے کی ہے اب آپ اسے کامیاب بنانے اور فروغ دینے کی ایسی کوشش کیجئے کہ وہ دوسرے صوبوں کے لئے نظیر ہو۔ آپ کا صوبہ اب آگے قدم بڑھا رہا ہے آپ بھی اپنی انجمن کو آگے بڑھائیے۔

خیر طلب
عبدالحق

وحید اکبر آبادی کے نام

(۱)

اورنگ آباد دکن

مورخہ ۶ر جولائی ۱۹۳۶ء

عزیز من - میں یہاں ۲ جولائی کو پہنچا۔ تمہارا خط ملا۔ میں نے کوئٹہ سے تمہارے نام کا چیک بھیجا تھا معلوم ہوتا ہے کہ تم اس کے پہنچنے سے پہلے چل پڑے۔ اگر اس چیک کا روپیہ نہ ملا ہو تو واپس کردو۔ میں پرسوں حیدر آباد جا کر رقم بھیج دوں گا۔ بہرحال اس خط کے پہنچنے یا نہ پہنچنے کے متعلق ضرور اطلاع دو۔

عبدالحق

(۲)

بنجارا روڈ حیدر آباد دکن

مورخہ ۱۵ر اپریل ۳۱ء

عزیز من! تمہارا خط پہنچا۔ خوشی ہوئی کہ تم خیروعافیت سے ہو۔ اور اپنی تعلیم میں مصروف ہو۔ ماہانہ رقم تم کو برابر پہنچتی رہے گی اطمینان سے اپنی تعلیم جاری رکھوں۔ میں ۲۰ اپریل کو اورنگ آباد جاؤں گا۔ اور وہاں سے شملہ یا اسکے آس پاس کہیں چلا جاؤں گا۔ اور لکھوں گا۔

عبدالحق

(۳)

اورنگ آباد دکن

مورخہ ۱۷ر دسمبر ۳۱ء

عزیز من سلمہ! تمہارا خط پہنچا۔ میں آج کل سفر میں ہوں۔ کل دلی جا رہا ہوں اس کے بعد وطن جاؤں گا۔ وہاں تین دن ٹھہر کر جانے کا ارادہ ہے علی گڑھ بھی آؤں گا۔ ۵ یا ۶ جنوری تک۔ حیدر آباد ۱۴ر ۱۵ر جنوری تک واپس ہو جاؤں گا۔ اس وقت تمہاری کتابوں کے لئے نیز دوسرے اخراجات کے لئے رقم بھیجوں گا۔

عبدالحق

(۴)

بنجارا روڈ حیدر آباد دکن

مورخہ ۱۵ر اگست

عزیز من! میں اس سے قبل ایک خط لکھ چکا ہوں آج کا منی آرڈر بھیجتا ہوں۔ آج کل غیر معمولی اخراجات کی وجہ سے زیادہ رقم نہیں بھیج سکا۔ ایام تعطیلات میں تم اسی پر اکتفا کرو۔

عبدالحق

(۵)

عزیز من سلمہ! تمہارا خط پہنچا۔ مجھے تمہارے علمی شوق اور ادبی ذوق سے بے حد مسرت ہوئی۔ میں نے ایک سال کا چندہ تمہاری طرف سے انجمن کو ادا کر دیا ہے۔ "اردو" برابر تمہارے پاس پہنچتا رہے گا۔

تمہارے حالات پڑھ کر مجھے تم سے ہمدردی ہو گئی ہے بے شک تمہارے رستے میں بہت سی مشکلات ہیں لیکن اگر تمہارا شوق سچا ہے تو سب مشکلیں آسان ہو جائیں گی ہمت نہ ہارو اور کام کئے جاؤ۔ طالب علموں کو اس سے زیادہ مصیبتیں پیش آئی ہیں لیکن ہمت اور محنت ہمیشہ ان پر غالب آتی ہیں۔

تمہارا خیر طلب

عبدالحق

وحید قیصر ندوی کے نام

(۱)

انجمن ترقی اردو

۲۸ر جنوری ۵۰ء

مشفقی و مکرمی

السلام علیکم۔ آپ کا خط ملا پڑھ کر جو مجھے خوشی ہوئی وہ بیان نہیں کر سکتا میں ڈھاکہ کی انجمن سے مایوس ہو چکا تھا' لیکن جو خوشخبری آپ نے دی ہے اس سے توقع ہوتی ہے کہ اب کام مستعدی سے ہونے لگے گا آپ کا مضمون اور یہ خوشخبری یکم فروری کے قومی زبان میں شائع ہو جائے گی۔

ایک معاملے میں آپ سے مشورہ کرنا اور مدد لینا چاہتا ہوں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ اس سال سے پانچویں جماعت سے مشرقی پاکستان میں اردو لازمی طور سے پڑھائی جائے گی۔ فضلی صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ چونکہ تعلیم کا سال جنوری سے شروع ہوتا ہے لہٰذا اس سال کسی نئی کتاب لکھنے کا موقع نہیں لہٰذا اس وقت یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جو اردو قاعدے بازار میں دستیاب ہوں ان سے کام چلایا جائے۔ انجمن کا قاعدہ ایک خاصی تعداد میں ہماری پاس موجود ہے اور اس کے بلاک بھی تیار رکھے ہیں جس تعداد میں چاہیں فوراً" چھپوا سکتے ہیں۔ فضلی[1] صاحب نے لکھا ہے کہ انجمن کے قاعدے بھی جلد سے جلد بازار میں پہنچ جانا چاہئیں لیکن کیونکر پہنچاؤں اور کس کے ذریعہ فروخت کا انتظام کیا جائے۔ یہ میں نہیں جانتا۔ آپ براہ کرم بواپسی اطلاع دیجئے۔ کہ کیا کیا جائے۔ اگر اس کام کو آپ اپنے ذمے لے لیں اور کوئی معقول انتظام کر دیں تو میں بہت ممنون ہوں گا۔ انجمن کی مالی حالت اس وقت بہت سقیم ہے اگر اس سے کچھ فائدہ ہو گیا تو کچھ نہ کچھ اس کے کاموں میں مدد مل جائے گی اور آئندہ سال کے لئے جو کتاب تیار کی جائے گی۔ اس کی طباعت وغیرہ میں یہ رقم بہت کام آئے گی جواب کا انتظار کروں گا۔

خیر طلب

عبدالحق

(۲)

انجمن ترقی اردو پاکستان

۲ر فروری ۵۰ء

مشفقی و مکرمی سلمہ'

آپ کا خط ابھی ملا' آپ کی بھیجی ہوئی رودادیں اب ۱۶ر فروری کے پرچے میں شائع ہوں گی۔ میں آپ کا بہت شکر گزار

---

[1] سید فضل احمد کریم فضلی ۔ سابق سیکرٹری تعلیمات حکومت مشرقی پاکستان

ہوں کہ آپ تمام حالات سے مجھے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔

میرا خط پہنچ گیا ہو گا۔ اس میں میں نے انجمن کے اردو کے قاعدے کے متعلق لکھا۔ آپ نے اپنے اس خط میں انجمن ترقی اردو کے مکتبہ کا خیال ظاہر کیا ہے' یہ بہت مبارک خیال ہے اور مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی میری بھی یہ آرزو تھی مگر کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی تھی ضرور قائم کیجئے لیکن مجھے اس سے اتفاق نہیں کہ آپ ریڈیو کی ملازمت سے استعفا دیدیں۔ میری رائے میں فی الحال یہ مناسب ہو گا کہ اپنی انجمن میں اسے قائم کیجئے اور تجربہ سے یہ معلوم ہو کہ کتابوں کی کافی مانگ ہے اور اس میں آپ کو اتنی آمدنی ہو سکتی ہے۔ کہ آپ کے لئے مکتفی ہو تو اس وقت آپ ریڈیو سے مستعفی ہو جائیں۔ اب آپ مجھے فوراً" قاعدے کے متعلق تحریر کریں۔ اس وقت چھپے ہوئے ایک ہزار کے قریب موجود ہیں۔ اس کے بلاک ہمارے پاس تیار رکھے ہیں۔ چند روز میں ضرورت کے مطابق ہزاروں کی تعداد میں چھپوا سکتے ہیں چھپے ہوئے جو اس وقت موجود ہیں وہ پانی کے جہاز سے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اس کے بعد جس قدر تعداد میں آپ فرمائیں گے چھپوا کر بھیجدیں گے۔ شبر حاتمی سلام کہتے ہیں۔

خیر طلب
عبدالحق

(۳)

کل پاکستان انجمن ترقی اردو
۲۷ر فروری ۵۰ء

مشفقی و مکرمی۔ تسلیم

قاعدے پانی کے جہاز سے بھیج دیئے گئے اور اس کی اطلاع بھی دفتر سے کر دی گئی تھی کہ کس ذریعہ سے بھیجے گئے ہیں وصول کے بعد پہنچنے کی اطلاع دیجئے گا یہ کل ۱۳۰۰ ہیں اسی قدر موجود تھے۔ اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو لکھ بھیجئے گا اسی قدر تعداد میں بھیج دیئے جائیں گے اس کے بلاک ہمارے پاس موجود ہیں۔ اگر آپ کی کمیٹی مشورہ دے تو ضرور مکتبہ قاسم کو دیجئے انجمن اپنی ساری کتابیں جو اس وقت موجود ہیں اور جو چھپ رہی ہیں یا چھپیں گی آپ کے مکتبہ کو دے گی۔

آپ کا مضمون ۱۵ر فروری کے پرچے میں شائع ہو گیا ہے۔ اردو کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس کا میدان عمل بہت وسیع ہے یعنی ان سائیکلو پی ڈیا لغات (ہر قسم کے) علمی اور دفتری اصطلاحات یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم اردو' تعلیم بالغان وغیرہ وغیرہ سب کچھ ہے کمیٹی سوا اس کے کہ تجویزیں پیش کر دے اور کیا کر سکتی ہے عمل تو حکومت کے ہاتھ میں ہے یہ کام اس قدر وسیع اور مشکل ہے کہ جب تک اس کے لئے خاص ادارہ نہ قائم کیا جائے اور بہت بڑی رقم منظور نہ کی جائے اس طرح عمل میں آنا دشوار ہے۔

آپ پوچھتے ہیں کہ .... یونیورسٹی نے اردو کالج کا الحاق کیوں نامنظور کیا۔ اس کالج کا اس سے بڑھ کر اور کیا جرم ہو سکتا ہے کہ اس کا ذریعہ تعلیم اردو ہے۔

شادانی صاحب[ا] سے کہہ دیجئے کہ کتاب کیلئے حیدر آباد پھر لکھا ہے مل گئی تو فوراً بھیج دوں گا۔

امید ہے کہ اب ڈھاکہ میں مکمل امن ہو گا۔

خیر طلب
عبدالحق

(۴)

انجمن ترقی اردو پاکستان
۱۴ر اپریل ۵۰ء

مشفقی و مکرمی قیصر صاحب سلمہ'

تعجب ہے آپ کو میرا خط نہیں ملا کہیں اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ پتہ اردو میں تھا۔

حکومت کی امداد آپ کے پہلے خط سے معلوم ہو گیا تھا اور اس پر میں نے آپ کو مبارک باد لکھی تھی۔

حیرت ہے کہ قاعدے اب تک وصول نہیں ہوئے اس کے متعلق دریافت کروں گا۔ آپ بھی ان سے دریافت کیجئے۔ جن کی معرفت آپ کو پہنچیں گے ان کا پتا آپ کو لکھ دیا تھا' امید ہے کہ یوم اقبال سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو حقیقی کام کرنے کا موقع ملے گا۔

میں تو وہاں نہ آ سکا۔ مگر فضلی صاحب کو اردو کمیٹی پاکستان میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ سرکاری کمیٹی ہے اور وہ اس کے ممبر ہیں اس کا اجلاس ۲۴ر اپریل کو ہو گا۔

پاسبان کا اڈیٹوریل پہنچا۔ قومی زبان کے اڈیٹر کو بغرض اشاعت دیدوں گا۔

آپ سب سے پہلے کتب خانے اور بالغوں کی تعلیم کا انتظام کیجئے۔ اخبار اور رسالے کے خبط میں نہ پڑیئے۔ اس کا درجہ بعد میں آئے گا۔ مشرقی پاکستان میں مقدم اردو زبان کی اشاعت ہے جو بڑوں اور چھوٹوں کو اردو پڑھنے سے حاصل ہو گی۔

چھوٹی ڈکشنری بھیجنے کے لئے ہدایت کر دی گئی ہے۔

خیر طلب
عبدالحق

(۵)

کل پاکستان انجمن ترقی اردو

ا : ڈاکٹر عندلیب شادانی ۔ صدر شعبہ اردو فارسی ڈھاکہ یونیورسٹی

۱۰ر مئی ۵۰ء

قیصر صاحب، خدا آپ کو خوش رکھے اور مقصد میں کامیاب کرے۔ آپ کا خط آیا اور بہت سی خوشخبریاں اپنے ساتھ لایا۔ اسے پڑھ کر مجھے بہت مسرت اور اطمینان ہوا۔ اگر کام اسی طرح چلتا رہا تو آپ کی انجمن مشرقی پاکستان کے لئے موجب برکت ہو گی۔

وہاں کے لئے اردو ریڈروں کا تیار کرنا بہت ضروری ہے پہلی ریڈر کا کام ابھی سے شروع کر دینا چاہئے کہ آئندہ سال چھپ سکیں۔ دوسری ریڈر دوسرے سال تیار کی جائے گی۔ فضلی صاحب کے سر رہئے انہیں سے کام نکلے گا۔ رسالہ اردو میں کئی سال ہوئے ایک مضمون دو قسطوں میں چھپا تھا اور اس میں ایک بڑی تعداد میں ایسے بنگالی الفاظ جمع کر دیئے گئے ہیں جو اردو اور بنگالی میں مشترک ہیں اگر آپ کہیں گے تو نقل کروا کر بھجوا دوں گا۔ شہاب الدین رحمت اللہ صاحب بڑے کام کے آدمی نکلے۔ ان کے سلہٹ جانے سے ہماری شاخ سلہٹ کو بڑا فائدہ پہنچے گا۔ ایسے دو چار آدمی اور مل جائیں تو مشرقی پاکستان کا کام بہت آسان ہو جائے۔ ان کے سلہٹ پہونچنے پر ان کو ایک خط لکھوں گا۔

ان کے مسلمان شاعر والا مضمون پڑھا خوب ہے مجھے بہت پسند آیا۔ یہ مضمون تو رسالہ اردو میں آنا چاہئے تھا۔

شادانی صاحب کا کوئی خط نہیں آیا۔ اردو کا جو نصاب تجویز ہوا ہے وہ ضرور بھیج دیجئے۔

خیر طلب
عبدالحق

(٦)

انجمن ترقی اردو پاکستان
۱۰ر مئی ۵۰ء

مشفقی و مکرمی۔ السلام علیکم

آپ کا خط پہونچا۔ فضلی صاحب سے ملاقات رہی۔ لائبریری بن جائے تو بہت اچھا ہو۔ کیا افسوس ہے کہ قاعدے اب تک نہ پہنچے، غلطی ہو گئی تھی تار بھی دے دیا تھا۔ امید ہے اب مل جائیں گے۔

خواجہ نور الدین صاحب معلوم ہوتا ہے یہاں نہیں آئے کیونکہ اخباروں میں ان کا نام کہیں نہیں تھا۔

آپ نے یوم اقبال بڑی شان سے منایا خیر اس سے انجمن کا پروپیگنڈہ تو ہو جائے گا۔ مباحثہ کا موضوع کیا تھا۔ یہ آپ نے نہیں لکھا۔ اخبار میں اس کی روداد چھپی تو کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آئے گا۔ فوراً لکھ بھیجئے۔ اس وقت تک روداد کتابت کو نہیں دیجائے گی۔

یہ ناصر صاحب کون ہیں جنہیں انجمن میں ملازم رکھا گیا ہے فضلی صاحب ان کی بہت تعریف کرتے تھے آئندہ سال کے لئے اردو کی پہلی کتاب لکھنے کے متعلق فضلی صاحب سے گفتگو کی وہ کہتے ہیں کہ اس میں نیز دوسری ریڈروں میں ایسے سبق بھی ہونے چاہئیں جن کا تعلق مشرقی پاکستان کے ماحول سے ہو۔ اور ان میں ایسے الفاظ بھی ہوں جو بنگالی میں مشترک ہوں۔ وہ کہتے تھے ہم نے نصاب اور اس کی تفصیل تیار کر لی ہے اور شادانی صاحب سے کہا تھا کہ آپ کو ایک نقل بھیج دیں۔ مجھے اب تک اس کی نقل وصول نہیں ہوئی۔ مہربانی کرکے آپ شادانی صاحب سے لے کر بھیج دیجئے۔ نیز ان کا خیال ہے کہ ان ریڈروں کے لکھنے کے لئے ہمارا کوئی آدمی ان سے مل کر ہدایات حاصل کرے اور ان کے مشورے سے تیار کی جائیں۔ آپ ان سے مل کر اس بارے میں گفتگو کرکے مجھے اطلاع دیجئے۔ آپ کی بدولت وہاں کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں ورنہ کچھ خبر نہ ہو شادانی صاحب نے تو خط و کتابت موقوف کر دی۔

خیر طلب
عبدالحق

(۷)

انجمن ترقی اردو پاکستان
۲۶ر مئی ۵۰ء

مکرمی و عزیزی قیصر صاحب سلمہ'

آپ کا خط پہونچا۔ آپ کے خط میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی خوشخبری ہوتی ہے۔ اردو کالج کے افتتاح کی خبر بہت ہی امید افزا اور دل خوش کن ہے۔

خوب کیا جو دو مرکز کھول لئے۔ کام کرنے لگیں تو یہ دو بھی بہتیرے ہیں۔ خدا آپ کی ہمت میں برکت دے ایسی سب خبریں آپ الگ پرچوں پر قومی زبان کے لئے لکھ بھیجا کریں۔

شادانی صاحب نے اب تک مجوزہ ریڈروں کا نصاب نہیں بھیجا۔ آپ خود جا کر ان سے حاصل کرکے مجھے بھیج دیں۔ ورنہ وہ قیامت تک نہ بھیجیں گے۔ فضلی صاحب بھی ان سے کہہ چکے ہیں۔

آپ نے غلام مصطفیٰ صاحب کی بعض نظموں کے ترجمے کئے ہیں جو ماہ نومبر میں چھپے تھے۔ خوب شاعر ہیں انہوں نے اردو کی حمایت میں جو مضمون لکھا ہے اس کا ترجمہ ضرور بھیج دیجئے وہ ہمارے کام کی چیز ہے۔

بنگلہ میں اردو الفاظ کے لئے مجھے کوئی شخص نہیں ملا جو نقل کر دیتا' اب ضرور کسی کو پکڑ کر آپ کے لئے نقل کرالوں گا۔ رسالہ اردو کے لئے جو مضمون آپ لکھ رہے ہیں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

خیر طلب

عبدالحق

(۸)

انجمن ترقی اردو

۱۵ر دسمبر ۵۰ء

مشفقی و مکرمی ۔ السلام علیکم

آپ کا خط پہنچا۔ ابھی تک حاجی متین احمد کا ڈرافٹ نہیں پہونچا ان سے کہکر بھجوا دیجئے۔ بڑی مہربانی ہو گی۔ اردو بنگالی لغت کل بذریعہ رجسٹری آپ کو بھجوا دوں گا۔ اسے احتیاط سے رکھئے گا۔ اور جہاں تک ممکن ہو فوراً شروع کر دیجئے۔ اس کام میں مناسب آدمی نہ ملنے سے بہت تاخیر ہوئی' امید کہ پروفیسر علی احسن صاحب کی توجہ اور امداد سے یہ کام بخیر و خوبی انجام کو پہنچ جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ ۱۹۵۱ء میں یہ لغت شائع ہو جائے۔ ہم نے اسے ۱۹۵۱ء کے پروگرام میں رکھا ہے۔ فضلی صاحب لاہور سے آتے ہوئے ایک دن کراچی ٹھہرے اور مجھ سے بھی ملنے آئے۔

فاطمہ سلمہا کو میں نے یہاں پہنچکر خط لکھا تھا۔ اس سے مجھے خوشی ہوئی کہ وہ انجمن کے لئے روپیہ فراہم کرنے کی برابر کوشش کر رہی ہیں۔ ان کے لئے موٹر کا ضرور انتظام کر دیا جائے۔ شبینہ مدارس کا ضرور انتظام کیجئے۔ آپ کی انجمن کا اصل کام یہی ہے۔

مشرقی پاکستان میں انجمن کی مطبوعات بہم پہنچانے کے لئے کیا انتظام ہونا چاہئے۔ اگر آپ اس کے متعلق اپنی تجاویز لکھ بھیجیں تو کمیٹی میں پیش کر کے منظوری حاصل کر لوں گا۔

خیر طلب
عبدالحق

(۹)

۱۶ر جنوری ۱۹۵۱ء

آپ کا خط پہنچا۔ بہت بہت شکریہ۔ آفتاب حسن صاحب کا بھی خط آیا۔ میں بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے سائنس کے خریدار بنا لئے۔ اس میں ضرور کوشش کیجئے۔ آئندہ یہ رسالہ کراچی سے شائع ہو گا۔

آپ نے لکھا تھا کہ آپ انجمن کی مطبوعات کے لئے مشرقی پاکستان میں کام کرنا چاہتے ہیں۔ براہ کرم اس کے متعلق اپنی شرائط الگ خط میں لکھ بھیجئے تاکہ باقاعدہ دفتر سے کاروائی کر کے آپ کو اطلاع کی جائے۔ فاطمہ فضلی نے کچھ اور رقم جمع کی یا نہیں۔ حاجی متین احمد صاحب سے بھی باقی رقم بھجوایئے۔

چاٹگام میں بعض صاحبوں نے یہ شوشہ چھوڑا ہے کہ مشرقی پاکستان کی رقم مغربی پاکستان نہیں جانی چاہیئے۔ جائے افسوس ہے گویا اب دو پاکستان ہو گئے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۱۰)

۹؍ اگست ۱۹۵۱ء

آپ کا خط پہنچا۔ پروفیسر علی احسن[ا] صاحب کی وجہ سے بہت وقت ضائع ہوا۔ آپ نے جو اب انتظام کیا ہے وہ مناسب ہے یہ کام جس قدر جلد ممکن ہو تکمیل کو پہنچا دیجئے لیکن اس کی تکمیل میں پوری احتیاط کی جائے تاکہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔ آپ مہربانی کرکے اس کی نگرانی کریں۔

انجمن کو اب تک کوئی رقم نہیں ملی، یہاں تک کہ معمولی گرانٹ بھی حکومت نے نہیں دی۔ کوشش جاری ہے۔ مرکزی انجمن سے اس کی شاخ ہی اچھی رہی۔

یہ غنیمت ہے کہ اب وہاں اردو کی پہلی سی مخالفت نہیں رہی۔ میں خود مشرقی پاکستان میں کام کرنے کے لئے بیتاب ہوں۔ لیکن حالات کچھ ایسے ہیں کہ فی الحال کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ یہاں کے جھمیلوں سے فرصت ملے تو پھر اس پر غور کروں گا۔

خیر طلب

عبدالحق

(۱۱)

۱۱؍ اکتوبر ۱۹۵۱ء

یہ معلوم کرکے بہت اطمینان ہوا کہ لغت کا کام جاری ہے۔ اس کی تکمیل ہو گئی تو یہ اچھا کام ہو جائے گا۔ کم سے کم یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ انجمن مشرقی پاکستان کی طرف سے غافل نہیں۔

کیا اس کے بعد بھی کسی کو دکھانے کی ضرورت ہو گی تاکہ اس کی تصدیق ہو جائے کہ یہ اس قابل ہے کہ طبع کی جائے یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ بعد میں لوگ خواہ مخواہ اعتراض نہ کریں۔

چانٹاری پبلک نے اپنی دوسری سالگرہ پر مجھے مدعو کیا تھا لیکن میں نے معذرت کر دی نہیں جا سکا۔

ا۔ اُردو کالج کراچی کے سابق پرنسپل

ناصر رضوی صاحب آپ کو خوب ملے جو لوگ باہر سے آئے ہیں ان کو ایسی حرکتیں نہیں کرنی چاہئیں اس سے سب کی بدنامی ہوتی ہے۔ سلہٹ میں بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے۔

اب آپ کی انجمن کو ڈھاکے سے باہر نکل کر بھی کام کرنا چاہئے اور اردو کی اہمیت اور ضرورت کو عام لوگوں تک پہنچانا چاہئے۔

مولانا اکرم خان صاحب نے خوب کام کیا' بہت قابل شکریہ ہیں۔ فضلی صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی وہ کچھ خفا ہیں۔ میں نے آپ کو اپنے پچھلے خط میں لکھا تھا کہ مجھے ایک خط الگ اس مضمون کا لکھ بھیجئے کہ آپ مشرقی پاکستان میں انجمن ترقی اردو پاکستان کے نمائندے کی حیثیت سے کام کرنا چاہتے ہیں اور انجمن کو وہاں کے حالات سے مطلع کرتے رہیں گے تو میں آپ کو انجمن کی طرف سے ایک باضابطہ تحریر اجازت نامے کے طور پر لکھ بھیجوں گا۔

قومی زبان کے اجرا کے متعلق دفتر کو تاکید کردوں گا' اطمینان رکھیئے۔ اب آپ کی انجمن کے ناظم مولوی محمد رضا انصاری صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ ان کا خط آیا تھا' امید ہے کہ وہ اچھا کام کریں گے۔ کام کرنا مشکل ہے۔

بلوچستان اردو کانفرنس ۲۶' ۲۷' ۲۸ر اکتوبر کو ہوگی۔

خیر طلب

عبدالحق

(۱۲)

۱۶ر فروری ۱۹۵۲ء

کل میں نے سومرسٹ ہاؤس سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مولانا اکرم خان صاحب آئے بھی اور چلے بھی گئے سخت تعجب ہوا کہ علماء کی کانفرنس میں شرکت کے بغیر چند گھنٹے قیام کرکے لاہور چلے گئے۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ افسوس ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔

مہاجرین کی کانفرنس جو چاٹگام میں ہونے والی تھی اس کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ وہ ۲۶ر فروری کو ہوگی اور وہ حضرات ایک چارٹرڈ پلین میں یہاں سے بعض صاحبوں کو لے جائیں گے۔ یہ اطلاع ولی محمد بنگالی صاحب نے (جو وفد مہاجرین کے صدر ہیں) قاضی کو دی۔ مجھ سے نہیں ملے۔

لغت کے متعلق مولانا نے عجب قسم کی رائے دی ہے۔ یہ لغت جو ہم نے تیار کی ہے وہ صرف طلبہ کے لئے نہیں ہے بلکہ سب کے لئے ہے۔ اس سے طلبہ نیز عام لوگ سب فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مولانا سے صرف اتنی دریافت کرنی تھی کہ جو کچھ کام ہوا ہے وہ ٹھیک ہے یا نہیں' اس میں ایسی غلطیاں تو نہیں جو قابل اعتراض ہوں اور بہ حیثیت مجموعی جس اصول پر کام ہوا

ہے وہ ان کی رائے میں صحیح ہے یا اس میں کسی اصلاح یا ترمیم کی ضرورت ہے۔ مولانا اب لاہور سے ڈھاکے تشریف لے جائیں گے اور اس کے بعد ۱۲ر مارچ کو یہاں آئیں گے اس لئے آپ ان سے مل کر لغت کے متعلق یہ سب عرض کر دیجئے اگر ان کو اس کے دیکھنے کی فرصت نہ ہو تو وہ کسی ایسے شخص سے سفارش کر دیں جو ان کی رائے میں اس کا اہل ہو۔ جب تک یہ نہ ہو گا انجمن اس لغت کی اشاعت نہیں کر سکتی۔

فضلی صاحب اب آنے والے ہی ہوں گے دیکھئے اب وہ وہاں رہیں گے یا کراچی وارد ہوں گے۔ وہ صورت تو اب نہیں رہی جو پہلے تھی لیکن ان کے لئے اب بھی بہت گنجائش ہے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۱۳)

۲ر جولائی ۱۹۵۲ء

اتنے دنوں کے بعد جو آپ کا خط آیا تو اسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ہندوستان سے بھی ہو آئے۔ خیر یہ فرض بھی ادا ہو گیا۔ تنہا گئے تھے یا بیگم صاحب بھی ساتھ تھیں؟ اپنا مضمون "سیکولر اسٹیٹ میں چار ہفتے" ضرور بھیجئے بہت دلچسپ ہو گا۔

میں ایک پمفلٹ اردو، انگریزی اور بنگالی تینوں زبانوں میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ اس پمفلٹ میں صرف صائب الرائے بنگالیوں کے وہ مضمون ہوں گے جو انہوں نے اردو کی حمایت میں لکھے ہیں۔ ابھی حال میں بنگالی شاعر غلام مصطفیٰ صاحب کا مضمون مارننگ نیوز میں شائع ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ قومی زبان میں چھپا ہے۔ بہت خوب اور نہایت معقول مضمون لکھا ہے۔ ہم اپنا پمفلٹ اردو انگریزی میں تو تیار کر لیں گے لیکن بنگالی کا کیا ہو گا۔ یہاں کوئی ایسا بنگالی نہیں جو اس کام کو کر سکے۔

مولانا اکرم خان نے ہماری لغت کے متعلق جو رائے دی تھی وہ بالکل غیر متعلق اور غیر ضروری تھی۔ مڈل اور ہائی اسکول سے اس لغت کو کوئی واسطہ نہیں۔ ہم تو ان سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ اس قابل ہے کہ شائع کر دی جائے۔ اگر کوئی خامی ہے تو اس سے مطلع فرمائیں تاکہ وہ رفع کر دی جائے۔ معلوم نہیں مولانا نے اسے غور سے دیکھا بھی یا نہیں۔ اگر ان کی رائے میں یہ بیکار ہے تو پھر بڑی مشکل ہو گی۔ پروفیسر علی احسن نے ہماری لغت کی نظر ثانی کی اور اب وہ اپنی لغت ترتیب دے رہے ہیں یہ تو اچھی بات نہیں۔ آخر اب کیا کیا جائے، اب تک جو روپیہ صرف ہوا وہ بیکار گیا۔

جو حالات اپنے خسر صاحب کے خلاف پروپیگنڈے کے متعلق لکھے ہیں اس کے توڑ میں یہ مناسب ہو گا کہ آپ ان سے ایک مضمون اردو کے بارے میں لکھا کر بھجوا دیجئے۔ انجمن کی مالی حالت درست کرنے کی بیکار کوشش کر رہا ہوں ملک سے بہت کم وصول ہوا لیکن میں نے یہ کیا کہ اس رقم سے اچھا مطبع قائم کر لیا جو انگریزی اور اردو ٹائپ کا مکمل پریس ہے۔ اب

لیتھو پریس لینے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ہمارے رسالے اور کتابیں تو خیر چھپیں گی لیکن یہ انجمن کے لئے مالی امداد کا ذریعہ بھی ہو گا۔ بعض اور تجویزیں بھی ہیں جن کے عمل میں لانے کے لئے ساعی ہوں۔

افسوس آپ کی انجمن کوئی ایسا کام نہیں کر رہی ہے جس کی اس وقت ضرورت ہے۔ یہی وقت تو کام کا تھا اور ایسے ہی وقت میں خاموشی اختیار کر لی گئی ہے۔ فضلی صاحب کا بھی یہی شیوہ تھا وہ اسے اپنی تفریح اور لطف کا آلہ سمجھتے تھے۔ اردو کی اشاعت و ترویج سے مطلق دلچسپی نہ تھی۔

شادانی صاحب خاور کے ہو کے رہ گئے وہاں یہ اردو خدمت کی نہیں۔ وہ اپنا شوق پورا کر رہے ہیں یہ سب ادبی تفریح و عیاشی ہے۔ مشرقی پاکستان میں اردو کی خدمت کچھ اور ہی چاہتی ہے وہ ضرورت خاور سے پوری نہیں ہو سکتی۔ افسوس کہ نہ مجھ میں اتنی استطاعت ہے اور نہ انجمن میں ورنہ میں کام کر کے دکھا دیتا۔ یہ حضرات اس قسم کی محنت سے جی چراتے ہیں انہیں تو شعر و سخن کی مجلسیں چاہئیں اور اس کا سامان انہوں نے مہیا کر لیا ہے۔ جو لوگ اردو کی محبت کا دعوی کرتے ہیں وہی عین وقت پر روپوش ہو جاتے ہیں یا طرح طرح کے حیلے حوالے کرنے لگتے ہیں۔ قومی زبان کے جو پرچے آپ کو نہیں پہنچے وہ بھجوا دیئے جائیں گے۔

بہت جی چاہتا ہے کہ وہاں آؤں اور انجمن کی اس شاخ کی تنظیم آپ صاحبوں کی مدد سے کروں لیکن مجبور ہوں اب نہیں تو پھر کسی وقت ضرور آؤں گا۔

حروف القران کے سلسلے میں حکیم عبدالعزیز اور نور الدین احمد صاحب نے پاک بنگلہ پرائمر اور بنگلہ بول چال شائع کر کے بڑی قابل قدر خدمت کی ہے۔ اب ہمیں سب سے زیادہ زور اس بات پر دینا چاہئے کہ بنگلہ قرانی رسم الخط میں لکھی جائے۔ جس دن اس میں کامیابی ہو گئی تو سمجھو کہ مشرقی پاکستان میں اردو کا جھنڈا گڑ گیا۔

والسلام

عبدالحق

(۱۴)

۹ر جولائی ۱۹۵۲ء

آپ کا خط پہنچا' اس فوری جواب کا شکریہ۔ مصطفیٰ صاحب کا اصل مضمون (بنگالی میں) ضرور بھیج دیجئے۔ میں اردو انگریزی بنگالی پمفلٹ الگ الگ چھاپنا چاہتا ہوں۔ اس میں ایک مشکل یہ ہے کہ یہاں کوئی ایسا شخص نہیں جو بعض مضامین کا جو انگریزی یا اردو میں ہیں بنگالی میں ترجمہ کر دے اور یہاں بنگالی زبان کا کوئی مطبع بھی نہیں۔ یہ کام آپ کو ڈھاکے میں کرنا ہو گا۔

مولانا اکرم خان کی رائے لغت کے متعلق معلوم ہوئی۔ یہ صحیح ہے کہ اس میں بعض غریب الفاظ شریک کر دیئے گئے ہیں کچھ ہم نے خارج کر دیئے تھے پھر بھی باقی رہ گئے۔ اب کیا کیا جائے۔ کیا کوئی صورت اس کی اصلاح کی ہو سکتی ہے؟ افسوس ہمارا روپیہ ضائع ہوا۔

ہمارا انگریزی اردو ٹائپ کا مطبع تو مکمل ہو گیا ہے۔ اب لیتھو کا باقی ہے وہ بھی انشاء اللہ اسی مہینے میں آجائے گا۔ اس سے انجمن کو کافی آمدنی ہو جائے گی۔ اس وقت بھی قومی زبان' اردو' معاشیات' سائنس اور تاریخ و سیاسیات کے رسالے ہمارے ہی مطبع میں چھپتے ہیں۔ آپ میری کارگزاری کی تعریف کرتے ہیں' مجھے پڑھ کر شرم آتی ہے۔ کاش میرے پاس روپیہ ہوتا تو کچھ کر کے دکھاتا۔ ایک تہی دست شخص اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے۔ میں تہی دست اور حکومت غافل اور بے حس ان حالات میں کیا توقع ہو سکتی ہے۔

حروف القران والے بے شک بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ میں نے انہیں خط لکھا تھا اور ان کے کام کی تعریف کی تھی اس تحریک کو زور شور سے چلانا چاہئے۔ یہ چل گئی تو ہماری جیت ہے۔

اچھا! اب معلوم ہوا کہ بیگم صاحبہ لاہور میں ہیں۔ تبھی تو میں کہوں کہ خط کا جواب فوراً" کیسے آگیا۔ خدا کرے وہ آنے میں دیر کریں اور آپ گھبرائے ہوئے لاہور پہنچیں اور وہاں سے ایک چکر کراچی کا بھی لگا لیں۔ بیگم صاحبہ کے طفیل میں آپ کو لاہور اور کراچی کی سیر کا اچھا موقع مل جائے گا۔

فضلی صاحب آج کل راولپنڈی میں خوب مشاعرے کر رہے ہیں۔ جگر صاحب کو بھی وہیں بلا لیا ہے۔ آزادی کشمیر کے لئے اس سے بڑھ کر کیا سعی بلیغ ہو سکتی ہے اللہ ہمارے حال پر رحم کرے۔

والسلام

عبدالحق

(۱۵)

۲۴ر جولائی ۱۹۵۲ء

آپ کا خط پہنچا۔ لغت کے متعلق مجھے آپ کی اور تمنائی صاحب کی رائے سے اتفاق ہے۔ بسم اللہ کر کے اس کام کو شروع کر دیا۔ اردو لغت کی دو کتابیں آپ کو دو تین روز میں بھیج دوں گا۔ مولانا عبدالرحیم کو پانسو روپیہ معاوضہ اس وقت دیا جائے گا جب مولانا اکرم خان اور دوسرے حضرات یہ تصدیق کریں کہ یہ مستند اور قابل اشاعت ہے۔

ریڈیو کے متعلق پہلا ایڈیٹوریل شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا بھی نوٹ کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ آپ کے نام کو اس سے کیا غرض' آپ اطمینان رکھیں ایسی غلطی نہیں ہو سکتی۔

ڈھاکہ انجمن کی مجلس عاملہ کا جلسہ ہو گیا ہو گا۔ اس کی کاروائی سے ضرور مطلع کیجئے۔

وہ مضامین جن کا ترجمہ بنگلہ میں ہونا چاہئے بذریعہ رجسٹری بھیج رہا ہوں۔ خان بہادر بدر الدین احمد کے انگریزی پمفلٹ کا ترجمہ ہم نے تمنائی کی معرفت بنگلہ میں کرایا تھا۔ اس کا ایک نسخہ آپ ان سے فوراً لے لیں۔ وہ بہت جلد وہاں سے آنے والے ہیں غلام مصطفیٰ صاحب کا مضمون تو بنگلہ ہی میں لکھا گیا تھا۔ وہ آپ کو وہاں مل جائے گا۔

اس پمفلٹ کی ترتیب یہ ہونی چاہئے۔ بدرالدین احمد صاحب کا مفصل مضمون اس کے بعد دوسرے۔

بدر الدین احمد کا مضمون بنگلہ میں مل گیا' وہ بھی بھیج رہا ہوں۔ اب فوراً طباعت کا انتظام شروع کر دیں۔ یہ پمفلٹ کس تعداد میں شائع ہونا چاہئے' اطلاع چاہئے۔ شادانی صاحب سے کمیٹی میں ملاقات ہوئی تھی۔ کہتے تھے مفصل ملاقات آ کر کروں گا بہت سی باتیں کہنے کی ہیں۔ ابھی تک تو آئے نہیں۔

عبدالحق

(۱۶)

۲۰ر جولائی ۱۹۵۲ء

آپ کا خط پہنچا اور اس کے بعد بنگالی کتابیں وصول ہوئیں چند روز میں آپ کو پمفلٹ کا مسودہ بھیجوں گا۔ اس میں سب کے سب وہ مضامین ہوں گے جو بنگالی اہل نظر نے اردو کی حمایت میں لکھے ہیں۔ خان بہادر بدر الدین احمد کے انگریزی پمفلٹ کا ترجمہ ہم نے بنگالی میں کرا کر شائع کیا تھا اس لئے اب اس کے ترجمے کی ضرورت نہ ہو گی البتہ اب کوئی اہل زبان اس پر ایک نظر ڈال لیں تو مناسب ہو گا۔ غلام مصطفیٰ صاحب کا مضمون پہلے سے بنگالی میں ہے۔ ایک دو چھوٹے مضمون ایسے ہوں گے جن کا بنگلہ میں ترجمہ کرانا پڑے گا۔ یہ بنگالی پمفلٹ آپ وہیں چھپوائیں گے۔ اردو اور انگریزی پمفلٹ ہم اپنے مطبع میں چھاپیں گے۔

مولانا ظفر احمد صاحب کے مضمون کا انتظار ہے۔ عندلیب شادانی صاحب ایک کمیٹی میں یہاں تشریف لائے ہیں۔ مجھ سے کہتے تھے کہ کسی دن مفصل گفتگو کریں گے۔ فرماتے تھے کہ زبان کے معاملے میں حالت بہت خطرناک ہے۔ آپ سے ملاقات ہو تو تفصیل سے پوچھوں۔

۱۹۵۲ء کے اختتام پر انجمن کو پچاس سال ہوتے ہیں۔ ارادہ ہے کہ ۵۳ء کے شروع میں پنجاہ سالہ جوبلی منائی جائے۔ ابھی اس پر غور کر رہا ہوں۔

ریڈیو کے متعلق تراشہ پہنچ گیا تھا لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوا کہ پہلے اردو کے لئے کتنا وقت تھا یا پروگرام میں کس قدر گنجائش تھی اور اب اس قدر کم کر دی گئی ہے یہ معلوم ہونا ضروری ہے۔

آپ کے مضمون "سیکولر اسٹیٹ میں چار ہفتے" کا ابھی انتظار ہے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۱۷)

۵؍ اگست ۱۹۵۲ء

آپ کا خط پہنچا۔ ایک اور بنگالی صاحب کا مضمون اردو کی حمایت میں وصول ہوا ہے۔ یہ انگریزی میں ہے۔ اس کا ترجمہ قومی زبان میں شائع کریں گے۔ اور اصل انگریزی آپ کو بھیج دوں گا۔ اس کا بھی آپ کو بنگلے میں ترجمہ کرنا ہو گا۔ مجھے آپ کی رائے سے اتفاق ہے کہ یہ پمفلٹ پانچ پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہونے چاہئیں۔

گورنر بے چارہ کچھ نہیں کر سکتا۔ حکومت سب وزیر اعظم اور اس کے وزراء کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور آپ کے وزراء جیسے کچھ ہیں معلوم ہے۔ مشرقی پاکستان نے ہمیں بڑی الجھن میں ڈال دیا ہے۔ ڈر ہے کہ یہ کہیں مغربی پاکستان کو بھی نہ لے ڈوبے۔ زبان تو خیر ان کی الگ ہی ہے یہ جوٹ کی طرح اپنی کلچر بھی الگ سمجھتے ہیں۔ ان کو رستے پر لانے کے لئے ایک بڑے باہمت اور زبردست شخص کی ضرورت ہے اور ایسا شخص سارے پاکستان میں نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انجمن ترقی اردو جیسے ادارے کو پانچ لاکھ روپیہ دے دیا جائے اور وہ ایسے اردو اور بنگالی دان اشخاص سے کام لے جو اس کام کو فرض سمجھ کر پورے خلوص اور شوق سے انجام دیں یہ کام مذہب کے توسط سے ہونا چاہئے۔ اسی لئے میں حروف القران تحریک کی قدر کرتا ہوں۔

یہاں بھی یہ خبر مشہور ہے کہ فیروز خان نون مشرقی بنگال کی گورنری پر واپس نہیں آئیں گے مگر صدیقی صاحب بھی زیادہ مدت تک وہاں رہنا پسند نہیں کرتے۔ وہ مصر یا کسی اسلامی ملک کی سفارت کو زیادہ ترجیح دیں گے۔

پنجاہ سالہ جوبلی کے متعلق مشاورتی کمیٹیاں کر رہا ہوں۔ آپ کے خیال سے اتفاق ہے کہ یہ جوبلی شان و شوکت سے ہو شان و شوکت کے لئے روپے کی ضرورت ہے اس کی سب سے زیادہ فکر ہے۔ مشاعرے کے لئے روپیہ مل سکتا ہے لیکن علمی کاموں کے لئے کوئی پھوٹی کوڑی بھی نہیں دیتا چند باہمت اصحاب نے اس کا بیڑا اٹھایا ہے خدا کرے اس کا نتیجہ کچھ اچھا نکلے۔

مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب کے بیان کا انتظار ہے۔ شادانی صاحب ابھی یہیں مقیم ہیں اور ان کا ورد یا خاور یا خاور ہے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۱۸)

۳۰ر اگست ۱۹۵۲ء

خط پہنچا۔ کاغذ کی قیمتیں یہاں بھی برابر بڑھ رہی ہیں۔ ایک سو روپیہ آپ کو اور بھجوا دوں گا۔ اس میں طباعت کا خرچ نکل آئے گا۔

آپ نے مشرقی پاکستان کی جو حالت لکھی ہے قریب قریب یہی کیفیت یہاں کی ہے۔ آد میاں گم شدند ملک خدا خر گرفت پاکستان میں سب کچھ ہے انسان نہیں۔ انسان نہیں تو پاکستان بھی نہیں نئے انتخابات میں بھی بہتری کی کوئی توقع نہیں۔ یہ گئے تو ان کے بھائی دوسرے آجائیں گے۔ جب انسان مفقود ہیں تو نیا انتخاب کیا کرلے گا۔ اس کوٹھی کے دھان اس کوٹھی میں اور اس کوٹھی کے اس میں۔

وردائی صاحب کا لغت بھیج دیجئے گا۔ ہمیں بھی اس کی ضرورت نہیں۔ یہ روپیہ ضائع ہی گیا۔ مرے کو مارے شاہ مدار۔ تمنائی آگئے ہیں۔ انجمن کے مطبع کا کام ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ کیا آپ حکیم عبد اللہ الباسط (بنواری نگر ضلع پنبہ) کو جانتے ہیں؟ غالباً" یہ صاحب بنگالی ہیں۔ اردو کے زبردست حامی ہیں اور لکھتے ہیں کہ اس وقت خاموش رہنا گناہ عظیم ہے اور سراج الدولہ کی شہادت سے اس قدر نقصان نہیں ہوا جتنا کہ اس وقت ہمارے بے سمجھ نوجوانوں کی غلط فہمی سے نقصان کا اندیشہ ہے وہ لکھتے ہیں "اس نازک وقت میں حکومتی زبان کی اشاعت کے لئے کمربستہ ہونا ضروری سمجھتا ہوں۔ جہاں تک میرا تخمینہ ہے علاوہ کل اخراجات کے ہر سال مشرقی پاکستان سے ایک کروڑ سے زیادہ رقم اس زبان کی تعلیم کے لئے حاصل کر سکتے ہیں۔"

میں حیران ہوں کہ یہ حضرت ایک کروڑ سالانہ کیونکر وصول کریں گے انہوں نے لکھا کہ میں ڈھاکے یا چاٹگام آؤں اور اس بارے میں ان سے گفتگو کروں۔ میرے سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ یہ بڑے باہمت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک کروڑ کیا مجھے تو ایک لاکھ بلکہ بیس پچیس ہزار کی بھی توقع نہیں۔ شاید ان کے پاس دست غیب کا عمل ہو۔ اب آپ کیا کہتے ہیں؟

میں پرسوں کوئٹے جا رہا ہوں۔ میرا پتہ یہ ہوگا۔

لٹن روڈ ۷۴ کوئٹہ (بلوچستان)

خیر طلب

عبدالحق

(۱۹)

۸ر ستمبر ۱۹۵۲ء کوئٹہ

آپ کا خط پہنچا۔ کوئٹے آنے کے میرے دو مقصد ہیں ایک تو تبدیلی آب و ہوا کیونکہ صحت و آب و ہوا کے لحاظ سے مقام اس بر عظیم میں کوئٹے سے بہتر نہیں' دوسرے یہاں بلوچستان اردو کانفرنس کرنے کا اہتمام بہت دنوں سے ہو رہا ہے مگر کوئی نہ کوئی ایسی صورت آ پڑتی ہے کہ ملتوی کرنی پڑتی ہے۔ پہلی بار تو یہ ہوا کہ عین وقت پر مرحوم لیاقت علی خان کی شہادت واقع ہوئی۔ دوسری بار کانفرنس کے صدر چودھری محمد علی صاحب فنانس منسٹر بیمار ہو گئے اور اب تک بیمار ہیں۔ اس کے بعد جسٹس ایس رحمان کو صدر بنایا لیکن اب ان کو بھی کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ وہ نہ آسکے۔ اب میں کسی اور کو صدر بنانے کی فکر میں ہوں۔

اچھا ہوا آپ نے حکیم صاحب کو خط لکھ کر ان کا منشا دریافت کر لیا۔ مجھے بھی ان کے خط کا انتظار ہے۔

آپ کا خیال بالکل صحیح ہے۔ یہ نوجوانوں کی غلط فہمی نہیں بلکہ ان کی پشت پر ایک بڑی بھاری سازش ہے اور مجھے ڈر ہے کہ یہ لوگ اپنے ساتھ مغربی پاکستان کو بھی لے ڈوبیں گے۔ یہ بڑی نا عاقبت اندیشی اور غداری ہے۔

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈھاکے کی شاخ کا کیا کیا جائے۔ اب میرا ارادہ ہے کہ شاخوں پر پابندیاں لگا کر ان کے کام کی نگرانی کی جائے یہ مسئلہ میں انجمن کی مجلس میں پیش کرکے طے کروں گا۔

مجھے اس سے خوشی ہوئی کہ بنگالی پمفلٹ کی طباعت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ ہر ایک کے مضمون کے ساتھ لکھنے والے کا مختصر سا تعارف ہونا چاہئے تاکہ معلوم ہو کہ لکھنے والا کس پایے کا آدمی ہے۔

میں ابھی ایک مہینہ اور یہاں رہوں گا۔ ۱۷ر ستمبر کو چند روز کے لئے کراچی واپس جاؤں گا کیونکہ مس فاطمہ جناح ۲۰ر ستمبر کو ہماری انجمن اور کالج میں آ رہی ہیں۔

مولانا ظفر احمد صاحب کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیجئے۔

خیر طلب
عبدالحق

(۲۰)

۱۹ر ستمبر ۱۹۵۲ء

میں کل کراچی پہنچا۔ ۲۵ر ستمبر کو پھر کوئٹہ واپس جانے کا ارادہ ہے۔ آپ کا خط مجھے یہیں ملا۔

حکیم محمد عبداللہ الباسط کا جواب آیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میری سکیم ایسی ہے کہ ملاقات کے وقت گفتگو ہی میں بیان ہو سکتی ہے تحریر میں پوری طرح نہیں آ سکتی۔ خیر جب ملاقات ہو گی تو دیکھا جائے گا۔

بلوچستان اردو کانفرنس دوبار ملتوی ہو چکی ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو جلد کر ڈالیں۔ وہاں سے آپ صاحبوں کا آنا مشکل ہو گا۔ بہرحال میں واپس جا کر بعد مشورہ اطلاع دوں گا۔

بہتر ہے آپ گورنمنٹ اسکول میں ملازمت کر لیجئے۔ اس میں کچھ کام کرنے کا موقع تو ملے گا۔ افسوس انجمن کے پاس کافی سرمایہ نہیں ورنہ میں کسی دوسری جگہ ملازمت نہ کرنے دیتا اور اردو اشاعت پر لگا دیتا۔ انشاء اللہ وہ وقت بھی آ جائے گا۔ اگر آپ نے مقامی انجمن کو اپنے قبضے میں لے لیا تو بڑا کام کریں گے۔ ضرور کوشش کیجئے اور ہرگز کسی سے مرعوب نہ ہو جئے۔ کوئی غلام مصطفیٰ صاحب اپنے رسالہ نو بہار میں جو مضمون لکھ رہے ہیں ان کے ترجمے ہمیں ضرور ملنے چاہئیں۔ مہربانی کرکے اس کا ضرور انتظام کر دیجئے۔

آپ از راہ کرم پمفلٹ والے حضرات کے مختصر تعارف لکھ دیجئے۔ بدر الدین صاحب کا تعارف میں خود لکھوں گا۔

ایک نہایت ضروری بات یہ ہے کہ دردائی صاحب کی اردو بنگلہ لغت فوراً بھیج دیجئے ان کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ ان کی لغت کی چوری کرکے ہم دوسری لغت تیار کر رہے ہیں۔

خط دیکھتے ہی بھیج دیجئے تاکہ واپس کر دی جائے۔ وہ بذریعہ رجسٹری قاضی احمد میاں اختر صاحب (انجمن ترقی اردو پاکستان اسپتال روڈ کراچی) کے نام بھیج دیجئے۔ میرے نام نہ بھیجئے گا ورنہ کوئٹہ چلی جائے گی۔

عبدالحق

(۲۱)

۱۹ر نومبر ۱۹۵۲ء

آپ کا خط پہنچا۔ بہت دلچسپ تھا۔ آپ کی بدولت وہاں کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ نظام اسلام کے جلسے میں جن علماء نے اردو میں تقریریں کیں کیا ان میں کچھ بنگالی علماء بھی تھے؟ کیونکہ اگر اردو مقرر سب غیر بنگالی تھے تو اسے زیادہ کامیابی خیال نہیں کرنا چاہئے۔ تاہم یہ بہت غنیمت ہے کہ لوگ اردو تقریریں شوق سے سنتے ہیں۔

جی ہاں! شادانی صاحب دلی کے مشاعرے میں تشریف رکھتے تھے اور خوب لہک لہک کر اپنی غزلیں سنا رہے تھے۔ بھلا وہ ایسے مبارک موقع کو کہاں چھوڑ سکتے ہیں۔ مشاعرہ ان صاحبوں کی نظروں میں ترقی کی معراج ہے۔

اردو انگریزی پمفلٹ قریب قریب بالکل تیار ہیں۔ اب آپ بنگالی پمفلٹ جلدی سے تیار کر دیجئے۔ مولانا کی خدمت میں میرا اسلام پہنچا دیجئے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۲۲)

۱۹ر فروری ۱۹۵۳ء

آپ کا خط رانچی کا لکھا ہوا آج پہنچا۔ میں نے چاٹگام کی دعوت قبول کر لی تھی لیکن مجھے شبہ ہے کہ اس تاریخ (۱۴ر مارچ) کو پہنچوں گا بھی یا نہیں۔ یہاں جوبلی کے انتظامات کے متعلق بہت کچھ کرنا پڑتا ہے اور میری حاضری ضروری ہے۔ میری غیر حاضری میں کام میں تعطل پیدا ہو جائے گا۔ اب دیکھیئے ہم نے صدارت کے لئے دولتانہ[1] صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب کا انتخاب کیا اور جب وہ کراچی آئے تو مل کر توثیق کر لی اور ان سے کہا کہ ہم اپنا وفد لانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا فروری کے آخری ہفتے میں آیئے۔ احتیاطاً میں نے تار دے کر صحیح تاریخ کے متعلق دریافت کیا۔ آج ان کا تار آیا کہ وہ انجمن کے وفد سے پہلی یا دوسری مارچ کو مل سکتے ہیں۔ اب وفد کے دوسرے ارکان سے دریافت کر رہا ہوں کہ کون سی تاریخ مناسب ہو گی۔ جواب ملنے پر دولتانہ صاحب کو تار دوں گا۔

لاہور میں ہمیں کئی روز ٹھہرنا پڑے گا تاکہ ہم وہاں کے باا ثر حضرات سے مل کر جوبلی کے لئے تعاون اور اعانت حاصل کر سکیں۔ صرف جوبلی کے انتظامات کے لئے پچیس ہزار سے کم خرچ نہ ہوں گے۔ کراچی میں بھی روپے کی وصولی کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور نہ معلوم ابھی اور کہاں کہاں مارا مارا پھرنا پڑے گا۔ پشاور اور بہاول پور بھی وفد لے جانے کا ارادہ ہے۔ ان حالات کی وجہ سے میرا سفر مشرق مشتبہ ہو گیا ہے۔ اگر چاٹگام والے تاریخ بدلنے پر آمادہ ہو جائیں تو بہتر ہو گا یعنی ایسی تاریخ رکھیں جس میں مجھے فرصت ہو اور یہ میں انہیں چند روز کے بعد بتا سکوں گا۔ آپ اصغر مینائی صاحب (پوسٹ آفس ریلوے بلڈنگ چاٹگام) کو لکھ کر ان کا عندیہ تو لیجیے۔

فرزند کی ولادت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے بڑی زندگی عطا کرے اور دین و دنیا میں کامیاب اور سرخرو رکھے۔

اب ڈھاکے سے آپ کا خط آئے تو پھر کچھ لکھوں گا۔

خیر طلب
عبدالحق

(۲۳)

۲۷ر مارچ ۱۹۵۳ء

لاہور اور بہاول پور کے دورے میں بیس بائیس روز لگ گئے اور لاہور میں جو فساد برپا تھا اس کی وجہ سے کئی دن ضائع ہوئے۔ بہرحال ہمیں اس سفر میں خاصی کامیابی ہوئی۔ دولتانہ صاحب نے انجمن کے مقاصد سے بڑی ہمدردی کی بجٹ کی اسپیچ

---

[1] میاں ممتاز محمد خان دولتانہ سابق وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان۔

میں بھی انہوں نے ذکر کیا اور اس سال کے بجٹ میں انجمن کے لئے پچاس ہزار کی رقم رکھی لیکن وائے قسمت' دولتانہ صاحب ہی اپنی خدمت پر نہ رہے۔ بہاول پور نے بھی امداد کا وعدہ کیا ہے۔

جوبلی کے انتظامات اور متعلقہ کام اس قدر پھیلے ہوئے ہیں کہ میری موجودگی یہاں ضروری ہے اور میں ختم مئی سے قبل کہیں نہیں جاسکتا۔ اصغر بینائی صاحب کو معذرت لکھ بھیجی ہے۔

ڈھاکے کے طلبہ (اور یونیورسٹی) کی حرکت نہایت شرمناک تھی۔ انتہا درجہ کا کمینہ پن کیا لیکن مولانا سلیمان کو لازم نہ تھا کہ وہ اپنے قول کو واپس لیتے خواہ کچھ ہی ہو جاتا۔ ان کی جیت اسی میں تھی۔ بہت کرتے جان لے لیتے بہت اچھا ہوتا۔ اپنے الفاظ واپس لینا ضعف ایمان ہے۔

جوبلی کے لئے آپ ایک مقالہ لکھئے۔ "مشرقی بنگال اور اردو" آپ اسے خوب لکھ سکتے ہیں۔ اور نیٹ ایرویز سے بات چیت ہو رہی ہے کہ وہ ہمارے مندوبین سے ایک طرف کے کرایہ کی رعایت کر دے۔ آمادہ تو معلوم ہوتا ہے۔ یہ ہو گیا تو بڑی آسانی ہو جائے گی۔

بیگم اور بچے کو بہت بہت دعا

اپنے حالات سے اطلاع دیجئے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۲۴)

۱۴ر اپریل ۱۹۵۳ء

آپ کا خط پہنچا۔ اب تک یہ نہیں معلوم ہوا تھا کہ مشرقی پاکستان میں میرے بیان کا کیا اثر ہوا اب آپ کے خط سے معلوم ہوا۔ یہ کچھ اللہ کا کرم تھا کہ عین وقت پر میرے قلم سے یہ بیان نکل گیا ورنہ معاملہ ہاتھ سے گیا تھا۔

میرا تو شروع سے یہ ارادہ تھا کہ مشرقی پاکستان میں کام کیا جائے لیکن عدم استطاعت کی وجہ سے مجبوری رہی۔ اب تو کچھ بھی ہو یہ کام کرنا ہی پڑے گا۔ میں بہت جلد آپ کا معاملہ مشورے کے لئے پیش کروں گا اور نتیجے سے آپ کو اطلاع دوں گا۔ اب سب سے مقدم اور بڑا کام یہی ہے۔ اس مہم کو سر کرنا نہایت ضروری ہے۔

آپ کے خط سے دو تین روز پہلے ڈاکٹر شوکت سبزواری صاحب کا خط آیا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ "نعرہ حق کے بعد یہاں کی مقامی انجمن نے آپ سے اور مرکز سے قطع تعلق کر لیا ہے۔" میں نے لکھا اچھا ہوا خس کم جہاں پاک۔ اب یہ لوگ انجمن ترقی اردو کا نام استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ مرکزی انجمن رجسٹری شدہ ہے۔ اب میں وہاں آکر دوسری صالح شاخ

قائم کروں گا۔ اب اصل حقیقت آپ کے خط سے معلوم ہوئی۔
یافعی صاحب کو آپ کا خط پہنچا دیا تھا۔

خیر طلب
عبدالحق

(۲۵)

۱۶ر جون ۱۹۵۳ء

آپ کا ۹ر جون کا خط ابھی ملا۔ تعجب ہے کہ ہوائی جہاز سے یہ خط سات دن میں یہاں پہنچا۔ میں آپ کے خط کا جواب لکھ چکا ہوں۔ امید ہے آپ کو اب مل گیا ہو گا۔ جواب کسی قدر دیر سے لکھا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنا خیال دوسرے ارکان کی خدمت میں پیش کرکے ان کی رائے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ان سب نے میری رائے سے اتفاق کیا اور میں نے آپ کو لکھ بھیجا۔ براہ کرم اطلاع فرمایئے کہ خط پہنچ گیا یا نہیں۔

افسوس کہ مولانا اکرم خان صاحب نے صدارت قبول نہ کی۔ خیر اب کسی ایسے شخص کا انتخاب کیجئے جو ان کا نعم البدل ہو۔

اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ بعض اسکول اور کالج کے طلباء اپنے محلوں میں شبینہ مدرسے قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کی ضرور حوصلہ افزائی کیجئے۔ اگر مالی امداد کی ضرورت ہو تو اس کا بھی انتظام کیجئے۔ اگر آپ کی انجمن اس کا انتظام نہ کر سکے تو مجھے لکھئے۔ میں اس کا کچھ نہ کچھ انتظام کر دوں گا۔ آپ ان طالب علموں سے مل کر گفتگو کیجئے اور شبینہ مدرسے قائم کرنے میں مدد کیجئے۔ یہ اصل کام ہے۔ مشاعرے بیکار ہیں۔ اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔

بھاشانی صاحب نے متضاد بیان دے کر الجھن میں ڈال دیا۔ عجب شخص ہیں۔ اگر آپ قومی زبان کے لئے ہر پندرھواڑے ایک مراسلہ لکھ بھیجا کریں تو ہم زیادہ تو نہیں مگر کچھ نہ کچھ ہر ماہ آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کر دیا کریں گے۔

آپ کا کارڈ عید مبارک پہنچا جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔
مولانا کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیجئے گا۔

خیر طلب
عبدالحق

(۲۶)

۲۷ر جون ۱۹۵۳ء

ڈھاکے سے بوائز لائبریری کا ایک خط آیا ہے جس میں انھوں نے انجمن کے اخبار و رسائل اپنی اس لائبریری کے لئے طلب کئے ہیں۔ وہ خط بھیجتا ہوں مہربانی کرکے بعد تحقیق لکھئے کہ ایسی کوئی لائبریری ہے بھی یا نہیں اور اگر ہے تو اس کی کیا حالت ہے اور وہ مستحق امداد ہے یا نہیں۔

آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ قومی زبان کے لئے اپنے مراسلے میں کیا لکھوں۔ ہمیں مشرقی پاکستان کی ایسی خبریں یا معلومات درکار ہیں جو تعلیم، ثقافت (تہذیب) اور لسانی مسائل سے متعلق ہیں۔ ایسی معلومات آپ کو مشرقی پاکستان میں کافی مل جائیں گی۔

مولانا شمس الحق کی تجویز بہت کار آمد اور اہم ہے اور اس کی ضرور تائید کرنی چاہئے۔ اصل کام مشاعرہ نہیں تعلیم بالغاں ہے۔ اگر اس میں شمس الحق صاحب کو کامیابی ہوگئی تو یہ ایسا بڑا کام ہوگا جو دوسروں کے لئے قابل تقلید ہوگا اور مثال کا کام دیگا۔

دوسرے امور کے متعلق آپ کا خط آنے پر فیصلہ کیا جائے گا۔

شادانی صاحب ایران جا رہے ہیں اس کام کے لئے بہت موزوں ہیں۔

خیر طلب
عبدالحق

(۲۷)

۱۲ر ستمبر ۱۹۵۳ء

میں اس وقت ایک بہت ضروری کام کے لئے لکھ رہا ہوں۔ ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ راج شاہی اور چاٹ گام کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے آفس ریکارڈوں میں اردو کی بھی مسلیں ہیں۔ ہم پنجاہ سالہ جوبلی کی علمی و ادبی نمائش میں یہ چند اصل مسلیں یا ان کے عکس رکھنا چاہتے ہیں۔ انجمن کی طرف سے وہاں کے مجسٹریٹوں کو لکھا گیا ہے لیکن یہ توقع نہیں کہ وہ اصل یا ان کے عکس بھیجیں۔ عکس لینے کا وہاں انتظام بھی نہیں ہو سکتا اس لئے میں نے چودھری خلیق الزمان صاحب کو لکھا ہے۔ وہ ہماری انجمن کے بہت بڑے ہمدرد ہیں ان سے یہ درخواست کی ہے کہ ان مقامات سے چند مسلیں مرکز کے کسی دفتر کے ذریعہ کراچی بھجوا دیں، ان کے حفاظت سے رکھنے اور واپس کرنے کے ہم ذمہ دار ہوں گے یعنی اس دفتر کا کوئی اہلکار اپنے ساتھ جوبلی کے ایام میں لے آئے اور پھر واپس لے جائے۔ اس کے مصارف انجمن ادا کرے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ جناب

چودھری صاحب سے مل کر اس بارے میں ان کا عندیہ دریافت کریں۔ اگر وہ اپنا خط دے کر وہاں بھیجنے پر رضامند ہوں تو آپ بلاتامل ان مقامات پر چلے جائیں اور وہاں سے دو ایک مسلیں حاصل کر لیں یا ان کے دفاتر کے اہلکار وہ مسلیں لے کر جناب چودھری صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ یا تو ان کے عکس ڈھاکے میں حاصل کر لیے جائیں۔ یا اصل مسلیں وہاں کے کسی معتبر شخص کے ہاتھ جوبلی کے اجلاس میں بھیج (دی) جائیں۔ غرض چودھری صاحب ممدوح سے اس بارے میں مشورہ کر کے فوراً اطلاع دیجیے اگر آپ مناسب خیال کریں تو میرا یہ خط بھی ان کے ملاحظے میں پیش کر دیجیے۔

خیر طلب

عبدالحق

(۲۸)

۲۵ر جنوری ۱۹۵۴ء

آپ کا خط پہنچ گیا تھا اسے پڑھ کر کئی نئی باتیں معلوم ہوئیں۔ مثلاً" یہ کہ میرے بیان نے مشرقی بنگال کے اردوداں اور اردو دوست طبقے میں خوشی کی لہر دوڑا دی اور بنگالی کے جھنڈے کراچی میں گاڑنے والوں کے گھروں میں ماتم برپا ہے۔ لیکن یہاں لوگوں نے مجھ سے اختلاف کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ امر فیصل شدہ اور مسلم ہے کہ اردو ہی پاکستان کی زبان ہو گی اور اس کی تائید میں قائد اعظم وغیرہ کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ پھر رائے شماری کیسی اس کے جواب میں میں نے دوسرا بیان شائع کیا جو آپ نے پڑھا ہو گا۔ حمایت حسین صاحب نے بھی یہی لکھا ہے کہ مشرقی بنگال کے اردو دوست اصحاب اس بیان سے بہت خوش ہوئے۔

لیکن رائے شماری سے میرا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کی سرکاری زبان ایک ہو یا پانچوں ہوں؟ کیونکہ پاکستان کی سب زبانوں کی حیثیت یکساں ہے اور صوبے صوبے سب برابر ہیں۔ کسی ایک علاقے کی زبان کو دوسرے علاقے کی زبان پر ترجیح نہیں ہو سکتی۔

وزیر اعظم محمد علی کے دماغ کا توازن بھی (جواہر لال نہرو کی طرح) بگڑ گیا ہے۔ وہ الیکشن کے مجمعوں میں بنگالی زبان کا پروپیگنڈا کرتے پھرتے ہیں۔ وہ یہ بھول گئے ہیں کہ وہ صرف بوگرے یا مشرقی بنگال کے نمائندہ نہیں۔ وہ اس وقت سارے پاکستان کے وزیر اعظم اور آل پاکستان مسلم لیگ کے پریزیڈنٹ ہیں۔ کسی ایک علاقے کی زبان کا پروپیگنڈا کرنا ان کے منصب کے خلاف ہے۔ اگر وہ وزارت عظمیٰ اور مسلم لیگ پاکستان کی صدارت سے استعفا دے دیں تو اس حالت میں شوق سے بنگالی کا پروپیگنڈا کر سکتے ہیں۔ لیکن جب تک وزیر اعظم ہیں اور پاکستان مسلم لیگ کے صدر ہیں ان کو اس قسم کے پروپیگنڈے کرنے کا حق نہیں۔ میں نے دریافت کیا اور خود رجسٹر دیکھ کر تحقیق کیا کہ پرچہ آپ کو برابر بھیجا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اردو

دشمنی میں ڈاکخانے والے آپ کو نہیں پہنچاتے۔ اب میں نے زیبا صاحب کو ہدایت کی ہے کہ پچھلے سب پرچے بھیج دیے جائیں گے اور آئندہ آپ کا پرچہ وہ خود اپنے سامنے بھیج دیا کریں گے۔

میزان کا معاملہ پوری طرح طے ہو جائے تو میں پیغام لکھ کر بھیج دوں گا۔ یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ وہاں اپنے اخبار کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

الیکشن تک میں خاموش ہوں۔ اس کے بعد اردو کی مہم شروع کروں گا۔ اس وقت صرف اکے دکے بیانوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس الیکشن میں ایک بات اور ہونی چاہئے کہ مولویوں کو اور اردو دوست احباب کو چاہئے کہ وہ الیکشن کی تقریریں اردو میں کریں۔ خود وہ لیگ کی حمایت میں ہوں یا مخالفت میں ہمیں تو اردو سے بحث ہے' کوئی جیتے یا ہارے ہماری بلا سے۔

خدا کرے مولوی راغب احسن صاحب اور وراثت حسین صاحب کامیاب ہو جائیں۔

مہاجروں سے جو ناانصافی کی گئی ہے وہ بہت افسوسناک ہے لیکن اس کا ایک اچھا پہلو بھی ہے وہ یہ کہ اب مہاجرین متحد ہو جائیں گے اور اپنے حق کے لئے متفقہ طور پر لڑیں گے۔ ناانصافی یا مخالفت بعض اوقات بہت مفید ہوتی ہے۔

عبدالحق

(۲۹)

۱۲ر فروری ۱۹۵۴ء

بہت دنوں سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا اس سے تعلق خاطر ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کے حالات کا معتبر واحد ذریعہ آپ ہی ہیں۔ آج کل وہاں ہنگامہ برپا ہے۔ الیکشن کی کشمکش میں زبان بری طرح الجھ گئی ہے۔ مسٹر محمد علی اپنی ہر تقریر میں بنگلہ کی حمایت فرماتے ہیں اس لئے مجھے مجبوراً" ان کی ہر تقریر کے جواب میں ایک بیان شائع کرنا پڑتا ہے۔ اب میں باقاعدہ مہم شروع کرنے والا ہوں اس لئے وہاں کے حالات سے باخبر رہنا ضروری ہے۔ باخبر لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ مسلم لیگ کا جیتنا بہت مشکل ہے۔ آپ کا مکتوب ڈھاکہ (نوائے وقت) ابھی ابھی پڑھا اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

عبدالحق

(۳۰)

۲۷ر اپریل ۱۹۵۴ء

حالات کچھ کے کچھ ہوتے جاتے ہیں۔ ہمیں بھی جوبلی کی تاریخیں بدلنی پڑیں۔ یہاں آج کل کارپوریشن الیکشن کے ہنگامے بپا ہیں۔ اس کے بعد سندھ کے الیکشن ہوں گے اس لئے مئی میں جوبلی کے اجلاس ممکن نہیں۔ اب اکتوبر کی ۱۵ر تا

۱۸ر تاریخیں مقرر ہوئی ہیں، کافی مدت ہے۔ انجمن کی پنجاہ سالہ تاریخ بھی لکھی جا رہی ہے۔ پہلا حصہ چھپنے کو دے دیا ہے۔

نئے وزیر اعظم نے زبان کے معاملے میں اپنی ذاتی رائے کا اظہار کر دیا اور کینیڈا کی مثال پیش کر دی۔ مارنگ نیوز کراچی میں اس کے متعلق میرا بیان چھپا ہے۔

مشرقی بنگال والے تبدیلی وزارت کے مخالف معلوم ہوتے ہیں وہاں کے کسی وزیر یا خاص شخص نے اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا، سنا ہے مولانا اکرم خان نے سخت نکتہ چینی کی ہے۔

ڈھاکے کی انجمن نور الرحمان صاحب کی ملک نہیں۔ آپ انجمن کا اجلاس کر کے کثرت رائے سے مناسب اصلاح کر سکتے ہیں۔ آپ نور الرحمان صاحب کی رائے سے کیوں مرعوب ہیں۔ اگر آپ صاحب متفق ہوں اور ان کی کارگزاری انجمن کے خیال میں ناپسندیدہ ہو تو آپ ان کی جگہ کسی دوسرے بہتر شخص کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں کسی دوسری انجمن یا جماعت بنانے کی ضرورت نہیں۔

جوبلی کی تبدیل تاریخ کی اطلاع وائس چانسلر صاحب کو دے دی گئی ہے اور درخواست کی گئی ہے کہ جوبلی کے اجلاس میں اپنے نمائندہ بھیجیں۔ میں نے آپ کو لکھا تھا کہ مشرقی پاکستان میں کام کرنے کے لئے ایک فنڈ قائم کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے حکومت سے نیز دوسرے ذرائع سے رقم حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن یہاں حکومت کا تختہ ہی الٹ گیا اور کچھ کا کچھ ہو گیا۔ پاکستان کے حالات اچھے نہیں یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے اور جی کڑھتا ہے۔ صوبائیت اور نفسانیت کا زور ہے۔ مشرق و مغرب کے تعلقات میں تلخی بڑھتی جاتی ہے۔ یہ آثار اچھے نہیں، انتشار ہی انتشار نظر آتا ہے۔

ڈھاکہ یونیورسٹی کے طلبہ آمادہ پیکار ہیں۔ بھاشانی صاحب نے جیل سے نکلتے ہی پرانا راگ شروع کر دیا ہے اور زبان کے معاملے میں مفسد طلبہ کے ساتھ ہیں۔ یہ شخص بہت فساد اور ہنگامے مچائے گا۔

خیر طلب
عبدالحق

(۳۱)

۲۱ر مئی ۱۹۵۶ء

آپ کا خط پہنچا۔ صبح کا بھولا شام کو آئے تو اسے بھولا نہ کہنا چاہئے۔ آپ کے جانے کے بعد میں نے آپ کو متواتر تین خط لکھے۔ آفرین ہے آپ پر ایک کا بھی جواب نہ دیا۔ آخر خاموش ہو رہا، کب تک لکھتا۔ انہی ایام میں آپ کی سیاحت مغربی پاکستان کا روزنامچہ "پاسبان" میں نکلتا تھا۔ اسے دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ جب آپ کو اتنی لمبی لمبی تحریریں لکھنے کی فرصت ملتی ہے تو میرے خطوں کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ خیال ہوا کہ ابھی ابھی مغربی پاکستان سے مشرقی پاکستان گئے ہیں آب و ہوا کے

تصادم و مداخل سے یہ کیفیت پیدا ہو رہی ہے چند روز کے بعد مزاج اعتدال پر آ جائے گا تو ضرور میرے خطوں کا جواب لکھیں گے لیکن آپ نے کمال یہ کیا ہے کہ اپنے خط میں میرے خطوں کا ذکر تک نہیں کیا۔ شاید اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔

میں نے جو آپ کو تابڑ توڑ اتنے خط لکھے اس کی وجہ یہ تھی کہ چلتے وقت میں نے آپ کو لسانی ہنگامے کے متعلق دو تین باتیں تحقیق کے لئے لکھوا دی تھیں اس کے انتظار میں میرا مقالہ نامکمل تھا۔ آپ وہاں جا کے یہ بھی بھول گئے خیر ان حالات کی صحیح اور تفصیلی کیفیت مجھے دوسرے ذرائع سے حاصل ہو گئی۔

اصغر مینائی کے انتقال کی خبر مجھے ان کے چھوٹے بھائی کے ذریعہ مل گئی تھی جو ہمارے کالج میں پڑھتے ہیں۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ مجھے کس قدر صدمہ ہوا۔ وہ بہت مخلص، پر جوش اور سچا کام کرنے والا اور اردو کا شیدائی تھا۔ میں بہت فکر مند ہوں کہ اس کا جانشین کہاں سے لاؤں۔ اسے اردو دوستی نے مارا۔ میں سمجھا تھا کہ بنگالی سرکاری زبان قرار دے دی گئی ہے اب اردو دشمنی نہیں رہی ہو گی مگر معلوم ہوتا ہے وہ بغض ابھی تک ان کے دلوں سے نہیں گیا۔

ڈھاکے کی انجمن کی طرف سے مجھے بہت پریشانی ہے۔ ان لوگوں نے اتنا ہی نہیں کہ کام نہیں کیا، کام خراب بھی کیا۔ جب کسی انجمن کی شاخوں کا ذکر آتا ہے تو ڈھاکے کی شاخ کا نام لیتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ اب میں مجلس عاملہ میں شاخوں کے قواعد پیش کر کے مناسب ترمیم و اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے خیال میں کوئی امر قابل توجہ اس بارے میں ہو تو اس سے مطلع فرمایئے۔ آپ نے لکھا ہے کہ بغیر میرے وہاں آئے اصلاح کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ اگر میرے آنے سے یہ معجزہ ہو سکتا ہے تو میں آنے کو تیار ہوں۔

خواتین کالج سے انجمن بہت زیر بار ہو گئی ہے اب نوبت یہ ہے کہ تنخواہ ادا نہیں کر سکتے۔ اس سے بہت پریشان ہوں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ گرانٹ آئندہ سال مارچ میں ملے گی۔ اس سال نہ مل سکی کیونکہ کالج بہت دیر میں قائم ہوا۔ اگر یہ کالج ٹوٹ گیا تو بہت بدنامی ہو گی۔

نقوی صاحب نے ملحقہ میدان کے دینے کا وعدہ کیا تھا اور مجھے خط بھی لکھا کہ کارپوریشن کے میئر کو بلا کر کہہ دیا گیا ہے وہ سب انتظام کر دیں گے کچھ نہ ہوا اور وہ تشریف لے گئے۔ اتراشحنہ مردک نام، اب ان کی کون سنتا ہے۔ ان کی بیگم اردو کی بہت ہمدرد ہیں۔ بہاول پور میں اردو کانفرنس ہوئی تو بیگم صاحبہ نے بہت سرگرمی سے کام کیا تھا۔ مل کے دیکھوں گا کیا رنگ ہے کہاں تک لکھوں پریشانیوں کی کوئی حد نہیں۔ انجمن کے دستور پر مجلس نظماء میں بہت گرم بحث ہو رہی ہے۔ عین الدین بمبئی گئے ہوئے ہیں۔ الہ آباد سے جو کتب خانہ انجمن کو ملا ہے وہ وہاں سے بمبئی آجائے گا۔ بمبئی سے عین الدین یہاں لے آئیں گے۔ اس باہمت نوجوان نے میری اور انجمن کی وہ خدمت کی ہے جو بڑے بڑے طرم خان نہ کر سکے۔ تفصیل معلوم ہونے پر آپ کو بھی حیرت ہو گی۔ اسی سے ہمارے مہربان ان کے دشمن ہو گئے ہیں۔ دشمنی کی کوئی حد ہے دوبار قاتلانہ حملے ہوئے۔ ان کا بچ جانا معجزہ معلوم ہوتا ہے۔

خیر طلب
عبدالحق

(۳۲)

۱۰ر اپریل ۱۹۵۸ء

سوچ رہا ہوں کہ آپ کے خط کا جواب لکھوں یا نہ لکھوں۔ وجہ یہ ہے کہ خط لکھتا ہوں تو آپ کو پہنچتا نہیں اور نہیں پہنچتا تو آپ کو شکایت ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ خط لکھوں ہی نہیں۔

اس سے قبل جو آپ کا خط آیا تھا اس کا جواب میں نے دوسرے ہی روز لکھا اور لفافے میں بہت نئے ٹکٹ بھی رکھ دیے تھے وہ ٹکٹ بھی اکارت گئے۔ آپ کے ہر خط میں نیا پتا لکھا ہوتا ہے پچھلے خط میں آپ نے نمائندہ جنگ کا پتا لکھا تھا میں نے اس پتے پر جواب لکھ بھیجا۔ اب اس خط میں ایک نیا پتا لکھا ہے۔ مہربانی کرکے اپنا کوئی ایک مستقل پتہ لکھ بھیجئے تاکہ آئندہ اسی پتے پر خط لکھا کروں۔

میزان کے اجرا سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ آپ کی دیرینہ آرزو پوری ہو گئی۔ مشرقی پاکستان میں ایک ایسے بے لاگ اخبار کی شدید ضرورت ہے جس کی نظر تعمیر پر ہو۔ ہم میں اخلاقی جرات' آزادی خیال اور فرض شناسی کا جذبہ مفقود ہوتا جاتا ہے۔ امید ہے کہ اس اخبار کے ذریعہ قومی غیرت اور اصول کی پابندی کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا جائے گا۔ یہ چیزیں اٹھتی چلی جا رہی ہیں اور تخریبی عناصر بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ دوسری خدمت جو آپ کو اس اخبار کے ذریعہ انجام دینی ہے وہ مشرقی پاکستان میں اردو کا ذوق اور اس سے محبت پیدا کرنی ہے۔ مشرقی بنگال زمانہ دراز سے اردو کا مرکز رہا ہے اور عام و خاص سب میں اردو احترام اور محبت کی نظر سے دیکھی جاتی رہی ہے اور اب بھی اس احترام میں فرق نہیں آیا۔ پاکستان کے ان دو خطوں میں حقیقی اتحاد کا ذریعہ اردو ہی ہو سکتا ہے (ڈھاکہ کی انجمن ترقی اردو اس میں ناکام رہی۔ اب یہ فرض آپ کو ادا کرنا ہو گا۔

ہفتہ وار اخبار بہ نسبت روزانہ اخبار کے سیاست' ثقافت اور ادب کے متعلق صحیح خیالات کی اشاعت میں زیادہ موثر ثابت ہو سکتا ہے۔

آج کل جو جتھے بندی پارٹی بازی' تفرقہ اور منافقت کی ہوا چل رہی ہے اس سے میزان کو محفوظ رکھئے اور اسے نمونہ کا اخبار بنایئے۔ یہ بجائے خود بڑی خدمت ہو گی۔

عبدالحق

مولانا ہادی نقش بندی کے نام

(۱)

۱- دریا گنج، دہلی
۱۷ مارچ ۱۹۴۴ء

مشفقی و مکرمی سلمہ

سپاس نامہ پہنچا۔ بہت شکر گزار ہوں۔ آپ نے بڑی دانش مندی کی کہ اس میں اردو یونیورسٹی کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔ یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ ڈان میں جو روداد چھپی ہے، اس میں اس خاص امر کا کوئی تذکرہ نہ تھا۔ کاش صوبہ کی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس میں اس کی طرف توجہ کی جاتی۔

آپ سے مجھے بہت کام لینے ہیں۔ وقت آنے دیجئے، علی گڑھ آنا ہوا تو اس بارے میں گفتگو کروں گا۔

خیر طلب
عبدالحق

بخدمت ہادی نقش بندی صاحب سلمہ
۱۲ محمود ہاسٹل، مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ

(۲)

۱- دریا گنج دہلی
۷ مئی ۱۹۴۷ء

مکرم و مہربان بندہ۔ تسلیم

آپ کے مرسلہ رسالے اور کتابیں پہنچیں۔ آپ کے اس عطیے کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ یہ سب کتابیں اور رسالے جلد بندھوا کر آپ کے نام سے انجمن کے کتب خانے میں داخل کر دیے جائیں گے۔

خیر طلب
عبدالحق

اس پارسل کے ساتھ آپ کا کوئی عنایت نامہ وصول نہیں ہوا۔ ایک کتاب پر آپ نے اپنا پتہ لکھ دیا تھا۔ اس پر سے یہ خط آپ کی خدمت میں ارسال کیا گیا ہے۔

(۳)

نادر منزل سیف آباد
حیدر آباد دکن
۲۲۔ جولائی ۱۹۳۷ء

مکرمی تسلیم

عنایت نامہ پہنچا۔ میں نے صدارت آپ کے اصرار اور سخت مجبوری کی حالت میں منظور کی ہے۔ کام کا اس قدر ہجوم ہے کہ خط لکھنے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ ایسی حالت میں خطبہ لکھ کر لانا ممکن نہیں ہے۔ بہرحال کوشش کروں گا۔ اگر آخر وقت تک بھی کچھ وقت مل گیا تو لکھ لوں ورنہ زبانی عرض کر دوں گا میں بالکل مجبور ہوں۔

میں یہاں سے ۱۵۔ اگست کی شام کو گرانڈ ٹرنک سے روانہ ہوں گا۔ میں صرف اپنے ملازم کو اپنے ہمراہ لا رہا ہوں۔ یہاں نہ کسی سے ذکر کیا اور نہ کسی کو دعوت دی۔ یہ آپ کا کام ہے اگر کوئی صاحب آنا چاہیں گے تو اس کی اطلاع آپ کو دوں گا۔

اختر حسین یہاں نہیں ہیں ورنہ وہ ضرور آتے۔

نیاز مند
عبدالحق

(۴)

نادر منزل، سیف آباد
حیدر آباد دکن
۲۰ مارچ

مکرم بندہ

عنایت نامہ مع رپورٹ انجمن بالا پور پہنچا۔ بہت بہت شکریہ۔ میں آشوب چشم میں مبتلا ہوں۔ زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ یہ خط بھی بڑی مشکل سے لکھا ہے اس سے صرف اتنا مقصود تھا کہ آپ کو وصولی کی اطلاع ہو جائے۔ آج بمبئی بغرض علاج جا رہا ہوں۔

عبدالحق

مولوی سید ہاشمی فرید آبادی کے نام

(۱)

دریا گنج دہلی

مورخہ ۲۵ر مارچ ۱۹۴۱ء

عزیز من سلمہ!

ابھی منظور جنگ کا تار پہنچا کہ ڈاکٹر سراج یار جنگ کا انتقال ہو گیا میں تم سے بیان نہیں کر سکتا کہ مجھے اس کا کس قدر صدمہ اور رنج ہوا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صدمہ مجھے آخر دم تک رہے گا عجیب خوبیوں کے انسان تھے سب کے بہی خواہ اور بدخواہ کے بھی بدخواہ نہ تھے عقل ایسی رسالی تھی کہ بہت کم لوگوں میں دیکھی گئی ہے دوسروں کو ہمیشہ اچھا مشورہ دیا مگر اپنے معاملات میں ہمیشہ ہیٹے رہے۔ دوستوں سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کی بھلائی کی تدبیریں سوچتے رہتے تھے مگر دشمن کو بھی برا نہیں کہتے تھے ان کی نظر اتنی دور پہنچتی تھی کہ عام لوگوں کی وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی تھی۔

کسی معاملے میں یا کسی علم و فن پر باتیں کیجئے وہ اس میں کوئی نہ کوئی نیا پہلو نکال لیتے تھے عجیب دماغ اور دل کے آدمی تھے میں انہیں کبھی بھول نہیں سکتا جب کبھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی تو میں ان کے پاس جاتا اور وہ مجھے کوئی نہ کوئی ایسی بات سمجھاتے جس سے میری مشکل حل ہو جاتی جب کبھی مجھ پر مایوسی طاری ہوتی تو میں ان کے پاس چلا جاتا تھا اور وہ ایسی باتیں کرتے اور اس طرح سمجھاتے کہ میری مایوسی امید سے بدل جاتی تھی۔ ان کی باتوں کا ڈھنگ اور ان کے سمجھانے کا طریقہ بالکل نرالا تھا جس میں شفقت اور محبت کا انداز تھا جب کبھی حیدر آباد جانے کا خیال آتا تو سب سے پہلے ان کا خیال آتا اور حیدر آباد جانے کی خوشی ان کی ملاقات کی خوشی پر تھی ان کی خوبیاں بیان میں نہیں آ سکتیں۔ اب ایسا شخص کہاں! ....

مجھے کسی کی موت کا اتنا صدمہ نہیں ہوا۔ جتنا ڈاکٹر صاحب کے انتقال کا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کسی نے میری آدھی جان نکال لی ہے اور اب میں ہر بات میں پہلے سے آدھا رہ گیا ہوں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

مخلص عبدالحق

(۲)

۲۹ر مارچ ۱۹۵۰ء

انجمن کی ادبی مجلس میں ہٹی کی کتاب History of the Arabs کے ترجمے کی تجویز پیش ہوئی تھی۔ اس پر یہ طے پایا کہ اس کا ترجمہ اردو کے کسی اچھے انشاپرداز اور ادیب سے کرایا جائے جو اسلامی تاریخ و علوم سے بھی واقف ہو اور جہاں کہیں ضرورت ہو مناسب حاشیوں کا اضافہ بھی کرے۔ مجلس نے مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ موزوں شخص کا انتخاب کر کے ترجمہ

کرالوں۔

ترجمے کا معاوضہ دو روپے آٹھ آنے فی صفحہ ہو گا اگر آپ اس کام کو قبول کر سکتے ہیں تو اطلاع فرمایئے۔ کتاب دو جلدوں میں شائع ہو گئی پہلا حصہ ۳۶۲ صفحہ تک کا ترجمہ ہو گا۔ یہ حصہ ہمیں اکتوبر ۱۹۵۰ء میں مل جانا چاہیے۔

عبدالحق

(۳)

۱۹۵۰ء

مکرمی۔ السلام علیکم و رحمت اللہ برکاتہ!

وقت و کرایہ نامے کا ترجمہ اس خط کے ساتھ مرسل ہے آخر کے چند صفحات کا ترجمہ صاف نہیں ہو سکا۔ اس لئے وہ مجھ کو بھیجا جائے گا اصطلاحات جو ترجمے میں استعمال کئے گئے ہیں ان کی فہرست علیحدہ منسلک ہے انگریزی نسخہ کافی اصلاح طلب ہے مثلاً" صفحہ ۱۱ پر حقیقی مسافت دہلی سے دکھلائی گئی ہے یہ اندراج تقسیم سے پہلے کا ہے لاہور یا کراچی سے مسافت کا تعین کرنے کے بعد ضروری اندراج کرلیا جائے۔ اسی طرح قواعد میں متعدد جگہ لفظ INDIA کیا گیا ہے اسے پاکستان ہونا چاہیے۔

قواعد کے ترجمے کا کام جلدی کی وجہ سے کافی کٹھن تھا اس لئے اس میں کافی وقت لگا مناسب ہو گا کہ آئندہ اشاعت (اپریل ۵۰ء) سے پہلے اس کی نظرثانی کرالی جائے۔ اکتوبر کی اشاعت کے سلسلے میں بھی کاپیوں کو اچھی طرح دیکھنا ہو گا۔ اس کام میں بھی انجمن پوری امداد دینے کے لئے تیار ہے آپ خود ایک دو دن کے لئے کراچی تشریف لے آئیں یا فرسٹ کلاس کے دو پاس بھجوا دیں تو میں ایک دو دن کے لئے لاہور آ سکتا ہوں۔

انجمن نے جو کچھ کام کیا ہے وہ قومی مفاد کے مدنظر کیا ہے اس لئے مناسب ہو گا کہ وقت و کرایہ نامہ کے شروع میں "کل پاکستان انجمن ترقی اردو" کی امداد کا اعتراف کیا جائے۔ کتابت وغیرہ میں تقریباً" سوا تین سو روپے کے مصارف ہوئے ہیں اگر آپ یہاں تشریف لائیں یا میں لاہور آؤں تو ریلوے کی دیگر مطبوعات و فارم کے انتظام کے متعلق تفصیل سے گفتگو کا موقع ہو گا۔ والسلام۔

مخلص عبدالحق

مولوی نصیرالدین ہاشمی کے نام

مکرم و محترم بندہ!

تسلیم و مسنون ۔ میں سخت محجوب ہوں کہ آپ کے اور حضرت امجد کے خطوط کا جواب نہ دے سکا واقعہ یہ ہے کہ کرنول سے واپس ہونے کے بعد ہی یہاں سے سلسلہ جنبانی شروع ہوئی کہ میں فی الفور علی گڑھ منتقل ہو جاؤں کیونکہ ڈاکٹر ذاکر حسین امریکہ جا رہے تھے عجیب کشمکش اور ذہنی خلفشار میں مبتلا تھا وہاں جتنے کام میں نے اپنے سر لئے تھے انہیں نپٹانا اور ان کا انتظام کرنا تھا اس لئے فروری اور مارچ روا روی میں گزر گئے کرنول ترچنا پلی وغیرہ دو تین دفعہ جانا پڑا اس کے علاوہ اپنی جگہ سے علیحدہ ہونے میں سارے چارج دینے کے انتظامات میں قطعی فرصت نہ رہی یہاں آنے کے بعد بہت سی اہم باتیں جو ڈاکٹر ذاکر صاحب کے جانے کے بعد رہ گئی تھیں ان کے سلسلہ میں بے حد عدیم الفرصت رہا اب ذرا سی فرصت ملی ہے یہ خط لکھ رہا ہوں۔ یہ حضرت امجد کو پڑھ کر سنا دیجئے اور میری معذرت کو قبول کرنے کی درخواست کیجئے۔

میں نے مدراس سے نکلتے ہوئے مولوی سید عبدالوہاب صاحب بخاری کو دس سٹ کے متعلق کہا تھا پانچ سٹ کی رقم میں نے مدراس سے بھیجی تھی اور پانچ سٹ کی رقم میں نے عثمانیہ کالج کرنول کی جانب سے بھجوائی تھی اب دس سٹ کی رقم اگر ممکن ہو تو انہوں نے وعدہ فرمایا ہے کہ اپریل کے اواخر یا مئی کی ابتدا میں روانہ فرما دیں گے۔ مجھے امید ہے کہ اس سلسلہ میں ان غیر معمولی اسباب کی بنا پر جو تاخیر ہوئی اسے حضرت امجد اور آپ معاف فرمائیں گے۔

دستخط

مولوی ڈاکٹر عبدالحق (مدراس)

بنام نامعلوم

(۱)

۱۔ دریا گنج دہلی
۱۳؍ اگست ۴۵ء

مکرمی ۔ تسلیم

آپ کی انجمن کی تیسری سالانہ رپورٹ پہنچی۔ اس کی کارگزاری کو پڑھ کر بہت مسرت ہوئی۔ جتنے کام آپ نے جاری کر رکھے ہیں وہ ہماری قومی زبان یعنی اردو کی اشاعت اور ترقی کے لئے نہایت ضروری ہیں خدا آپ کی ہمت میں برکت دے سب سے زیادہ خوشی مجھے آئندہ سال کے پروگرام کو پڑھ کر ہوئی یہ بڑا کام ہے اور آپ کی ہمت پر آفرین ہے کہ آپ نے اس اہم کام کے انجام دینے کا بیڑا اٹھایا ہے آپ کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

عبدالحق
معتمد اعزازی

(۲)

۱۔ دریا گنج دہلی
۲۱؍ جولائی ۱۹۴۵ء

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کی انجمن اردو زبان کی ترقی اور اشاعت میں سرگرمی سے کام کر رہی ہے یہ بہت بڑی قومی اور ملکی خدمت ہے زبان قومیت کی جان ہے زبان اردو کی ترقی و ترویج سے آپ اتحاد و یکجہتی پیدا کریں گے جس کی ہماری قوم کو شدید ضرورت ہے آپ اپنی کوششوں کو صرف مشاعروں تک محدود نہ رکھیے بلکہ اردو کے پھیلانے اور ان پڑھوں کے پڑھانے کے لئے بھی عملی قدم اٹھایئے یہ کام بہت ضروری اور مقدم ہے اور آپ ہی کے کرنے کا ہے امید ہے کہ آپ کا جلسہ خیر و خوبی اور کامیابی سے ہو گا۔

عبدالحق

(۳)

مکرم بندہ تسلیم

عنایت نامہ پہنچا جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اس وقت سفر میں ہوں اور یہ خط جلدی میں لکھ رہا ہوں پٹنہ آیا تو ضرور ان شنویوں کو دیکھوں گا جن کا ذکر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

الحاق کے متعلق یہ عرض ہے کہ انجمن ترقی اردو پٹنہ تو کوئی الحاق کر ہی نہیں سکتی کیونکہ وہ مقامی انجمن ہے۔ آپ انجمن ترقی اردو صوبہ بہار سے اپنا الحاق کر لیں۔ اس کے سیکرٹری مولوی خلیل احمد صاحب وکیل (لودھی پور، پٹنہ) ہیں۔ ورنہ آپ صدر انجمن سے الحاق کر سکتے ہیں۔ الحاق کے لئے کسی فیس کی ضرورت نہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ آپ انجمن قائم کریں اور اگر قائم کر لیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ اس معاملے میں آپ مولوی خلیل احمد صاحب سے مشورہ فرمائیں۔

الحاق کے لئے باضابطہ درخواست آنی چاہیے جس پر سیکرٹری اور پریذیڈنٹ دونوں کے دستخط ہوں۔

والسلام
عبدالحق

مینجر صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن کے نام

۲۶؍ مارچ ۱۹۵۵ء

تسلیم!

انجمن ترقی اردو پاکستان کو کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی کی مطبوعہ فہرستیں درکار ہیں میں بہت ممنون ہونگا کہ آپ از راہ عنایت ایک ایک نسخہ ان فہرستوں کا انجمن کو عنایت فرمائیں گے۔ انجمن کے کتب خانے کی فہرست بھی زیر ترتیب ہے۔ بعد تکمیل کتب خانہ سرکار عالی کے لئے پیش کی جائے گی۔

مخلص عبدالحق

اراکین مجلس نظما انجمن ترقی اردو کے نام

۲۰؍ جنوری ۱۹۵۳ء

جناب مکرم۔ السلام علیکم

۱۹۵۲ء کے اختتام پر انجمن ترقی اردو کے قیام کو پچاس سال پورے ہو گئے ہیں اس سال اوائل ماہ مئی ۱۹۵۳ء میں انجمن کی پنجاہ سالہ جوبلی منانے کی تجویز اور اس کے انتظامات کئے جا رہے ہیں اس سلسلے میں جوبلی مذکور کی مالیاتی کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ جوبلی کی استقبالیہ کمیٹی کی رکنیت کا چندہ مبلغ پچاس روپے مقرر کیا جائے اور اس میں تمام مجلس نظما کے ارکان کو بھی شریک کیا جائے۔ لہٰذا آپ سے استدعا کی جاتی ہے کہ براہ کرم مجلس استقبالیہ کی رکنیت قبول فرما کر چندہ رکنیت عنایت فرمائیں۔ جوبلی کی صحیح تاریخیں مقرر ہو جانے کے بعد آپ کو اطلاع دی جائے گی۔

عبدالحق

ذاتی مددگار ملک فیروز خاں نون کے نام

یکم اکتوبر ۱۹۵۳ء

شفیقی و محترم زاد مجدکم۔ السلام علیکم

جوبلی کے اجلاس کی صدارت فیروز خاں نون وزیر اعلی پنجاب فرما رہے ہیں ان کی صدارتی تقریر کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ کچھ زبانی تقریر کر دیں گے لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ ایک یادگار علمی و ادبی جلسہ ہے جس کی صدارتی تقریریں اور مقالات وغیرہ ایک جلد میں شائع ہوں (گے)۔ لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ وزیر موصوف اپنا خطبہ صدارت تحریر فرما کر ہمارے پاس بھیج دیں۔ اس کے متعلق میں نے آپ سے عرض کیا تھا تو آپ نے یاددہانی کرنے کے لئے فرمایا تھا لہٰذا براہ کرم اس کا انتظام فرما دیں کہ وہ اپنا خطبہ صدارت جلد تیار کر کے بھیج دیں جوبلی کے سلسلے کے ضروری اقدامات ان کو دفتر سے بھیج دیئے جائیں گے اور اس پر جس قسم کی امداد درکار ہو گی انجمن بہ خوشی دے گی۔

مخلص عبدالحق

پوسٹ ماسٹر۔ جنرل پوسٹ آفس کراچی کے نام

مورخہ ۷ فروری ۱۹۵۶ء

السلام علیکم

بحوالہ آپ کے مراسلہ نمبر معائنہ / کنٹرول 55-11-22 ڈاکخانہ جات ۵۵ - ۵۶ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء عرض ہے کہ مندرجہ ذیل الفاظ کے ترجمے ان کے سامنے دیئے جاتے ہیں:

بچت بنک	SAVING BANK
بچت بنک واپسیاں	SAVING BANK WITH DRAWALS
بچت بنک امانتیں	SAVING BANK DEPOSITS

نیاز مند

عبدالحق

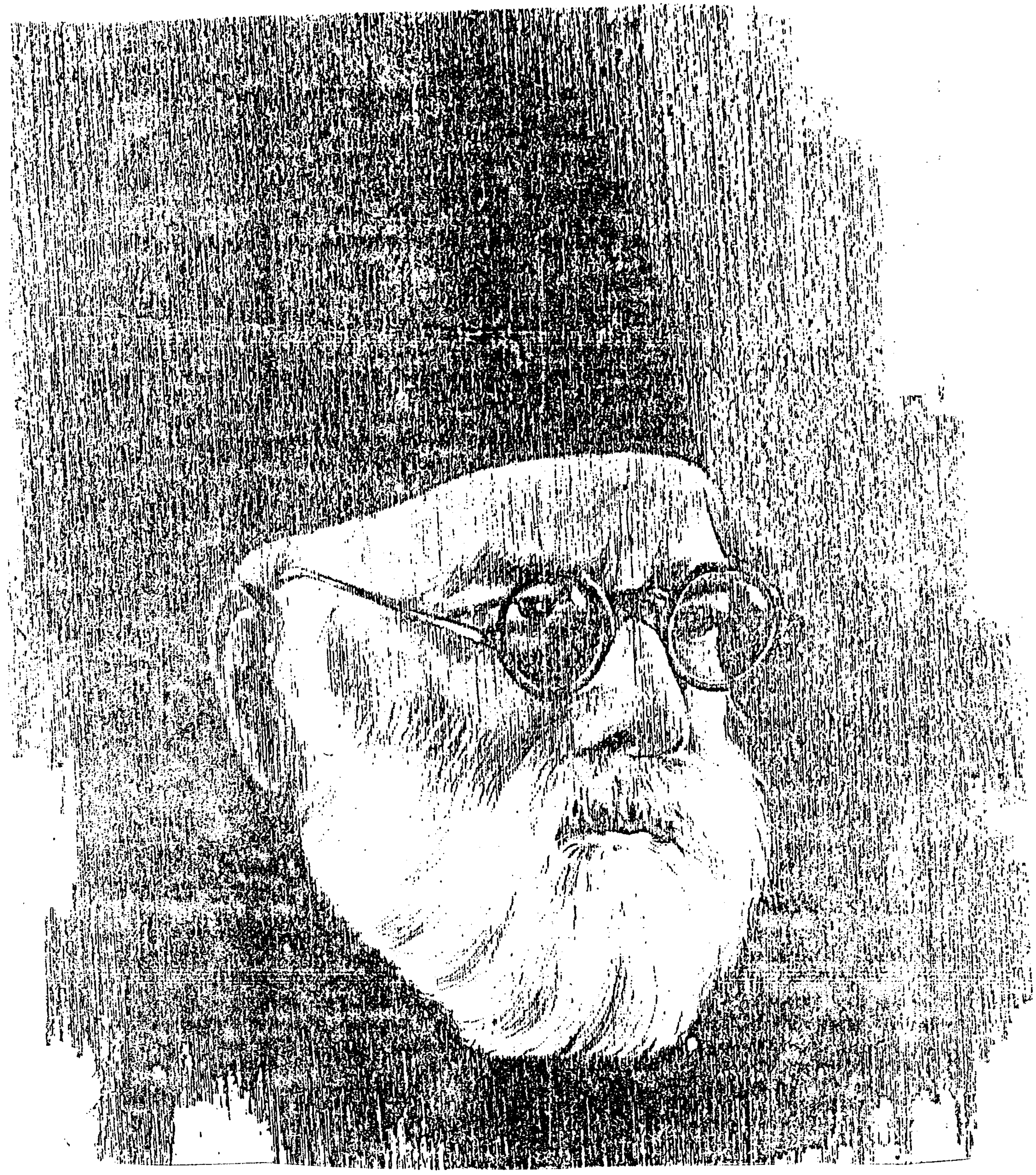
صدر انجمن ترقی اردو

بنام معتمد انجمن ترقی پسند مصنّفین، احمد آباد

مطبع مجتبائی، خلیق منزل، محلہ چوڑی والاں
۲۹۔ اکتوبر (۱۹۴۸ء)

کل شام میں علی گڑھ سے واپس آیا تو آپ کا خط ملا۔ مجھے یہ معلوم کر کے دلی مسرت ہوئی کہ پہلی اور دوسری نومبر کو احمد آباد میں انجمن مصنّفین ترقی پسند کی سرپرستی میں بہت بڑی کانفرنس ہونے والی ہے۔ گذشتہ سال اپریل میں اردو کانفرنس ہوئی تھی جو تقسیم ملک کے بعد پہلی اردو کانفرنس تھی۔ اس کے بعد جولائی میں ایک دوسری کانفرنس ہوئی۔ اب یہ تیسری کانفرنس ہوگی۔ احمد آباد اردو کی اس قدر شناسی پر قابل صد مبارک باد ہے۔ احمد آباد آج سے نہیں کئی صدی سے اردو کا گھر اور مرکز رہا ہے۔ اس نے اردو کی ابتدائی نشو و نما میں جو قابل اور ممتاز کام کیا ہے وہ اردو ادب کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ مجھے امید ہے کہ اس زمانے میں بھی جبکہ بعض جماعتیں نافہمی سے اردو کی مخالفت میں کمربستہ نظر آتی ہیں۔ احمد آباد اپنی پرزور تحریک اور حمایت سے اردو زبان و ادب کی ترقی میں پیش پیش رہے گا۔ میں اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

عبدالحق



۱۔ خطوط کے ماخذ

۲۔ مولوی عبدالحق کے مکتوب الیہ

۳۔ کتابیات

خطوط عبدالحق کے ماخذ

ابراہیم حنیف، پیرزادہ	قومی زبان اگست ۱۹۷۷ء
ابرار حسین، پروفیسر سید	ڈاکٹر مولوی عبدالحق فن اور شخصیت
	ڈاکٹر معراج نیر، ابلاغ لاہور، ۱۹۹۵ء
ابن انشاء	ماہ نو (چالیس سالہ نمبر، جلد اول) یکم اگست ۱۹۸۷ء
احسن ماہروی	پہلا اور دوسرا خط، نقوش جنوری ۱۹۶۳ء
	تیسرا خط، سہ ماہی اردو (بابائے اردو نمبر) ۱۹۶۲ء
اختر جوناگڑھی، قاضی احمد میاں	ایک تا گیارہ: قومی زبان (بابائے اردو نمبر) اگست ۱۹۶۳ء
	بارہواں خط: قومی زبان ستمبر ۱۹۷۳ء
اختر حسین رائے پوری	قومی زبان (بابائے اردو نمبر) اگست ۱۹۹۳ء
اختر شیرانی	قومی زبان اکتوبر ۱۹۸۰ء
اسد القادری، مولانا	قومی زبان اگست ۱۹۷۴ء
اظہار الحق، محمد	نقوش جنوری ۱۹۶۳ء
اعظمی، عبداللطیف	بابائے اردو مولوی عبدالحق (مرتبہ مکتوب الیہ)
	ادارہ فروغ اردو لکھنؤ، جولائی ۱۹۶۳ء
افتخار عالم، سید	نقوش جنوری ۱۹۶۳ء
افضل حسین فاروقی	"مجلس" حیدر آباد، اکتوبر ۱۹۶۰ء، جنوری ۱۹۶۱ء
اکرم ربانی، شیخ	ڈاکٹر مولوی عبدالحق فن اور شخصیت از
	سید معراج نیر، ابلاغ لاہور، ۱۹۹۵ء
الطاف علی بریلوی، سید	سہ ماہی "اردو" بابائے اردو نمبر ۱۹۶۲ء
الطاف فاطمہ	قومی زبان، ستمبر ۱۹۷۳ء
امین زبیری	غیر مطبوعہ

ایوب قادری	سہ ماہی "اردو" بابائے اردو نمبر ۱۹۶۲ء
آفاق صدیقی	ہماری زبان، یکم جنوری ۱۹۹۲ء
برج موہن، پنڈت	نقوش جنوری ۱۹۶۳ء
حاذق علی، سید	قومی زبان اگست ۱۹۷۸ء
حلیم، اے بی اے	قومی زبان ستمبر ۱۹۷۳ء
حمایت علی شاعر	قومی زبان، ۱۵ اگست ۱۹۶۱ء
حمیدہ اختر	قومی زبان (بابائے اردو نمبر) اگست ۱۹۹۳ء
خورشید علی، سید	"مجلس" حیدر آباد، اکتوبر ۱۹۶۰ء تا جنوری ۱۹۶۱ء
داؤد رہبر، ڈاکٹر	قومی زبان اگست ۱۹۶۳ء
دل محمد فضا، سید	نقوش جنوری ۱۹۶۳ء
راس مسعود، سید	۱، ۳، ۵، ۶، ۸، ۹، قومی زبان ستمبر ۱۹۶۹ء
	۲، ۴، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، قومی زبان اگست ۱۹۷۵ء
رشید الدین خان، مولوی	قومی زبان ستمبر ۱۹۷۳ء
ریاض الحسن، ڈاکٹر	قومی زبان اگست ۱۹۷۹ء
سراج الدین	قومی زبان، ستمبر ۱۹۷۳ء
سلیم تمنائی	نقوش، اپریل مئی ۱۹۶۸ء
سہیل عظیم آبادی	"مجلس" حیدر آباد، اکتوبر ۱۹۶۰ء تا جنوری ۱۹۶۱ء
سید احمد ندوی، مولانا	قومی زبان اگست ۱۹۷۷ء
شبیر علی کاظمی	قومی زبان اگست ۱۹۷۵ء
شہاب، قدرت اللہ	شہاب نامہ سنگ میل لاہور ۱۹۸۹ء ص ۷۸۷
شیروانی، حبیب الرحمٰن	نقوش جنوری ۱۹۶۳ء شمارہ نمبر ۹۶
صالحہ عابد حسین	نقوش جنوری ۱۹۶۳ء
صفی لکھنوی، مولانا	نقوش اپریل مئی ۱۹۶۸ء (جلد اول)

صمد حسین رضوی	نقوش مارچ ۱۹۶۳ء شمارہ نمبر ۹۷
ضیاء الحسن، سید	نقوش اپریل مئی ۱۹۶۸ء
طاہر فاروقی	نقوش، جنوری ۱۹۶۳ء
ظفر عمر	قومی زبان اگست ۱۹۹۳ء
عابد حسین، ڈاکٹر	ایک تا تین، نقوش جنوری ۱۹۶۳ء
	چوتھا خط، ہماری زبان یکم جنوری ۱۹۹۲ء
عبدالحمید اشرفی، مولوی	سہ ماہی "اردو" بابائے اردو نمبر ۱۹۶۲ء
عبدالرشید فاضل، پروفیسر	قومی زبان، ستمبر ۱۹۷۵ء
عبداللطیف خان (خان بہادر)	قومی زبان ستمبر ۱۹۷۳ء
عبدالمجید، میاں محمد	"لالہ صحرا" بہاول نگر، دسمبر ۱۹۶۱ء شمارہ نمبر ۳
عبدالودود، قاضی	قومی زبان اگست ۱۹۹۱ء
عبداللہ، ڈاکٹر سید	نقوش شمارہ نمبر ۱۰۹، اپریل مئی ۱۹۶۸ء
عثمان جعفری، مولانا	قومی زبان، دسمبر ۱۹۹۲ء
عرشی، امتیاز علی	نقوش جنوری ۱۹۶۳ء شمارہ نمبر ۹۶
عشرت رحمانی	قومی زبان جون ۱۹۷۹ء
غلام السیدین، خواجہ	"صحبتیں اگلی" مرتبہ اصغر مہدی، ادب پبلی کیشنز، نئی دہلی ۱۹۹۵ء
غلام مصطفے	سہ ماہی "اردو" جلد ۶۳، جنوری تا مارچ ۱۹۸۷ء
غیاث الدین، ؟	سہ ماہی "اردو" (بابائے اردو نمبر) ۱۹۶۲ء
فضل حسین	قومی زبان، ستمبر ۱۹۷۳ء
کلب مصطفےٰ، سید	قومی زبان، اگست ۱۹۶۴ء
مالک رام	نقوش جنوری ۱۹۶۳ء
	صرف ۱۳ نمبر خط قومی زبان اگست ۱۹۹۱ء
محمد اظہر، پروفیسر سید	"لالہ صحرا" بہاول نگر شمارہ نمبر ۲، نومبر ۱۹۶۰ء

محمد بیگ، مولوی	مقدمات عبدالحق مرتبہ عبادت بریلوی
	اردو مرکز لاہور، ۱۹۶۴ء
محمد حسن، ڈاکٹر	قومی زبان ستمبر ۱۹۷۳ء
محمد رشید	قومی زبان، ستمبر ۱۹۷۳ء
محمد طفیل	پہلا خط، نقوش شمارہ نمبر ۲۷، ۲۸، نومبر دسمبر ۱۹۵۲ء
	دوسرا اور تیسرا خط، محمد نقوش مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن
	ملتان ۱۹۸۳ء ص ۴۳۸
محمد مسلم، پروفیسر	نقوش، جنوری ۱۹۶۳ء
محمد میلیباری	قومی زبان، اگست ۱۹۷۷ء
محمود احمد عباسی، مولوی	پہلا خط، قومی زبان اگست ۱۹۸۸ء
	دوسرا خط، سہ ماہی اردو، ۱۹۶۲ء
محمود شیرانی، حافظ	قومی زبان، اکتوبر ۱۹۸۰ء
محمود علی خان، مولوی	قومی زبان ستمبر ۱۹۷۳ء
مختار الدین احمد	قومی زبان اگست ۱۹۹۱ء
مسعود حسن رضوی ادیب	خطوط مشاہیر بنام مسعود حسن رضوی ادیب مرتبہ نیر مسعود، لکھنؤ ۱۹۸۴ء
مسلم عظیم آبادی، محمد	نقوش (خطوط نمبر) جلد اول اپریل مئی ۱۹۶۸ء
مشتاق احمد خان، نواب	نقوش (خطوط نمبر) جلد اول اپریل مئی ۱۹۶۸ء
معین الحق، ڈاکٹر سید	قومی زبان اگست ۱۹۸۸ء
مفتی صاحب	قومی زبان، اگست ۱۹۸۸ء
مقتدی خان شیروانی، مولوی حاجی	سہ ماہی "اردو" ۱۹۶۲ء
ممتاز علی، سید	نقوش (خطوط نمبر، جلد اول) اپریل مئی ۱۹۶۸ء
منظور احمد، محمد	نقوش اپریل مئی ۱۹۶۸ء
مہر، غلام رسول	نقوش جنوری ۱۹۶۳ء

نثار احمد فاروقی	سہ ماہی "مجلس" حیدر آباد، اکتوبر ۱۹۶۰ء تا جنوری ۱۹۶۱ء
نظام الدین حسین، مولوی	سہ ماہی "اردو" ۱۹۶۲ء
وحید اکبر آبادی	قومی زبان، اگست ۱۹۸۹ء
وحید قیصر ندوی	ایک تا آٹھ، قومی زبان اگست ۱۹۶۴ء
	نو تا بتیس، نقوش مارچ ۱۹۶۳ء شمارہ نمبر ۹۷
ہاشمی فرید آبادی، مولوی	پہلا خط، قومی زبان، اگست ۱۹۶۴ء
	دوسرا اور تیسرا خط، قومی زبان، ستمبر ۱۹۷۳ء
ہاشمی، نصیر الدین	نقوش جنوری ۱۹۶۳ء

متفرقات

بنام نامعلوم	قومی زبان اگست ۱۹۸۹ء
بنام مینجر کتب خانہ آصفیہ، حیدر آباد دکن	قومی زبان ستمبر ۱۹۷۳ء
بنام اراکین مجلس علماء انجمن ترقی اردو	قومی زبان ستمبر ۱۹۷۳ء
بنام ذاتی مددگار ملک فیروز خان نون	قومی زبان ستمبر ۱۹۷۳ء
بنام پوسٹ ماسٹر جنرل پوسٹ آفس کراچی	قومی زبان ستمبر ۱۹۷۳ء

مولوی عبدالحق کے مکتوب الیہ

ابراہیم حنیف، پیرزادہ (ولادت: ضلع روہتک، ۱۶ دسمبر ۱۸۹۱ء۔ وفات: سیالکوٹ، ۱۹ اپریل ۱۹۶۰ء) نے ۱۹۲۱ء میں منشی فاضل اور ۱۹۲۲ء میں ادیب فاضل کی سند حاصل کی۔ رام جس سٹی کالج دہلی میں فارسی کے پروفیسر مقرر ہوئے اردو ہندی سنسکرت، یونانی اور عبرانی زبان سے واقفیت رکھتے تھے۔ مذہبی رسائل آل محمد، نفیر آل محمد، خالص اسلامی صلوٰۃ، رواجی نماز اور اسلامی کلنڈر وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔

(قومی زبان کراچی اگست ۱۹۷۷ء)

ابرار حسین، پروفیسر سید، نے گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں صدر شعبہ شماریات کے فرائض انجام دیے کچھ عرصہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے بھی وابستہ رہے آج کل راولپنڈی میں مقیم ہیں۔

(بہ روایت پروفیسر ڈاکٹر سید معین الرحمٰن)

ابن انشاء (اصل نام: شیر محمد خان، ولادت: جالندھر ۱۹۲۷ء وفات: لندن ۱۱ جنوری ۱۹۷۸ء) نے ۱۹۵۲ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ بنیادی طور پر شاعر تھے لیکن شہرت نثر نویسی سے پائی، جو زیادہ تر سفرناموں اور اخباری کالموں پر مبنی ہے۔ چلتے ہو تو چین کو چلیے، آوارہ گرد کی ڈائری، دنیا گول ہے، ابن بطوطہ کے تعاقب میں (سفرنامے) چاند نگر، اس بستی کے اک کوچے میں، دل وحشی (شعری مجموعے) اردو کی آخری کتاب، خمار گندم (مزاح) ان کی گراں قدر تصانیف ہیں۔

(نثری ادب: مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن، لاہور ۱۹۹۲ء)

احسن مارہروی (اصل نام سید علی احسن ولادت ۱۸۷۶ء وفات پٹنہ ۳۰ اگست ۱۹۴۰ء) داغ کے شاگرد رشید تھے۔ بعض لوگ انہیں جانشین داغ بھی مانتے ہیں ۱۹۲۱ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں اردو کے لیکچرار مقرر ہوئے اور پوری زندگی یونیورسٹی میں گزار دی۔ انہوں نے داغ کے خطوط "انشائے داغ" کے نام سے مرتب کر کے شائع کیے۔

(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، مدیر اعلیٰ مولانا حامد علی خان، لاہور ۱۹۸۷ء)

اختر جوناگڑھی (پورا نام: احمد میاں اختر جوناگڑھی، ولادت: جوناگڑھ ۱۸۹۷ء، وفات ۱۶ اگست ۱۹۵۰ء) شاعری، اسلامی تاریخ اور فلسفہ سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف میں الکندی، علمی مقالات، جابر بن حیان، ابن الہیثم، الحوقل، رازی، خوارزمی، ابن بیطار اور دواوین ایرانی شعراء وغیرہ شامل ہیں۔

(ہمارے اہل قلم، مرتبہ زاہد حسین انجم، ملک بک ڈپو لاہور ۱۹۸۸ء)

اختر حسین رائے پوری (اصل نام: اختر حسین، ولادت: رائے پور، جون ۱۹۲۱ء) نے ایم اے تاریخ علی گڑھ یونیورسٹی سے اور پی

ایچ ڈی پیرس یونیورسٹی سے کی۔ محقق' نقاد' افسانہ نگار اور مترجم کی حیثیت سے نام کمایا۔ ان کی تصانیف میں محبت اور آگ' زندگی کا میلہ (افسانے) ادب اور انقلاب (تنقید) آپ بیتی میکسم گورکی' شکنتلا (ترجمے) اور مقالات گارساں دتاسی اہمیت کی حامل ہیں۔

(ہمارے اہل قلم)

اختر شیرانی (اصل نام : محمد داؤد خان' ولادت : ٹونک ۴ مئی ۱۹۰۵ء' وفات : ۱۹۴۸ء) نے منشی فاضل کی سند حاصل کی۔ اردو میں رومانی شاعر کی حیثیت سے انمٹ نقوش چھوڑے لالہ طور' طیور آوارہ' نغمہ حرم' صبح بہار اور اخترستان' ان کی معروف شعری تصانیف ہیں عوفی کی جوامع الحکایات دو جلدوں میں ترجمہ کی۔ متعدد رسائل میں ہمایوں' سہیلی' خیالستان' رومان اور شاہکار کے مدیر بھی رہے۔

(شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا' شعاع ادب لاہور' ۱۹۸۷ء)

اکرم ربانی' شیخ' اسلامیہ کالج گوجرانوالہ میں سپرنٹنڈنٹ کے منصب پر فائز تھے۔ ان کے فرزند خالد محمود ربانی روزنامہ نوائے وقت سے بطور صحافی منسلک رہے۔

(بہ روایت ڈاکٹر سید معراج نیر)

الطاف علی بریلوی' سید (ولادت : ۱۹۰۵ء' وفات : ستمبر ۱۹۸۶ء) ممتاز محقق تھے۔ بی اے مسلم یونیورسٹی سے کیا۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس میں ملازمت کی۔ العلم کے مدیر رہے۔ ان کی تصانیف میں معرکہ انتخاب جداگانہ و مخلوط' حیات حافظ' رحمت اللہ خان' تعلیمی مسائل پس منظر اور پیش منظر' تعلیم و تعلم' طالب علم کی ڈائری' حاصل مطالعہ' چند محسن' چند دوست اور مقالات بریلوی وغیرہ شامل ہیں۔

(ہمارے اہل قلم)

الطاف فاطمہ (ولادت : لکھنؤ ۱۹۲۹ء) نے اردو میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ ناول نگاری اور افسانہ نگاری ان کا وسیلہ اظہار ہے۔ "نشان منزل" "دستک نہ دو" "چلتا مسافر" اہم ناول اور "وہ جسے چاہا گیا" "جب دیواریں گریہ کرتی ہیں" ان کے افسانوی مجموعے ہیں جبکہ فن سوانح نگاری کا اردو میں ارتقاء ان کی تنقیدی کاوش ہے۔

(ہمارے اہل قلم)

امین زبیری' مولوی محمد : وطن مارہرہ' ضلع ایٹہ' ولادت : ۱۸۷۰ء وفات : کراچی ۸ ستمبر ۱۹۵۸ء۔ سرسید' حالی' شبلی' مولوی عبدالحق اور دیگر متعدد اکابرین سے ذاتی روابط تھے۔ سوانح اور تاریخ سے خاص شغف تھا۔ مدتوں فرماں روائے بھوپال سے وابستہ رہے۔ متعدد کتابوں کے مولف ہیں' بعض کتابوں کے نام یہ ہیں۔ تذکرہ سید محمود' تذکرہ محسن (۱۹۳۵ء)' تذکرہ وقار

(۱۹۳۸ء)، سیاسیات ملیہ (۱۹۴۱ء)، ضیائے حیات (۱۹۵۳ء)، تذکرہ سید (۱۹۶۱ء)، شبلی کی رنگین زندگی (۱۹۴۶ء، ۱۹۵۲ء)۔

(نثری ادب، مرتبہ : ڈاکٹر سید معین الرحمٰن لاہور طبع اول ۱۹۸۶ء)

ایوب قادری محمد (ولادت : ضلع بریلی جولائی ۱۹۲۶ء، وفات : ۱۹۸۳ء) نے ایم اے اردو کے بعد پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ تحقیق، تنقید اور تذکرہ نگاری کے میدان میں شہرت پائی، تذکرہ علمائے ہند، مجموعہ وصایا اربعہ ماثر الامرا (تین جلدوں میں فارسی سے ترجمہ)، مولانا فیض احمد بدایونی، مخدوم جہانیاں جہاں گشت، تبلیغی جماعت کا تاریخی جائزہ وغیرہ ان کی اہم تصنیفات ہیں۔

(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا جلد اول)

آفاق صدیقی (اصل نام : سید آفاق حسین، ولادت : دہلی ۱۹۲۱ء) شاعر اور ادیب ہیں۔ سکھر، سندھ میں قیام ہے۔

برج موہن، پنڈت دتاتریہ کیفی (ولادت : دہلی ۱۸۶۶ء، وفات : ۱۹۵۵ء) کشمیری نژاد دہلوی خاندان سے تھے۔ اردو زبان کی پرجوش اور پرخلوص خدمت و محبت سے ممتاز ہوئے۔ عربی اور فارسی درسیات مسلمان اساتذہ سے پڑھیں۔ شاعری میں مولانا حالی کے شاگرد ہوئے۔ واردات (مجموعہ کلام) منشورات اور کیفیہ ان کی یادگار ادبی کتب ہیں۔ کئی سال تک انجمن ترقی اردو میں بابائے ارد کے ساتھ ادبی و صحافتی کام کرتے رہے۔

(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، جلد اول)

حلیم اے بی اے یونیورسٹی آف کراچی کے وائس چانسلر تھے۔

(قومی زبان ستمبر۱۹۷۳ء)

حمایت علی شاعر (اصل نام : میر حمایت علی، ولادت : اورنگ آباد دکن، ۲۷ جون ۱۹۳۰ء) کا شمار اردو کے اہم شعرا میں ہوتا ہے، سندھ یونیورسٹی سے ۱۹۶۴ء میں ایم اے کیا۔ شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی جامشورو سے بطور استاد وابستہ رہے۔ غزل، نظم، ڈرامہ اور گیت میں طبع آزمائی کی۔ اہم تصانیف حسب ذیل ہیں۔ آگ میں پھول، مٹی کا قرض، تشنگی کا سفر، ہامون کی آواز (شعری مجموعے) زاویے، فاصلے، شکست کی آواز (ڈرامے) اردو میں نعتیہ شاعری کے سات سو سال اور کتابی چہرے تنقیدی تصانیف ہیں، مٹی کا قرض پر آدم جی ادبی انعام حاصل کیا۔

(ہمارے اہل قلم)

حمیدہ اختر جاسوسی ناول نگار ظفر عمر کی بیٹی اور معروف ترقی پسند نقاد اختر حسین رائے پوری کی اہلیہ ہیں۔ ان معدودے چند ہستیوں میں سے ہیں جنہیں مولوی عبدالحق کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ان کا دلچسپ طویل مضمون "ہمارے مولوی صاحب" (مطبوعہ قومی زبان اگست ۱۹۹۳ء) مولوی عبدالحق کی ذات کے بہت سے نئے گوشے منور کرتا ہے۔ حمیدہ اختر کی سوانح

حیات "ہمسفر" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

(قومی زبان اگست ۱۹۹۳ء)

خورشید علی، سید، کی ابتدائی تعلیم حیدر آباد میں ہوئی اور پھر نظام کالج میں زیر تعلیم رہے۔ نوجوانی ہی میں علم و ادب اور ملک و سماج کی خدمت میں منہمک ہو گئے انگریزی سے ترجمہ کرنے میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ گو کھلے پر اردو میں سب سے پہلے ان کی کتاب شائع ہوئی سروجنی نائیڈو کی شاعری سے اردو دان طبقے کو متعارف کرایا۔ اس کے علاوہ مقتدر جرائد میں آپ کے مضامین شائع ہوتے تھے۔

(نقوش شخصیات نمبر ۲۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

داؤد رہبر (ولادت : ۱۹۲۷ء) کے والد ڈاکٹر شیخ محمد اقبال اورینٹل کالج لاہور کے پرنسپل اور فارسی، عربی کے مانے ہوئے عالم تھے اور بابائے اردو کے رفیق خاص تھے "چند ہم عصر" میں ان کا خاکہ موجود ہے۔ ۱۹۴۹ء سے پہلے داؤد رہبر کے نثر پارے "ادبی دنیا" میں شائع ہو کر مقبول ہوئے ۱۹۴۹ء میں وہ انگلستان گئے کیمبرج یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی میں داخلہ اور پھر وہ وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ انگلستان، ترکی، کینڈا اور پھر امریکہ کی یونیورسٹیوں میں عربی فارسی اور اردو ادبیات پڑھانے کی خدمت پر مامور رہے۔ جون ۱۹۹۲ء میں ریٹائر ہوئے موسیقی اور لاہور کی تاریخ اور تقابل ادیان سے خصوصی دلچسپی ہے۔ براؤن کی کتاب کا ترجمہ "ادبیات ایران بہ عہد مغولاں" کے نام سے کیا مختلف شخصیات کے نام داؤد رہبر کے مکاتیب "سلام و پیام" کے نام سے چھپے ہیں (لاہور ۱۹۹۶ء) غالب کے اردو خطوں کا انگریزی ترجمہ نیویارک سے چھپا (۱۹۸۷ء)

(ماخذ "سلام و پیام" مکاتیب داؤد رہبر ۱۹۹۶ء)

راس مسعود، سید (ولادت : ۱۸۸۹ء، وفات : ۳ جولائی ۱۹۳۷ء) سید محمود کے فرزند اور سرسید احمد خان کے پوتے تھے۔ علی گڑھ اور انگلستان میں زیر تعلیم رہے۔ تکمیل تعلیم کے بعد دولت آصفیہ دکن میں ناظم تعلیمات مقرر ہوئے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر بھی رہے۔ ۱۹۳۲ء میں نادر شاہ فرمانروائے افغانستان کی دعوت پر علامہ اقبال اور سید سلیمان ندوی کے ہمراہ انگلستان کا دورہ کیا تاکہ وہاں کے نظام تعلیم کو دور حاضر کی ضروریات کے مطابق مدون کر سکیں۔ آپ کے تصنیفی سرمائے ہیں "جاپان کا نظام تعلیم" خاصے کی چیز ہے۔

(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا، جلد اول)

ریاض الحسن (ڈاکٹر) پندرہ روزہ ہماری زبان کے مدیر تھے بعد ازاں حصول تعلیم کے لئے اطالیہ چلے گئے سفارت خانہ پاکستان (انقرہ) کے فسٹ سیکرٹری ہونے کا اعزاز بھی آپ کے حصے میں آیا۔

(انجمن کی پنجاہ سالہ تاریخ ہاشمی فرید آبادی، کراچی ۱۹۵۳ء۔ ص ۱۱۲)

سراج الدین معروف ماہر تعلیم اور انگریزی ادب کے استاد تھے ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۴ء اور ۱۹۵۶ء سے ۱۹۵۸ء تک گورنمنٹ کالج میں بطور پرنسپل کام کیا۔

(ہسٹری آف گورنمنٹ کالج لاہور' عبدالحمید' لاہور ۱۹۶۴ء)

سہیل عظیم آبادی (اصل نام : مجیب الرحمٰن' ولادت : پٹنہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۱ء' وفات : نومبر ۱۹۶۹ء) نے عربی' فارسی اور اردو کی تعلیم گھر پر پائی۔ اس کے بعد حصول تعلیم کے لئے اوٹاوا چلے گئے ۱۹۳۲ء میں اخبار "ہمدرد" میں ملازمت کی۔ انجمن ترقی اردو نے جب ناگ پور (۱۹۴۱ء) میں اردو مرکز قائم کیا سہیل عظیم آبادی اس کے مہتمم مقرر ہوئے۔ اردو زبان کے سچے خادم تھے اسی لئے بابائے اردو ان کے خلوص اور سرگرمی کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔

(انجمن کی پنجاہ سالہ تاریخ ص ۱۳۳)

سید احمد ندوی' مولانا (ولادت : پٹنہ ۱۸۹۷ء) دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فارغ التحصیل تھے۔ عثمانیہ کالج اورنگ آباد میں پروفیسر (اسلامیات) کے منصب پر فائز رہے۔ ۱۹۴۷ء میں کراچی آئے۔ شاعر تھے اور سید تخلص کرتے تھے۔

(قومی زبان اگست ۱۹۷۷ء)

شبیر علی کاظمی (ولادت : مراد آباد ۱۱ جولائی ۱۹۱۵ء' وفات : ۳۱ جون ۱۹۸۵ء) نے اردو اور فارسی میں ایم اے کیا۔ انگریزی' اردو' سنسکرت پالی' فارسی' بنگالی' عربی اور ہندی زبان میں مہارت رکھتے تھے ان کی تحقیقی و تنقیدی کتب میں پراچین اردو' اردو اور بنگلہ کے مشترک الفاظ' اساس اردو' اردو کا عوامی ادب' و الیان اردو' چند تعلیمی تصورات اور تعلیمات اردو وغیرہ قابل قدر ہیں۔

(ہمارے اہل قلم)

شہاب' قدرت اللہ (ولادت : مراد آباد ۱۹۲۰ء' وفات : ۱۹۸۶ء) نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے انگریزی کی ڈگری حاصل کی۔ قیام پاکستان سے قبل مقابلے کا امتحان پاس کر کے مرکزی وزارت تعلیم ثقافتی ڈویژن میں ملازمت اختیار کی۔ اس کے علاوہ بطور سفیر (نیدرلینڈ) اور اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو کے لئے بھی خدمات سرانجام دیں۔ یاخدا' ماں جی' نفسانے' شہاب نامہ' اور شہاب نگران کی گراں قدر تصانیف ہیں۔

(ہمارے اہل قلم)

شیروانی' حبیب الرحمٰن' علی گڑھ کے قریب موضع بھیکم میں پیدا ہوئے۔ آگرہ کالج میں زیر تعلیم رہے۔ اخبار "الندوہ" لکھنؤ کے مدیر ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ ۱۹۱۸ء میں حیدر آباد گئے' جہاں انہیں صدر الصدور امور مذہب کے فرائض سونپے گئے۔ ۱۹۲۴ء میں نواب صدریار بہادر جنگ کے خطاب سے نوازے گئے۔ جامعہ عثمانیہ کے پہلے وائس چانسلر تھے۔ تقریباً ۲۴ کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں علمائے سلف اور نابینا علماء اہم ہیں۔

(شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا)

صالحہ عابد حسین (پیدائش : ۱۹۱۳ء' وفات : ۱۹۸۸ء) خواجہ غلام الثقلین کی بیٹی اور ڈاکٹر عابد حسین استاد "جامعہ ملیہ اسلامیہ" کی بیوی تھیں۔ شوہر کے ادبی ذوق اور جامعہ عثمانیہ کے علمی ماحول سے طبیعت نے اور جلا پائی۔ ان کی تصانیف میں دو ناول عذرا' آتش خاموش اور تین افسانوی مجموعے نقش اول' ساز ہستی اور نراس میں آس وغیرہ شامل ہیں۔

(نقوش لاہور سالنامہ ۱۹۵۴ء ۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا)

صفی لکھنوی (اصل نام : علی نقی' ولادت : ۱۸۶۲ء' وفات : ۱۹۵۰ء) نے ابتدائی تعلیم گھر پر اور انٹرنس کی سند کیننگ کالجیٹ سکول سے حاصل کی۔ ۱۸۷۹ء سے ۱۹۳۲ء تک مختلف سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ صفی نے شاعری کو لکھنوی تصنع سے آزاد کر کے فطرت سے ہم آہنگ کیا ایک مجموعہ کلام "لخت جگر" اور تین سو اشعار کی ایک مثنوی "نظم الحیات" چھپ چکی ہے جبکہ دیوان صفی ۱۹۵۳ء میں طبع ہوا ان کا ایک ضرب المثل شعر

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا ۔ ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا' نقوش مکاتیب نمبر نومبر ۱۹۵۷ء)

ضیاء الحسن' سید' اپنے زمانے کے مشہور حکیم تھے۔ اسی باعث افسرالاطباء کے خطاب سے نوازے گئے۔

(نقوش اپریل مئی ۱۹۶۸ء)

طاہر فاروقی (اصل نام : محمد طاہر' ولادت : مراد آباد ۱۹۰۵ء' وفات : ۱۹ ستمبر ۱۹۷۸ء) نے آگرہ یونیورسٹی سے فارسی اور اردو میں ایم اے کیا۔ تدریس کے پیشے سے وابستہ ہوئے انہوں نے صدر شعبہ فارسی آگرہ کالج (۱۴ سال) صدر شعبہ اسلامیہ کالج پشاور (۴ سال) اورینٹل کالج (ایک سال) ڈھاکہ یونیورسٹی (۲ سال) پشاور یونیورسٹی (۱۵ سال) اور انقرہ یونیورسٹی (اڑھائی سال) میں تعلیمی خدمات سرانجام دیں۔ اہم تصانیف میں سیرت امیر ملت' بزم اقبال' سیرت اقبال' اقبال کے افکار' اقبال اور حب رسول' مختصر تاریخ ادب فارسی' پاکستان میں اردو اور نثر نگاری کا فن وغیرہ شامل ہیں۔

(ہمارے اہل قلم)

ظفر عمر (ولادت : ۱۸۸۵ء' وفات : ۱۹۵۳ء) علی گڑھ کے پرانے گریجویٹ تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد محکمہ پولیس میں ہو گئے اور کارہائے نمایاں سرانجام دیے ان کے جاسوسی ناول چوروں کا کلب' نیلی چھتری' لال کھور اسی زمانے کے تجربات پر مبنی ہیں۔ ترقی پسند نقاد اختر حسین رائے پوری آپ کے داماد تھے۔ تقسیم کے بعد پاکستان چلے آئے اور یہیں انتقال ہوا۔

(نقوش شخصیات نمبر اکتوبر ۱۹۵۶ء)

عابد حسین' ڈاکٹر (ولادت : بھوپال ۱۸۹۶ء' وفات : ۱۹۷۹ء) جرمنی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر کے لوٹے تو ساری زندگی

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں تعلیمی خدمات کے لئے وقف کردی اردو کے مستند ادیب' نقاد' مترجم' ڈرامہ نگار اور ماہر تعلیم تھے۔ ان کی تصانیف میں گوئٹے کے ڈرامہ فاؤسٹ کا ترجمہ "پردہ غفلت" مکالمات افلاطون (ترجمہ)' کانٹ کی کتاب کا ترجمہ "تنقید عقل محض" اور مضامین عابد وغیرہ اہم ہیں۔

(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا' جلد دوم ۱۹۸۸ء)

عبدالحمید اشرفی' مولوی (وفات : نومبر ۱۹۴۵ء) او جھیانی ضلع بدایون سے تعلق رکھنے والے بڑے علم دوست اور معارف پرور بزرگ تھے۔ مرحوم کے پاس تقریباً" چار ہزار کتابوں پر مشتمل بیش قیمت کتب خانہ تھا۔ اس کتب خانے میں نادر مخطوطات اور ہندوستان کے قدیم اور نایاب اخبارات کے فائل موجود تھے۔

(سہ ماہی اردو' بابائے اردو نمبر ۱۹۶۲ء)

عبدالرشید فاضل' پروفیسر (ولادت : قرولی ۱۹۰۱ء' وفات : ۲۵ جون ۱۹۹۰ء) نقاد' مترجم اور شارح کی حیثیت سے معروف ہوئے' پنجاب یونیورسٹی سے امتحانات علوم مشرقی پاس کئے فارسی میں منشی فاضل اور اردو میں ادیب فاضل کیا۔ آگرہ یونیورسٹی سے فارسی اور اردو میں ایم اے کی اسناد حاصل کیں۔ ۱۹۴۹ء میں اردو کالج کراچی میں پہلے لیکچرار اور پھر ترقی کر کے پروفیسر و صدر شعبہ کے منصب تک پہنچے۔ آپ کی تصانیف میں ترجمان خودی' اقبال اور عشق رسالت ماب' علامہ اقبال اور تصوف' اقبال اور پاکستان مہرنیم روز (ترجمہ) اور نقوش جاوداں (مجموعہ کلام) وغیرہ شامل ہیں۔

(مقالہ محمد عبدالرشید فاضل بطور اقبال شناس' اورینٹل کالج لاہور ۱۹۹۰ء)

عبداللطیف خان (خان بہادر) لطیفی پریس دہلی کے مالک تھے۔ بابائے اردو اور انجمن ترقی اردو سے گہرا تعلق رہا۔ ایک عرصہ تک انجمن کی مطبوعات آپ کے پریس سے شائع ہوتی رہیں۔

(قومی زبان' ستمبر ۱۹۷۳ء)

عبدالمجید' میاں' (ولادت : لاہور فروری ۱۹۰۹ء' وفات : بہاول نگر ۲۱ مارچ ۱۹۶۵ء) گورنمنٹ بہاول کالج بہاول نگر کے پرنسپل رہے۔ ان کی شخصیت اور حالات میں دیکھیے۔ شخصیات اور ادبیات از ڈاکٹر سید معین الرحمٰن لاہور ۱۹۹۵ء' ص ۲۶۸' ۲۷۶۔

عبدالودود' قاضی' (ولادت : پٹنہ ۱۸۹۹ء' وفات : ۲۵ جنوری ۱۹۸۴ء) نے ۱۹۲۰ء میں امتیاز کے ساتھ بی اے کیا۔ ۱۹۲۳ء میں انگلستان چلے گئے اور ۱۹۲۹ء میں وکیل بن کر واپس آئے۔ اس کے بعد زندگی علم و ادب کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ ان کے بے شمار تنقیدی و تحقیقی مضامین کے کئی مجموعے ڈاکٹر عابد رضا بیدار نے خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ کی جانب سے شائع کر دیئے ہیں۔

(نقوش شخصیات نمبر ۲' اکتوبر ۱۹۵۶ء)

عبداللہ' ڈاکٹر سید (ولادت : بنگلور ۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء' وفات : ۱۴ اگست ۱۹۸۶ء) اردو کے ممتاز مترجم' محقق اور نقاد ہیں۔ انہوں نے ۱۹۲۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے (فارسی) تیسرے درجے میں اور پھر ۱۹۳۲ء میں ایم (عربی) درجہ اول میں پاس کیا۔ ۱۹۳۵ء میں ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ موضوع تحقیق "ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ" تھا یہ مقالہ انگریزی زبان میں تھا۔ ان کی قابل قدر تصانیف میں ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ' اردو ادب جنگ عظیم کے بعد' شعرائے اردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کا فن' بحث و نظر' مقامات اقبال' ولی سے اقبال تک' سرسید احمد خان اور ان کے رفقاء' مباحث' کلچر کا مسئلہ' اشارات تنقید' پاکستان میں اردو کا مسئلہ' میرامن سے عبدالحق تک وغیرہ شامل ہیں۔

(ڈاکٹر سید عبداللہ بطور غالب شناس' شکیلہ شاہ جہاں' ۱۹۹۶ء صفحہ ۱۴۔ ہمارے اہل قلم)

عثمان جعفری' مولانا' کا تعلق مچھلی شہر ضلع جونپور سے تھا سٹی کالج حیدر آباد دکن میں پروفیسر کے عہدے پر فائز رہے صاحب طرز ادیب اور اردو زبان سے سچی محبت رکھتے تھے۔ اپنے نام کے ساتھ "فدائی اردو" لکھا کرتے تھے۔

(قومی زبان دسمبر ۱۹۹۲ء)

عرشی' امتیاز علی (ولادت : ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء' وفات : ۲۵ فروری ۱۹۸۱ء) نے پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کیا۔ عربی فارسی اور اردو پر عبور رکھتے تھے' ڈاکٹر مولانا محمد شفیع کے شاگرد اور انہیں کی طرح تحقیق میں مورخانہ رجحان کے پیروکار تھے۔ طویل عرصہ تک سرکاری کتاب خانہ رامپور (رضا لائبریری) کے ناظم رہے۔ نادرات شاہی' مکاتیب غالب' انتخاب غالب (اردو فارسی)' سلک گوہر' دستور الفصاحت' کلیات غالب اردو وغیرہ ان کی اہم تصنیفات ہیں۔

(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا' جلد دوم)

عشرت رحمانی ولادت : رام پور ۱۶ اپریل ۱۹۱۰ء' وفات : کراچی ۲۰ مارچ ۱۹۹۲ء (تحقیق نامہ شمارہ ۲' ۹۳۔ ۱۹۹۲ء شعبہ اردو گورنمنٹ کالج لاہور) نے ۱۹۳۵ء میں علی گڑھ سے تاریخ میں ایم اے کیا۔ ڈرامہ' تحقیق' تنقید اور سوانح کے حوالے سے ان کی تصنیفات حیات جوہر' شہید ملت' برادران ملت' قائداعظم' آغا حشر' ہماری آزادی کی کہانی' اردو ڈرامہ تاریخ و تنقید' اردو ڈرامے کا ارتقاء' مرزا غالب' اور شاہجہاں (ڈرامہ) قابل ذکر ہیں۔

(شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا)

غلام السیدین' ڈاکٹر خواجہ (ولادت : پانی پت ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۴ء' وفات : دہلی ۱۹ دسمبر ۱۹۷۱ء) اردو کے اہم ادیب اور ماہر تعلیم تھے ان کی تصانیف میں آندھی میں چراغ' علی گڑھ کی تعلیمی تحریک' اصول تعلیم' روح تہذیب' زبان زندگی اور تعلیم' فکر انسانی کا ارتقاء' مجھے کچھ کہنا ہے اپنی زبان میں اور سخن دل نواز (مکاتیب) شامل ہیں۔

(نثری ادب مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن)

غلام مصطفےٰ خان (ولادت : جبل پور جولائی ۱۹۱۲ء) نے فارسی اردو میں ایم اے کے علاوہ ایل ایل بی' پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کی سند حاصل کی۔ ملازمت کے سلسلے میں صدر شعبہ اردو ناگ پور یونیورسٹی (۱۹۲۶ء - ۱۹۴۸ء) صدر شعبہ اردو کراچی (۱۹۴۸ء - ۱۹۵۶ء) اور صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی (۱۹۵۶ء - ۱۹۷۲ء) کے منصب پر فائز رہے اہم تحقیقی اور تنقیدی کتب میں حالی کا ذہنی ارتقاء' علمی نقوش' فارسی پر اردو کا اثر' ادبی جائزے' اقبال اور قرآن' معارف اقبال اور جامع القواعد شامل ہیں۔

(ہمارے اہل قلم)

غیاث الدین' میاں' او جھیانی ضلع بدایوں کے رہنے والے تھے جب سے ہوش سنبھالا مولوی امین زبیری کے ہاں ملازم تھے' زبیری صاحب ان کو مثل اولاد سمجھتے تھے۔

(سہ ماہی اردو بابائے اردو نمبر ۱۹۶۲ء)

کلب مصطفےٰ' سید' پیشے کے اعتبار سے وکیل تھے' متعدد کتابوں کے مترجم اور مرتب تھے۔ "ملک محمد جائسی" ان کی اہم تصنیف ہے جسے انجمن ترقی اردو نے شائع کیا۔

(قومی زبا اگست ۱۹۶۴ء)

مالک رام (ولادت : ۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء' وفات : ۱۶ اپریل ۱۹۹۳ء) اردو' عربی فارسی اور انگریزی پر یکساں دسترس رکھتے تھے۔ مختلف مذاہب' خصوصاً" اسلام کے بارے میں ان کی رائے قابل رشک تھی' غالبیات کے شعبے میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ۱۹ اگست ۱۹۸۷ء کو غالب اکیڈمی نئی دہلی میں جشن مالک رام کمیٹی کے زیر اہتمام کل ہند سیمینار منعقد ہوا۔ تصانیف میں فسانہ عجائب' تذکرہ معاصرین (چار جلدیں) عورت اور اسلامی تعلیم' ذکر غالب' گفتار غالب' اسلامیات اور تلامذہ غالب وغیرہ شامل ہیں۔

(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا' جلد دوم)

محمد اظہر' پروفیسر سید (وفات : لاہور ۲۰ فروری ۱۹۹۵ء) آبائی وطن قصبہ جائیس الہ آباد یونیورسٹی کے نامور فرزند' ڈاکٹر اعجاز حسین اور ڈاکٹر مسیح الزماں کے عزیز شاگرد تھے۔ گورنمنٹ بہاول کالج بہاول نگر کے شعبہ اردو سے وابستہ رہے۔ کالج کے مجلّہ "لالہ صحرا" کے نگران کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔

(نقوش غالب ڈاکٹر سید معین الرحمٰن لاہور' ۱۹۹۵ء)

محمد بیگ (مولوی) بابائے اردو کے عقیدت مندوں میں شامل تھے۔ مقدمات عبدالحق پہلی بار انہیں کی کاوشوں سے مرتب ہو کر شائع ہوئی۔

(مقدمات عبدالحق مرتبہ عبادت بریلوی' لاہور ۱۹۶۴ء)

محمد حسن (ڈاکٹر) محقق' نقاد اور ڈرامہ نگار تھے' لکھنؤ یونیورسٹی' سے ایم اے۔ ایل ایل بی اور پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ مختلف اوقات میں لکھنؤ یونیورسٹی' مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور دہلی یونیورسٹی کے شعبہ ہائے اردو سے وابستہ رہے۔ تصانیف میں ادبی تنقید' شعرنو' دلی میں اردو شاعری کا فکری اور تہذیبی پس منظر' جلال لکھنوی' اردو ادب میں رومانوی تحریک اور جدید اردو ادب شامل ہیں۔

(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا' جلد دوم)

محمد طفیل (ولادت : لاہور ۱۴ اگست ۱۹۲۳ء' وفات : ۵ جولائی ۱۹۸۶ء) اردو خاکہ نگاری' تحقیق اور تنقید کا معتبراور اہم ترین نام ہے۔ ساری زندگی تصنیف و تالیف اور نشرو اشاعت میں منہمک رہے۔ صاحب' جناب' آپ' مکرم' محترم' معظم' محی اور مخدومی کی اشاعت سے خاکہ نگاری کی صنف نئی جہتوں سے آشنا ہوئی رسالہ "نقوش" کے متعدد ادبی نمبروں کے علاوہ نقوش کا رسولؐ نمبر ۱۵ جلدوں میں شائع کیا۔ جس کے باعث صدارتی انعام کے مستحق ٹھہرے۔ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۰ء تک پاکستان رائٹرز گلڈ کے سیکرٹری جنرل کے عہدے پر فائز رہے۔

(محمد نقوش' مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن' ۱۹۸۳ء)

محمود احمد عباسی' مولوی (ولادت : امروہہ ۱۸۸۵ء ۔ وفات : ۱۴ مارچ ۱۹۷۴ء) معلم' محقق اور مورخ تھے۔ میٹرک کے بعد سکول میں مدرس ہو گئے۔ ۱۹۰۴ء میں ایجوکیشنل کانفرنس کے آفس سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے ۔۔۔ کے بعد پاکستان آ گئے حقیقت قوم کنبوہ' تاریخ امروہہ (سہ جلد)' تاریخ بادشاہ بیگم' سید وسادات معاویہ و یزید ان کی اہم کتب ہیں۔

(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا' جلد دوم)

محمود شیرانی' حافظ (ولادت : ٹونک ۱۵ اکتوبر ۱۸۸۰ء' وفات : ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء) نے ۱۸۹۹ء میں اورینٹل کالج لاہور سے منشی فاضل کیا۔ ۱۹۰۴ء میں بیرسٹری کے لئے انگلستان گئے اور لنکنزان میں داخلہ لیا۔ ۱۹۲۲ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں اردو فارسی کے لیکچرار مقرر ہوئے اکتوبر ۱۹۲۸ء سے نومبر ۱۹۴۰ء تک اورینٹل کالج لاہور میں اردو کے لیکچرار رہے ان کی تنقیدی و تحقیقی کتب میں پنجاب میں اردو' مجموعہ نغز' فردوسی پر چار مقالے' پرتھی راج راسا' خالق باری' مقالات شیرانی' مقالات حافظ محمود شیرانی (آٹھ جلدیں) اور مکاتیب حافظ محمود شیرانی شامل ہیں۔

(نثری ادب ص ۴۸)

مختار الدین احمد' ڈاکٹر (پیدائش : پٹنہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۴ء) اردو کے نامور محقق نقاد اور شاعر ہیں۔ ۱۹۴۹ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم اے عربی اور ۱۹۵۲ء میں پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ ۲ نومبر ۱۹۴۹ء سے نومبر ۱۹۸۴ء تک مذکورہ یونیورسٹی میں مختلف

نمایاں عہدوں پر فائز رہے۔ علی گڑھ میگزین (دو شمارے بشمول غالب نمبر) اور ادارہ اسلامیہ علی گڑھ کے علمی و تحقیقی رسالے "مجلہ علوم اسلامیہ" کے دس سال تک مدیر رہے ان کی تصانیف و مرتبات میں خطوط اکبر' احوال غالب' نقد غالب' تذکرہ گلشن ہند' تذکرہ آزردہ اور عبدالحق (بابائے اردو) وغیرہ شامل ہیں۔

(غالب نامہ تجزیاتی مطالعہ' عاصمہ اعجاز' گورنمنٹ کالج لاہور ۱۹۹۴ء)

مسعود حسن رضوی' ادیب' (ولادت : ۲۹ جولائی ۱۸۹۳' وفات : ۲۹ نومبر ۱۹۷۵ء) اردو کے نامور محقق اور نقاد ہیں ان کے تحقیق و تنقیدی کارناموں میں دیوان فائز' مجالس رنگین' آب حیات کا تنقیدی مطالعہ' متفرقات غالب' لکھنؤ کا عوامی سٹیج' تذکرہ گلشن سخن' تذکرہ نادر' ہماری شاعری' معیار و مسائل' آئینہ سخن فہمی' شاہکار انیس اور انیسیات وغیرہ شامل ہیں۔

(سید مسعود حسن رضوی ادیب ۔ حیات اور کارنامے' مرتبہ نذیر احمد' دہلی ۱۹۹۳ء)

معین الحق' ڈاکٹر سید' نے تاریخ میں ایم اے اور بعد میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ جنرل سیکرٹری و ڈائریکٹر آف ریسرچ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی مقرر ہوئے۔ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں کتابیں لکھیں۔ تذکرۃ الواقعات از جوہر آفتابچی (ترجمہ) ذخیرہ الخوانین' اخبار رنگین' حکیم احسن اللہ خان وغیرہ ان کی چند قلمی کاوشیں ہیں۔

(مترجم کی ترجمہ شدہ کتاب "تذکرۃ الواقعات" سے اخذ شدہ)

مقتدی خان شیروانی (مولوی حاجی) علمی و ادبی حلقوں میں مشہور و معروف مصنف و مرتب' پختہ کار ناظم و ناشر' صحافی اور انشا پرواز کے طور پر جانے جاتے تھے۔ سرسید احمد خان نے جب علی گڑھ میں انسٹیوٹ پریس قائم کیا تو اس کے منتظم مقرر ہوئے وحید الدین سلیم کے بعد انسٹی ٹیوٹ گزٹ کی ادارت بھی آپ کے سپرد ہوئی۔ رسالہ "اردو" (مدیر مولوی عبدالحق) کی علی گڑھ میں طباعت ان کی زیر نگرانی ہوتی تھی۔

(نقوش شخصیات نمبر۲' اکتوبر ۱۹۵۶ء)

ممتاز علی' سید (ولادت : ستمبر ۱۸۶۰' وفات : ۱۵ جون ۱۹۳۵ء) عربی' فارسی اور انگریزی تعلیم مکمل کر کے پنجاب کی عدالت عالیہ میں مترجم ہوئے۔ پھر ملازمت چھوڑ کر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ ان کی تصانیف میں حقوق نسواں' زادالمعاد' ردالملاحدہ' تذکرۃ الانبیاء وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن ان کا سب سے بڑا دینی و علمی کارنامہ "تفصیل البیان" ہے علمی و ادبی خدمات کی بنا پر حکومت ہند نے انہیں شمس العلماء کا خطاب دیا۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا' جلد دوم۔ نقوش مکاتیب نمبر نومبر ۱۹۵۷ء)

منظور احمد (پورا نام : منظور احمد افسر صدیقی امروہوی) ممتاز شاعر محقق اور دانشور تھے۔ ۱۹۲۷ء میں امروہہ سے کراچی آئے۔ کئی سال انجمن ترقی اردو کی شاخ کے سیکرٹری رہے۔ دھوم دھام سے مشاعرے کیا کرتے تھے۔ ۱۹۴۰ء میں پنجم (نقرئی) سالگرہ منائی

اور انجمن کی مفصل باتصویر روداد چھپوائی۔ ۹ر فروری ۱۹۸۴ء مطابق ۶ر جماد الاول ۱۴۰۴ھ بروز پنج شنبہ بعمر ۸۸ سال کراچی میں رحلت کی۔

(انجمن کی پنجاہ سالہ تاریخ' ص ۱۳۷۔ شمیم صبائی متھراوی قومی زبان فروری ۱۹۸۵ء)

مہر غلام رسول (ولادت : جالندھر اپریل ۱۹۹۵ء' وفات : ۱۶ نومبر ۱۹۷۱ء) پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کرنے کے بعد تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ ان کی تصانیف میں کلیات غالب' نوائے سروش' سرگزشت مجاہدین' ابوالکلام آزاد کے خطوط' جزیہ اور اسلام' ۱۸۵۷ء کے مجاہد' تاریخ لبنان' تاریخ تہذیب ذہن انسانی کا ارتقاء' ابن ہشام (ترجمہ)' خطوط غالب اور کلام اقبال کی شرحیں وغیرہ شامل ہیں۔

(شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا۔ ہمارے اہل قلم)

نثار احمد فاروقی (ولادت : ۲۹ جون ۱۹۳۴ء امروہہ ضلع مراد آباد) نے دہلی یونیورسٹی سے ایم اے عربی اور پی ایچ ڈی کی۔ شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فرید گنج شکر کی اولاد میں سے ہیں ہندوستان کی کئی اہم درگاہوں اور خانقاہوں میں علمی مزاکروں کا اہتمام کیا۔ دہلی یونیورسٹی میں پروفیسر و صدر شعبہ کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ کے تصنیفی سرمایے میں میر کی آپ بیتی دید دریافت' تلاش غالب' تلاش میر' سیرت نبوی کی ابتدائی کتابیں اور ان کے مؤلفین (ترجمہ) اور تاریخ طبری کے ماخذ کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (ترجمہ) شامل ہیں۔

(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا' جلد دوم ۔ غالب نامہ از عاصمہ اعجاز)

نظام الدین حسین مولوی (وفات : ۱۹۴۸ء) مشہور مردم خیز شخص بدایون کے رہنے والے تھے۔ بچپن ہی سے "اپنی دنیا آپ پیدا کر" کے اصول پر عمل پیرا تھے۔ ۱۹۰۳ء میں بدایون سے ایک ہفتہ وار اخبار "ذوالقرنین" جاری کیا۔ نظامی پریس قائم کیا۔ اخبار اور پریس کے ذریعے بڑا نام کمایا۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں قاموس المشاہیر (دو جلدیں) خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

(سہ ماہی اردو (بابائے اردو نمبر) ۱۹۶۲ء)

وحید اکبر آبادی اودے پور میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں یتیم ہو گئے اپنے دادا کی سرپرستی میں اودے پور ہی سے انٹر کا امتحان امتیازی نمبروں میں پاس کیا اسی سال دادا جان نے رحلت فرمائی اور تعلیم کا جاری رکھنا مشکل ہو گیا۔ ان حالات میں مولوی عبدالحق کو خط لکھا اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مدد کی درخواست کی۔ مولوی عبدالحق کی نظر عنایت ان پر ہوئی اور انہوں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے بی اے اور ایل ایل بی کے امتحانات نمایاں حیثیت سے پاس کئے۔ اچھے نثر نگار اور مترجم تھے۔ کئی سال تک علی گڑھ میگزین کی ادارت کے فرائض انجام دیے۔ ایم اے کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان جانے والے تھے کہ موت کے ظالم ہاتھوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔

(قومی زبان' اگست ۱۹۸۹ء' ص ۴۷)

وحید قیصر ندوی (ولادت : بہار ۱۹۲۸ء' وفات : ۱۶ دسمبر ۱۹۶۹ء) بنگلہ دیش کے ممتاز صحافی تھے۔ قیام پاکستان کے وقت ہجرت کر کے ڈھاکہ آ گئے۔ ندوہ کے فارغ التحصیل تھے۔ عربی اور فارسی پر عبور حاصل تھا۔ ۱۹۶۸ء میں روزنامہ "مشرق" سے منسلک ہوئے اور ریزیڈنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ غیر بنگالیوں کو بنگالی سکھانے کے لئے کتاب لکھی۔ انجمن ترقی اردو کے لئے ان کی خدمات لائق تحسین ہیں۔

(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا' جلد دوم)

ہاشمی فرید آبادی' مولوی (ولادت : دہلی ۳۰ جنوری ۱۸۹۰ء' وفات : ۱۹ جولائی ۱۹۶۴ء) نے علی گڑھ سے ایف اے کا امتحان پاس کیا دارلترجمہ حیدر آباد دکن اور انجمن ترقی اردو سے وابستہ رہے۔ ان کی تصانیف میں تاریخ پاکستان و بھارت' ماثر لاہور (تاریخ)' مشاہیر یونان و روما (ترجمہ) اور پنجاہ سالہ تاریخ انجمن اردو' شامل ہیں۔

(ہمارے اہل قلم)

ہاشمی' نصیر الدین (پیدائش ۱۵ مارچ ۱۸۹۵ء' وفات : ۲۶ ستمبر ۱۹۶۴ء) کا وطن حیدر آباد' دکن تھا نثر نگار' نقاد' محقق اور تذکرہ نگار کی حیثیت سے اردو زبان کی بہت خدمت کی۔ دکنی کلچر' خواتین دکن کی اردو خدمات' دکنی ہند اور اردو' مدراس میں اردو' یورپ میں دکنی مخطوطات' مقالات ہاشمی وغیرہ ان کی اہم تصانیف ہیں۔

(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا' جلد دوم ۔ تذکرہ ماہ و سال' مالک رام' دہلی ۱۹۹۱ء)

کتابیات

مولوی عبدالحق کی تصانیف نیز ان کے خطوط کے علاوہ دیگر کتب و رسائل

اصغر مہدی (مرتبہ) — صحبتیں اگلی، ادب پبلی کیشنز، نئی دھلی، ۱۹۹۵ء

اعظمی، عبداللطیف (مرتبہ) — بابائے اردو مولوی عبدالحق، ادارہ فروغ اردو لکھنؤ، ۱۹۶۲ء

انجم، زاہد حسین — ہمارے اہل قلم، لاہور، ۱۹۸۸ء

انور سدید، ڈاکٹر — اردو ادب کی مختصر تاریخ، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۹۱ء

تاثیر، ڈاکٹر، اقبال کا فکر و فن — یونیورسل بکس لاہور، ۱۹۸۸ء

جلیل قدوائی (مرتبہ) — ۱۔ مکاتیب عبدالحق، مکتبہ اسلوب کراچی، ۱۹۶۳ء
۲۔ خیابان مسعود، کراچی، ۱۹۷۰ء

داؤد رہبر، ڈاکٹر — ۱۔ Urdu Letters of Mirza Asadullah Khan GHALIB Translated and Annotated by Daud Rahbar, State University of New York Press, 1987, P. 628
۲۔ سلام و پیام (مکاتیب داؤد رہبر)

ریاض احمد ریاض (مرتبہ) — خط انشاء جی کے، لاہور اکیڈمی لاہور، ۱۹۸۵ء

شکیلہ شاہ جہان — ڈاکٹر سید عبداللہ بطور غالب شناس (مقالہ برائے ایم اے اردو)، ۱۹۹۶ء، مخزونہ ذخیرہ غالبیات ڈاکٹر سید معین الرحمٰن

شمیم احمد، برش قلم — مکتبہ موقلم کوئٹہ، ۱۹۸۳ء

شہاب، قدرت اللہ — شہاب نامہ سنگ میل لاہور، ۱۹۸۹ء

عاصمہ اعجاز — غالب نامہ کا تجزیاتی مطالعہ گورنمنٹ کالج لاہور، ۱۹۹۴ء

عبادت بریلوی، ڈاکٹر — ۱۔ خطبات عبدالحق، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۱۹۵۲ء
۲۔ مقدمات عبدالحق، اردو مرکز لاہور، ۱۹۶۴ء

عبدالحمید	ہسٹری آف گورنمنٹ کالج لاہور' لاہور' ۱۹۶۴ء
مالک رام	تذکرہ ماہ و سال مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی' ۱۹۹۱ء
معراج نیر' ڈاکٹر سید	ڈاکٹر مولوی عبدالحق' فن اور شخصیت' ابلاغ لاہور' ۱۹۹۵ء
معین الحق' ڈاکٹر سید (مترجم)	تذکرۃ الواقعات' کراچی' ۱۹۷۱ء
معین الرحمٰن' ڈاکٹر سید	۱۔ نقد عبدالحق' طبع اول' نذر سنز لاہور' ۱۹۶۸ء
	طبع دوم' الوقار پبلی کیشنز لاہور' ۱۹۹۵ء
	۲۔ محمد نقوش' ملتان' ۱۹۸۳ء
	۳۔ ذکر عبدالحق' سنگ میل لاہور' ۱۹۸۵ء
	۴۔ نثری ادب طبع اول' یونیورسل بکس لاہور' ۱۹۸۶ء
	۵۔ بابائے اردو خدمات اور فرمودات' الوقار پبلی کیشنز ۱۹۹۶ء
	۶۔ شخصیات اور ادبیات' مکتبہ عالیہ لاہور' ۱۹۹۵ء
	۷۔ نقوش غالب' الوقار پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۵ء
نذیر احمد' پروفیسر (مرتبہ)	سید مسعود حسن رضوی ادیب حیات اور کارنامے غالب انسٹی ٹیوٹ' نئی دہلی' ۱۹۹۳ء
نیر مسعود (مرتبہ)	خطوط مشاہیر بنام مسعود حسن رضوی ادیب' لکھنؤ' ۱۹۸۴ء
ہاشمی فرید آبادی' سید	پنجاہ سالہ تاریخ انجمن ترقی اردو' کراچی' ۱۹۵۳ء

رسائل

اردو (سہ ماہی) کراچی	۱۹۶۲ء' بابائے اردو نمبر
تحقیق نامہ (لاہور)	شمارہ نمبر ۲' سال ۹۳۔۱۹۹۲ء
قومی زبان (کراچی)	اگست ۱۹۶۳ء' دسمبر ۱۹۶۳ء
	اگست ۱۹۶۴ء' ستمبر ۱۹۶۹ء' ستمبر ۱۹۷۳ء' اگست ۱۹۷۴ء

اگست ۱۹۷۵ء' ستمبر ۱۹۷۵ء' اگست ۱۹۷۷ء اگست ۱۹۷۸ء
جون ۱۹۷۹ء' اگست ۱۹۷۹ء' اکتوبر ۱۹۸۰ء' فروی ۱۹۸۵ء' اگست ۱۹۸۸ء
اگست ۱۹۸۹ء' اگست ۱۹۹۱ء' دسمبر ۱۹۹۲ء' اگست ۱۹۹۳ء

لالۂ صحرا (بہاول نگر) — شمارہ نمبر ۲' نومبر ۱۹۶۰ء' شمارہ نمبر ۳' دسمبر ۱۹۶۱ء

ماہ نو (لاہور) — چالیس سالہ نمبر جلد اول' یکم اگست ۱۹۸۷ء

مجلس (حیدر آباد دکن) — اکتوبر ۱۹۶۰ء تا جنوری ۱۹۶۱ء

نقوش (لاہور) — نومبر دسمبر ۱۹۵۲ء شمارہ نمبر ۲۷'۲۸
اکتوبر ۱۹۵۶ء (شخصیات نمبر)' نومبر ۱۹۵۶ء (مکاتیب نمبر)
جنوری ۱۹۶۳ء' شمارہ نمبر ۹۶' مارچ ۱۹۶۳ء' شمارہ نمبر ۹۷
اپریل مئی ۱۹۶۸ء (خطوط نمبر' جلد اول)

ہماری زبان (دہلی) — ۲۲ دسمبر ۱۹۸۴ء، ۸ جولائی ۱۹۸۵ء، ۲۲ ستمبر ۱۹۸۵ء، یکم اپریل ۱۹۸۶ء، ۲۲ فروری ۱۹۸۶ء
۲۴ جون ۱۹۸۶ء، ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء، یکم جنوری ۱۹۹۲ء

انسائیکلو پیڈیا

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 84708
Date 21-9-98

اردو جامع انسائیکلو پیڈیا (جلد اول) — شیخ غلام علی اینڈ سنز' لاہور ۱۹۸۷ء
جلد دوم ۱۹۸۸ء

شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا — شعاع ادب لاہور' ۱۹۸۷ء